

قصص ہند

حصہ دوم

مرتبہ مولوی محمد حسین صاحب پروفیسر عربی لاہور کالج





لاہور ... مطبع ...

باہتمام ... چھپی

قصص ہند



غزنوی خاندان

لاطین سامانیہ جو توران اور ایران وغیرہ مین بڑے با اقتدار بادشاہ گزرے ہیں
ن مین سے عبدالملک ابن نوح پانچوین بادشاہ کی خدمت مین الپتگین نا
ب غلام تھا کہ بادشاہ کو بھان متی کے تماشے دکھا کر اور نقلین سنا
ش کیا کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ مجلس عشرت سے نکلکر دربار سلطنت مین داخل ہو
ور پھر اپنی دانش اور دانائی کی بدولت حاکم خراسان ہو گیا۔ جب عبدالملک
گیا تو امرای دربار نے اُسے ہی خط لکھا کہ تخت نشین کسکو کرنا چاہیے
تقدیر کے ماری نے منصور کے برخلاف رائے دی کہ وہ نوجوان
ن تخت نشین ہو چکا تھا۔ منصور نے اُس کا خط دیکھکر بہت پیچتاب کھا
اسکے درپے ہو گیا۔ دشمن اسکی ہی تاک مین لگے ہی تھے فوراً دربا

ہو جائے جمین تو شبہہ ہی نہ تھا - ناچار سپاہیانہ پیچ کہیلا - اسکے پاس
خاصہ کے غلامون اور نوکرون کا جتھا خوب تھا انہی کی آڑ مین جان بچاکر
مقام غزنی مین کہ عین کوہ سلیمان کے بیچون بیچمین ہے - جا پہنچا - غرض
ادہر کے بہادر اور قوی ہیکل خود سرون کو سمیٹ کر دشمنون کے قابو کا
نہ رہا مگر پہر بھی اپنے آقا کے گھرانے کی اطاعت ہی کرتا رہا - تین ہزار غلام
اسکے تن کا ہمراہ آیا تہا - اسکے علاوہ ادہر کے افغان اگر دل سے تابع
ہوئے تو وقت پر نوکر ہوگئے - غرض اُس قطعہ پر قابض ہوگیا کہ جسمین بلخ
ہرات - سیستان وغیرہ شامل ہین - سبکتگین ایک فلک زدہ ایران کے
شاہی خاندان کا لڑکا تھا کہ الپتگین نے اسے ایک بخاری سوداگر سے
خریدا تہا اور ایسے مرتبہ پر پہنچایا تہا کہ بعد اسکے دربار مین رکن اعظم وہی
ٹھیرا - چنانچہ الپتگین کے بعد اسکا بیٹا جانشین ہوا اور اطراف کے لوگون نے
زور دیا تو سبکتگین اسے بخارا سے حکومت کی سند دلواکر لایا - جسمین نیابت
سبکتگین کے نام پر تھی - ۲ برس کے بعد وہ بھی مرگیا اور ایک دو آنار چڑہاؤ
کے بعد جب اہل دربار نے ملک غیرون کے ہاتھ جاتا دیکھا تو بالاتفاق
سبکتگین کی اطاعت پر رضامند ہوگئے چونکہ صاحب ہمت اور باتدبیر
شخص تھا تخت پر بیٹھتے ہی ایک ہمسایہ کے حاکم نے اُس سے مدد لیکر دشمن کے
ہاتھ سے اپنا ملک بچایا مگر احسان نہ مانا اسلئے ملک سبکتگین کے حوالہ
ہو گیا - سبکتگین نے الپتگین کی بیٹی سے شادی بھی کرلی اور بہت

کہا کہ ۔ مرد کو بات کا پاس ضرور رہے ۔ دوست سے ہو یا دشمن سے ۔ دوسرے
ترکون کی فوج جسکے سامنے سے ایک دفعہ فوج ہماری ہٹ آئی اب اُسکی مقابلہ
پر تھمنا بہت مشکل ہوگا اگر وہ لوگ ادھر چڑھ آئے تو تمام ہندوستان کو تہ و بالا
کر دینگے پھر اس خالق خدا کا خون اور ننگ و ناموس کا گناہ کس پر ہوگا ۔ غرض
چھتریون نے ہزار جتن سے جتایا ۔ برہمنون کے بچن کے آگے انکی تلوار کاٹ
نکر سکی آخر وہی ہوا کہ بادشاہی آدمیون کو روک لیا غزنی مین فوراً خبر اڑی کہ
بادشاہ کے آدمی قید ہو گئے ۔ مگر سبکتگین کو یقین نہ آیا اور کہا کہ یہہ خبر ہوائی
لوگون نے اڑائی ہے ۔ جب تحریرین پہنچین اور تحقیق ہوا تو اُسیوقت ضلع ضلع
سے فوجین سمیٹ کر برستی گھٹا کی طرح شمال سے اُٹھا ۔ اور آتے ہی سرحد کے
ملکون پر آفت برسا دی ۔ بہت سا مال و دولت لوٹا ۔ اور ہزارون کو لونڈی غلام
بنا لیا ۔ راجہ کو جب یہہ خبر پہنچی تو تمام ہندوستان مین چٹھیان دوڑا دین مطلب
انکا یہہ کہ وحشیون کا بادشاہ اور ملیچھون کا سلطان جنگل پہاڑ کے راچھسون
کی فوجین لیکر چڑھ آیا ہے ۔ پنجاب کا ملک قدیم الایام سے سب بھائی بندون
کی پناہ ہوا ہے ۔ چنانچہ اگلے سال مین نے خود اُسکے گھر پر جا کر ایک
ٹکر روکا مگر اب دھرم کی لاج رکھنے کا وقت ہے نہین تو اس سری سے اس
سری تک تمام ہندوستان پر پانی پھر جائیگا ۔ ان چٹھیون نے بڑا کام کیا یعنے
علاوہ اور ملکون کے دلی ۔ اجمیر ۔ قنوج ۔ کالنجر ۔ کی عظیم الشان سلطنتون نے
اپنی اپنی انتخابی فوج بے تعداد خزانون کے ساتھ بھیجی اور آڑے وقت یہہ
خود بھی آنیکا وعدہ کیا ۔ سارے لشکرون کی چھاونی پشاور

اس دھوم دھام کی خبرین ایک سے ده چند ہو کر پہنچین۔ گھبرایا اور شیر کیطرح
جھپٹتا آیا۔ پاس پہنچا تو ایک پہاڑ کے ٹیکرے پر چڑھ کر نظر دوڑائی۔ جہانتک
نگھہ نے کام کیا فوج ہی فوج پائی۔ اترا اور اپنے سردارون کو بلایا۔ اُن کے
بھی ہوش اُڑے پائے۔ اول تو بہت سے مضمون ثواب جہاد اور تایید غیبی کے
سنائے۔ پھر شجاعون کی اولوالعزمیان اور کارنامے کہکر دل بڑہائے۔ بعد اسکے
کہا کہ دیر کا موقع نہین لڑائی شروع کردینی چاہئے۔ لیکن چال نئی چلا یعنے اگرچہ کل
جنگی قواعد پر نظر کرین تو موٹی سی بات ہے۔ مگر اسوقت ایک نکتہ مین تھوڑی سی
فوج نے دل بادل لشکر کو توڑ دیا۔ چنانچہ حکم دیا کہ پانسو سوار کا رسالہ ایک ایک
سردار کے نیچے مقرر ہو۔ باری باری سے جائین اور ہمت آزمائین جب وہ
تھک جائین تو انکی جگہہ اور تازه دم جا کر مورچے جمائین۔ اس ترکیب سے ہندو شام
تک لڑتے لڑتے دق ہوگئے۔ تو بھی لشکر کی بہتات سے دل قوی رکھتے تھے سب
جمع ہو کر ایک حملہ ایسا کیا جسمین لڑائی دو ٹوک ہو جائے۔ چنانچہ کیا سوار کیا پیادے سب
باجے بجاتے اور کڑکتے گاتے غول کے غول نکلے اور اسطرح بے جگر ہو کر گرے کہ
تیر اور نیزہ کا گزارہ نرہا۔ خنجر کا تلوار سے اور کھانڈے کا کٹار سے مقدمہ آپڑا
پیادے پیادون سے لپٹ گئے۔ سوار گھوڑون سے کود کود پڑے۔ ہاتھیون
نے اپنا پرایا کچھہ نہ دیکھا سب کو چکّی کیطرح دل ڈالا۔ مگر خدا کی خدائی ایسے وقت پر نظر آتی ہے
کہ ہر بات مین اپنی قدرت کا دکھاتا ہے۔ ہندو و مسلمان کا بہانا ہے۔ آخر
سردارون کا کھیت پڑا اور خاتمہ ہندوون کی شکست پر ہوا۔ فتحیاب لوٹتے مارتے
ملک تک آئے اور [illegible] و سو ہاتھی اور لاکھون کا زر و مال لیکر گھر کو چلے گئے۔ بادشاہ

یہانتک اسوقت فقط غزنی سے قندھار کے آگے تک تھی اُسکی درستی
میں جاکر مصروف ہوا - اور چند روز کے بعد ۹۹۷ع ۳۸۷ھ مین مرگیا ؛

محمود غزنوی

محمود اور اسمعیل دو بیٹے سبکتگین کے تھے - مگر محمود کا لڑکپن سے یہہ
حال تھا کہ فوج کشی اور لڑائیون مین باپ کے ساتھ ہی رہتا تھا - بلکہ ہر مہم مین
ایسا اپنی بساط سے بڑھکر قدم مارتا تھا کہ تجربہ کار سپہ سالار دیکھتے رہجاتے
تھے - جب باپ مرا تو یہہ نیشاپور مین حاکم تھا - تیس برس کی عمر تھی اور لیاقت
شجاعت کی رو سے ہر طرح جانشینی کے قابل تھا - اتنی بات ضرور تھی کہ ماں
کیطرف سے داغدار تھا - چھوٹے بیٹے کو باپ بہت چاہتا تھا اور اپنے پاس
ہی رکھتا تھا - اُسنے جب باپ کے مرنے سے تخت کے ساتھ میدان خالی
پایا تو فوراً تاج سر پر رکھہ جابجا فرمان جاری کئے - اور دربار مین امیرون
وزیرون کے منصب فوج کی تنخواہین بڑھاکر جشن شاہانہ شروع کردئے تاکہ سب کے
دلمین گھر ہوجائے - اور دلاور بھائی کا خیال اُنکی طبیعتون سے جاتا رہے
محمود نے یہہ حال سنکر پیغام بھیجا کہ والد مرحوم نے خانۂ سلطنت کو آراستہ چھوڑا مگر
حال اسکا یہہ ہے کہ چارون طرف سے دشمنون مین گھرا ہوا ہے - اگر تمہاری عمر
اور تجربہ اسکے سنبھالنے کے لائق ہوتا تو عین آرزو تھی کہ تم باپ کی جانشین ہوتے
مجھے مصلحت یہی معلوم ہوتی ہے کہ دولت اور خزانون کو شریعت کے بموجب
تقسیم کرکے دارالسلطنت کو میرے سپرد کردو - تمہاری حکومت کے لئے بلخ اور

خراسان کا ملک مین صاف کردیتا ہون ۔
جب تاج سر پر اور خوشامدی گرد ہوتے ہین تو ایسی باتین سمجھ مین نہین آتین۔ محمود
کی یہہ بات پیش نہ گئی۔ جب اُسنے دیکھا کہ میری نصیحت نے نہ اس نو دولت کو
اثر کیا نہ ارکان دولت نے میرے حق کو حق سمجھا تو سوای اسکے چارہ
نہ دیکھا کہ خاص دار الخلافہ پر حملہ کرکے اس جھگڑے کا فیصلہ کرے۔
اسمٰعیل بھی اُدھر سے فوج لیکر آیا اور اسمین شک نہین کہ کوئی دقیقہ سپاہگری
کا باقی نہ چھوڑا مگر فتح شکست خدا کے اختیار ہے اخیر کو قید ہوا اور محمود کے
نام کا نقارہ غزنی کے نوبتخانہ مین بجگیا۔ اسکے اقبال سے ایران اور توران کے
ملک اُسوقت اپنے اپنے حال مین گرفتار تھے۔ چنانچہ محمود نے پہلا
گھر کا بندوبست کیا اور پھر آہستہ آہستہ سب کو زیر قلم کیا ہندوستان
جنّت نشان جسکا دروازہ باپ نے کھولا ہوا تھا اُسے قنّوج اور کالنجر
تک گیارہ دفعہ زیر و زبر کیا۔ اور اپنے نام کو سلطان کے لقب سے تاجدار
کیا کہ اسوقت تک کسی بادشاہ کو نصیب نہوا تھا۔ ایکدن مصاحبون کے
ساتھ بیٹھکر ادھر اُدھر نظر دوڑائی صدہا کوس تک کوئی مملکت نظر نہ آئی جسکی
فتح سے پُر مال خزانہ کو نالامال کرے ارکان دولت کو جمع کیا۔ سب نے خیال کے
عیار اور فکر کے جاسوس چارون طرف دوڑائے۔ آخر معلوم ہوا کہ اُسی گھر آباد
ہندوستان مین جسے گیارہ دفعہ پامال کرلیا ہے ملک گجرات مین سمندر کے
کنارے ایک شہر عظیم الشان ہے اور اسمین ایک عبادت خانہ ہنود کا ہے
کہ اپنے دیوتا کے نام سے سومنات کہلاتا ہے۔ اور چونکہ ہزارون

ہی راجہ سے لیکر پرجا تک ملک ملک کی خلقت اُسے صدقِ دل سے مانتی
ہے۔ اسلیئے نہ مال و زر کا ٹھکانا ہے نہ زر و جواہر کی کچھ انتہا ہے۔ حسن میمندی
نے زمینِ خدمت کو بوسہ دیا اور عرض کی کہ قبلۂ عالم مینے وہان کے حالات
عجیب و غریب سنے ہین۔ کہتے ہین کہ جس مکان مین سومنات دیوتا ہے۔ باہر کی
روشنی کو وہان دخل نہین جواہرات اور الماس جو در و دیوار مین جڑے اور
جڑاؤ قندیلون مین لگے ہین انکی جگمگاہٹ سے دن رات برابر ہے۔ بیچمین
ایک ایک بڑی بھاری سونے کی زنجیر لٹکتی ہے کہ اسمین گھنٹے اور گھڑیال آویزان
ہین۔ جب پوجا کا وقت ہوتا ہے تو جسطرح ہم اذان دیتے ہین وہ اُسے ہلاتے
ہین کہ سب کو خبر ہوجاے۔ ملک ملک کے راجاؤن نے جو جاگیرین دے رکھی ہین
اُنہین جمع کرین تو دو ہزار گانو ہوتا ہے۔ ہرچند کہ گنگا وہان سے چھہ سو کوس
پر ہے مگر روز تازہ گنگا جل سے اسکا اشنان ہوتا ہے۔ دو ہزار برہمن فقط
وہان کے پجاری ہین پانسو لونڈیان گائنین اور تین سو گویے ہین کہ پوجا کی وقت
ہین گاتے ہین اور ناچتے ہین۔ زیور لباس خرچ اخراجات انکا سب وہین سے
ملتا ہے۔ یہہ سب تو اُن کی باتین ہین مگر ہمارے مطلب کی بات یہہ ہے کہ مال و زر
اور زیور و جواہر کا وہان یہہ عالم ہے کہ اُسکا عُشرِ عشیر بھی کسی بادشاہ کے
خزانہ مین نہین سما سکتا ہو

یہہ سنکر محمود کے دہان طمع مین پانی بھر آیا او ... کطرح لہا
اسی وقت سپہ سالار کو حکم پہنچا کہ ہان لشکر تیا
میدانِ شہر خیمون ڈیرون سے پٹ گیا

لشکرِ خاصہ کے علاوہ تاتار کے ترک اور کوہستانون کے افغان جو لوٹ مار کی نیت باندھے شب و روز روزے سے بیٹھے رہتے تھے ہزارون کی جگہہ لاکھون جمع ہو گئے۔ اس ٹڈی دَل کو لیکر آڑا اور ملتان مین آکر دم لیا ٹوٹے پھوٹے کی مرمت ساز و سامان کی درستی کی۔ یہہ بھی معلوم ہوا کہ رستہ مین ایسے ایسے ریگستان اور چٹیل میدان ہین کہ جہان کوسون تک پانی کا پتا اور گھاس کا پتا نہین ملتا اسلئے حکم دیا کہ ہر شخص کئی کئی دن کا کھانا پانی اپنے اپنے ساتھہ اٹھائے اور سرکار شاہی سے بھی دو ہزار اونٹ رسد کے دانے پانی اور گھاس پات سے لدوا کر ساتھہ لئے ⁂

غرض ان لق و دق میدانون کو لپیٹ سپیٹ کر دفعۃً اجمیر پر جا پہنچا۔ اگرچہ کوئی راجہ محمود کے حال سے غافل نہ تھا مگر یہہ بھی خیال نتھا کہ ایسے میدان طے کر کے یہہ طوفان یون یکایک بجلی کیطرح آن گریگا۔ اب سوا کنارہ کرنے کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ راجہ اور شہر کے لوگ جو بھاگ سکے وہ جان لیکر بھاگ گئے مگر اس آندھی سے شہر مین چراغ اور باہر تنکا تک نرہا۔ تاراگڑھ کا قلعہ سامنے پہاڑ پر چمک رہا تھا مگر دیکھا کہ اُسکے محاصرہ مین خدا جانے کتنے دن لگین اور کیا پیش آئے۔ اسلئے سیدھا منزلِ مقصود کا رخ کیا رستہ مین جو جو قلعے اور شہر نظر آئے انہین ٹھکراتا اور سامان خدا داد سمیٹتا اور منزلہ کرتا چلا جاتا تھا کہ سمندر کے کنارے پر ایک قلعہ عالی بفلک تھا اور دریا کی لہرین پانون مین ملی ہی ہے۔ اہل شہر بیخبر گھرون مین

آنند کر رہے تھے دیکھا تو یہی دیکھا کہ فوج کا دل بادل چھا گیا۔ جھنڈے اور نشان محمودی لہرا رہے ہیں۔ سب گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ پانڈے بچاری بھولے بھالے جنھون نے کبھی ننگی تلوار نہ دیکھی تھی فصیل پر چڑھ کر حیرت سے دیکھنے اور چلانے لگے کہ ای مسلمانون تم اپنی فوج اور لشکر کے گھمنڈ پر ہمین لوٹنے آئے ہو۔ یہہ خبر تمہین نہین کہ دھرم مورت پرماتما ہمارا اسی واسطے تمہین لایا ہے کہ جو جو مندر تمنے ہندستان مین توڑے ہین سب کی سزا یہان دیگا۔ قاصد آئے اُنھون نے بھی ایسے ایسے پیغام سنائے مگر محمود ان باتون کو کب خاطر مین لاتا تھا۔ تیوری بدلکر منہہ پھیر لیا اور کہا کہ خیر جو کچھہ ہو گا کل معلوم ہو جائیگا ؞

وہ دن تو جون تون کرکے کاٹا۔ دوسرے دن جب مشرق کا شہسوار ستارون کی فوج کو شکست دیکر شعاع کا نیزہ ہاتھہ مین لئے نکلا۔ محمود سرسے پانوتک لوہے مین غرق ہوا کے گھوڑی پر سوار جتر لگائے میدان جنگ مین اکر کھڑا ہوا۔ نقارہ پر چوب پڑی کہ دل سینون مین ہل گئے۔ دلیرون نے قلعہ کیطرف بڑھکر ایسے تیر برسانے شروع کئے کہ ہندؤن کو فصیل چھوڑتے ہی بن آئی۔ قلعہ سے مندر مین بھی راہ تھی۔ سب گھبرا کر ادھر گھس گئے مسلمان جھٹ سیڑھیان لگا کمندین ڈال فصیلون پر چڑھ گئے۔ اور اللہ اللہ اکبر کے نعرے مارنے شروع کئے کہ قلعہ سے لیکر کوہ و دشت تک گونج اٹھا۔ تکبیر کی آواز سے برہمنون اور پانڈون کے دلون مین کہان دھرم کی آگ سے ایک دھوان اٹھا اور راجپوتون کے دلون مین جوش

غیرت نے جوش مارا۔ دفعتہً آگ بگولا ہو کر دوڑے جو تیر انداز فصیل پر کھڑے تھے اُنسے آتے ہی چھری کٹاری ہو گئے اور سب کو کاٹکر نیچے گرا دیا۔ پھر تو ادھر سے آتشبازی کے بان اور رال کی ہانڈیان تھین اور اُدھر سے تیرون کی بوچھار اور برچھیون کی بجلیان۔ عالم گرد و غبار سے اندھیر ہو گیا اور لڑائی برابر ترازو کے تول تلی ہوئی تھی مگر قلعہ کا پلّہ بھاری تھا کہ اتنے مین شام نے آکر اندھیرے کی سپر بیچ مین رکھدی دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر آئے شبخون کی روک تھام کا بندوبست ہوا۔ حکم تھا کہ چراغ کا تو کیا ذکر ہے آگ کی چنگاری تک نہ چمکنے پائے۔ مگر دلون کی بیقراری اور مایوسی کچھ کہی جاتی تھی۔ ادھر تو محمود کے لشکری سناٹے مین تھے کہ کہان وہ کوہ و دشت پر بہار اور خدائی گلزار۔ کہان یہہ ریگستان بیابان۔ گھرون سے ہزارون کوس آن پڑے۔ اللہ ہی جو پھر بھی اہل و عیال کا منہہ دیکھنا نصیب ہو۔ روسیہ طمع سیاہ۔ جس نے یہہ دن دکھایا۔ لوٹ کا لالچ نہوتا تو کیون اس بلا مین پڑتے۔ کرتے تو کر بیٹھے مگر دیکھیے کہ اب اونٹ کس کروٹ بیٹھے۔ اُدھر قلعہ بند بچارے مصیبت کے مارے جانون سے نراس بیٹھے تھے اور کہتے تھے ہی نرنکا یہہ آسمانی بلا کہان سے آگئی ہم تو اپنے گھرون مین آرام سے رام رام کی سُمرن جپتے تھے۔ تو ہی اس آفت کو ٹالے تو ٹالے۔ تیرے سوا کس کا آسرا ہے۔ غرض دونو طرف سناٹے کا عالم تھا۔ اندھیری رات مین سنسان جنگل سائیں سائیں کرتا تھا اور گھوڑے سے لیکر اونٹ تک سانس نہ لیتا تھا۔ ہان بیچ بیچ

سے کے قاصد اور کاغذ کے گھوڑے دوڑ رہے تھے - قلعہ والون کو
رات بھر نیند نہ آئی - دیس دیس کے ٹھاکرون اور راجاؤن کو چٹھیان لکھین کہ یہی
وقت ہے اگر آج دھرم کی لاج نرکھی تو کب رکھو گے ادھر آدھی رات تھی جو محمود
کی آنکھہ کھلی - دل گھبرایا اور اُسی وقت سرداران لشکر کو بلا کر کہا کہ صبح سر پر کھڑی ہے
بندوبست کرنا چاہیے کہ میدان جنگ کس ڈھنگ پر ڈالا جائے - وزیر نے
ہاتھہ باندھکر عرض کی کہ جسطرح ہوسکے اس لڑائی کا فیصلہ جلد کرنا چاہیے - ملک
بیگانہ ہے اور عرصہ دور کا ہے جسقدر دیر ہوگی ہیبت ہماری کم اور جمعیت گھٹتی
جائیگی - اور دشمن کی امدادین پہنچکر قوت بڑھتی جائیگی - ایک ایک سپاہی کے دلپر
غلام کی نظر ہے دیکھتا ہون کہ رفیقون کے جی چھوٹے جاتے ہین - محمود نے اس
رائے کو نہایت پسند کیا اور سب نے تائید کی - اُسی وقت بس پیش و یمین و یسار کی تقسیم
ہوکر ڈیرے ڈیرے مین حکم پہنچ گیا کہ صبح نور کے تڑکے قلعہ پر دھاوا ہو جائے
راتون رات سینکڑون سیڑھیان اور کمندین اور ہزارون فولادی میخین تیار ہوئین
تمام رات بہادرون نے ہتیارون کی تیاری مین کاٹی - جب پچھلی پہر رات باقی رہی
تو ستارون کے پہرہ دار اپنے اپنے پہرون پر قائم تھے - جو محمود نے وضو کر کے
دوگانہ نماز کا ادا کیا سلاح جنگ زیب بدن کرتے ہی سواری کا حکم دیا - ادھر صبح
کی سفیدی مشرق سے نمودار ہوئی ادھر سرخ پھریرا نشان جنگ کا ہوا مین لہرایا
جب سپہ سالار کو میرا حکم بھیجا تو اُسنے خود کرنا سے ہاتھہ مین لیکر منہہ پر رکھی اور
جسطرف سے کہ دھاوے کا موقع تھا اُدھر سے پہلو و یکر دوسرے رخ سے
ٹیکری ڈالی - محمود بذات خاص ایک سالہ لیکر الگ کھڑا ہوا کہ جب قلعہ والوں فوج کیطرف

بتھاکین تو یہہ ادھر سے کمندین ڈالکر اندر جا پڑے - قلعہ مین بھی تمام رات آنکھون
مین کٹی تھی - پانڈے پجاری برہمن راجپوت دھاوے کا غل سنکر گھبرا گئے پہلے
تو سب مندر کیطرف دوڑے اور سومنات کی مورت سے لپٹ لپٹکر زار زار روئے
کوئی پانون مین لوٹتا تھا کوئی راز و نیاز سے کھڑا دعا مانگ رہا تھا - آخر روتے
دھوتے باہر نکلے - جدھر کو دھاوے کا زور دیکھا سبکے سب ادھر ہی اُمنڈ
پڑے اور لڑائی شروع ہوگئی چارون طرف سے خبرین چلی آتی تھین اور
تدبیر کی نظر ہر طرف برابر دوڑ رہی تھی - اتنے مین ایک بکٹ پہرہ کے
سپاہی نے محمود کو رپٹ دی کہ ادھر سے غبار نمودار ہوتا ہے اور رخ اُسکا
اسی طرف معلوم ہوتا ہے عجب نہین کہ کوئی راجہ قلعہ کی مدد کو پہنچا ہو - اُسیوقت
سانڈنی سوار اور ہرکارے دوڑ گئے - دم کے دم مین پھر آئے اور خبر لائے کہ
فلان فلان شہر کے راجہ اس قدر فوج کی جمعیت سے آن پہنچے - شاہ باتدبیر نے
اس خبر کو یہین بند رکھا کہ اگر لڑتی ہوئی فوج کو یہہ خبر وحشتناک پہنچی تو سارے
لشکر مین ہل چل پڑ جائیگی فوراً اپنی رکاب کی فوج لیکر برق و باد کیطرح لپکا اور
اس کالی آندھی کے سامنے جاکر پہاڑ کیطرح ڈٹ گیا - اول پیغام بھیجا کہ اسوقت
قلعہ والون سے ہمارا مقابلہ ہو رہا ہے - شایان جوانمردی یہہ ہے کہ جب تک
ہم ادھر سے فارغ نہولین تم ہمپر حملہ نکرو - اُنہون نے کہلا بھیجا کہ قلعہ اور ہم کچھ
جدا نہین یہ بانی باتین نہ بناؤ مرد ہو تو تلوار لیکر سامنے آؤ - محمود کو اتنی فرصت
بھی کافی تھی یہہ داہان بایان سردارون کو بانٹ فوج کا قلعہ باندھا - قلب مین
قائم ہوچکا تھا ادھر سے گرنا اور اُدھر سے نرسنگا لڑائی کا پھونکا گیا - پہلے

تو تیر و خدنگ سے پیغام وسلام موت کے آئے۔ مگر ادھر ہندو پٹھان کے سوربیر ادھر ترک ترار اور افغان خونخوار۔ بڑھ بڑھکر حملے کرنے لگے۔ جنگ کا ہنگامہ گرم ہوا۔ تلوار کی آنچ سے خود و زرہ کے نیچے بدن بہادرون کے جل اُٹھے اور خون پانی ہوکر بہ گئے۔ کہ دفعتہً ایکطرف سے پھر غبار اُٹھا۔ سب کی آنکھین اُدھر لگ گئین۔ جب غبار کے دامن کو مقراضِ ہوا نے چاک کیا اور گرد کے گریبان سے نشانِ لشکر نے سر نکالا تو معلوم ہوا کہ نہروالہ کا راجہ بھی آیا۔ اس خبر کو سنکر کیا ترک کیا افغان سب کے ہاتھ پانو بھول گئے۔ اور محمود کے بھی اوسان بھول گئے۔ مگر پھر سنبھلا۔ ادھر تو جو فوج قلعہ پر لڑ رہی تھی اُسے پیغام بھیجا کہ قلعہ کا پیچھا چھوڑ دو اور یہان کی خبر لو۔ اُدھر گھوڑے سے کود جبین نیاز کو اپنے خدا کے سامنے خاکِ عجز پر رکھدیا اور دیر تک درگاہ الٰہی مین گریہ وزاری دعا مانگتا رہا۔ بعد ازان اُٹھا اور فوج کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ ای شیرو دلیرو دیکھو دشمن نے چارون طرف سے گھیر لیا ہے خراسان اور ترکستان یہان سے سینکڑون نہین ہزارون کوس کا پلہ ہے اگر پر بھی لگا کر اُڑوگے تو جان لیکر وہان نہ پہنچ سکوگے۔ ای سلمانو باایمانو اب سوائی خدا وحدہٗ لاشریک کے کسی کا سہارا نہین یا اُسکا آسرا ہے یا ہمتِ مردانہ اور بازوی دلیرانہ کا۔ بھاگ کر مرنے سے مار کر مرنا بہتر ہے۔ نام تو رہیگا کہ غازی بھی ہوئے اور شہید بھی۔ دیکھو اس میدان سے گھر دور ہی مگر بہشت قریب ہے شہادت کا تاج سر پر لو اور بہشت میں داخل ہو۔ اس تقریر کا افسون اُس وقت پر ایسا کام آیا کہ ٹوٹی ہوئی ہمتین سب یکدل و یکجان ہوکر ٹوٹ پڑے اور ایسا جی توڑکر۔

مین پانچہزار کا کھیت ڈال دیا۔ جو باقی رہے اُنکے پانوا کھڑ گئے فتحیابون نے
کئی کوس تک پیچھا کیا۔ زخمیون کی کمرین ٹٹول کر اور مردون کی ہمیانیان کھول
کھولکر کیسے خوب ٹھوک ٹھوک کر بھرے۔ قیدیون کو کون پکڑتا کہ پہلے ہی غزنی
کے گھربار اور ایران توران کے بازار لونڈی غلامون سے بھرے پڑے تھے
اس فتح کا حال دیکھکر قلعہ والون کی رہی سہی آس بھی ٹوٹ گئی۔ محمود مع
فوج کے فتح کا نقارہ بجاتا قلعہ مین داخل ہوا اور دروازہ پر نشان محمودی
لہرانے لگا۔ اب دلکو تاب کہان تھی۔ سیدھا مندر مین پہنچا۔ عمارت کی شان و
شوکت دیکھکر آنکھین کھل گئین۔ چھپن ستونون پر گنبدی چھت بیضہ عنقا کی طرح
دھری تھی کہ ہر ستون ایک ڈال سنگ مرمر کا ترشا ہوا تھا۔ اور سر سے پانون
تک جواہرات سے مرصع تھا۔ پچی کاری کی گلکاری چین کے نقش و نگار مٹاتی تھی
اور کندن کی ڈلک ستارون پر آنکھ مارتی تھی۔ بیچون بیچ مین ایک جڑاؤ
زنجیر لٹکتی تھی اسمین ایک سونے کا چراغ دن رات دہر دہر جلتا تھا خدا جانے
کن قتون سے اسی طرح روشن چلا آتا تھا جس کی قسمت مین آج کے دن اس
آندھی سے گل ہونا لکھا تھا۔ دروازے کے سامنے سومنات دیوتا کھڑے
تھے جنکا قد پورا پانچ گز کا تھا کہ دو گز زمین مین اور تین گز باہر نمودار تھے
محمود نے خود ایک تیر کمان مین جوڑ کر اُسکی ناک پر مارا اور توڑنے کا حکم دیا۔
تمام پجاری بیچارے دوڑ کر پانو پر گر پڑے اور کہا کہ اسے نہ توڑو اور
منہ مانگے نذرانے لو۔ وزیر نے بھی سفارش کی مگر بادشاہ نے
کہا کہ میری [illegible] بت فروش نام پانے سے بت شکن ہونا بہتر ہے

ہلر پر فولادی جو ہاتھہ مین تھا اس زور سے مارا کہ وہ
کی ڈھلی اور اندر سے کھوکھلی تھی ٹکڑے ٹکڑے ہوکر گر پڑی- ابہ [illegible]
خزانے پر نظر کرو کہ جو روپیہ پجاری دیتے تھے اُس سے چند [illegible] ہ کا
جواہرات اُسمین سے نکل پڑا محمود مارے خوشی کے باغ [illegible] دو ٹکڑے
اُسکے مکہ اور مدینہ بھیجے اور دو غزنی کو بھجوائے [illegible] جامع مسجد اور
ایک دیوان عام کے دروازہ پر ڈال دئین*- زر و جواہر اور مال و دولت
اسقدر ہاتھہ آیا کہ تمام عمر کی لوٹ کو بھول گیا اور چند روز کے بعد غزنی کو
پھرا- جب ان لڑائیون اور فتحیابیون کی دفتر تقدیر مین جگہہ نہ رہی تو خاتمہ
کا وقت آیا ؏

سنہ ۴۲۱ھ ۶۳ برس کی عمر ۳۵ برس کی سلطنت کے بعد پیمانہ عمر لبریز ہوا
[illegible] مرض نے ایسا زور پکڑا کہ اُسے بھی زندگی کی آس نہ رہی حکم دیا کہ سارے
[illegible] خانے اور دولت کے خزانے لاکر دربار مین سجاؤ- اِن خدائی
خزانون کی کون سے مکان مین سمائی ہوتی- باہر شہر کے ایک میدان مین
ڈیرے شامیانے سراپردے کھڑے ہوگئے- کشمیری پشمینے- بنات سقرلات
[illegible] دیباے رومی- کاشانی مخمل- ایرانی قالین- فرش فروش پردون
مین بندی سے نگارخانہ چین کردیا- ہزارون لاکھون روپیہ کی توڑے
کی تھیلیان- شیشہ اور بلور کی ڈبیان مین لعل بدخشان- جواہر
شاہوار- تاج مرصع- جڑاؤ تخت- سونے چاندی کی کرسیان- اسکی
ہزارون نادر نفائس اور گرانبہا عجائب سے اُس مقام کو ایسا سجایا

* [illegible] کا مصنف گیارہوین صدی ہجری مین لکھتا [illegible]

ـــ کا عالم ہو گیا - وہ محمود جسکی ران کے نیچے عمر بھر اقبال کا گھوڑا
ـــ ی طرح چمکتا رہا ایک پالکی مین تصویر بے جان کی طرح لیٹا ہوا آیا - گلاب سے
چہرہ پر مردنی چھائی تھی اور آنکھوں سے حسرت ٹپکتی تھی - غلامون نے بغلوں
مین ہاتھہ دیکر اُٹھایا - عصا کے آسرے سے آہستہ آہستہ آیا اور تکیون کے
سہارے سے تخت زرنگار پر بیٹھہ گیا - ضعف کے مارے پیشانی پر پسینا آتا تھا
اور رومال سے پونچھتا جاتا تھا - وہ اُمرا کہ خونریزیون کی مصیبتون میں جان و تن سے
شریک رہے تھے سر جھکائے کھڑے تھے اور سب پر ایک اُداسی کا عالم چھایا ہوا تھا
محمود نے پہلے تمام دربار کو نظر یاس سے دیکھا - پھر جو نقد و جواہر خلق خدا کے
کلیجون مین ہاتھہ ڈال ڈالکر اکٹھے کئے تھے اُنپر نظر ڈالی - اگرچہ صفر نگاہ جا پڑتی
تھی اُٹھہ نہ سکتی تھی - ٹھنڈی سانسین بھرتا تھا اور رہ جاتا تھا - پھر حکم دیا کہ
اصطبل اور فیلخانہ اور شترخانہ کے نوادرات بھی لاؤ - وہ بھی زرکار جھول
اور مرصع نگار زیور و ساز سے سجے ہوئے آئے - کثرت اُنکی کیا بیان ہو کہ
دور دور تک جنگل اور پہاڑ جگمگ جگمگ کرنے لگے - پالکی مین سوار ہو کر
اُنہین دیکھا - آہین سرد بھرین - اور زار زار رویا مگر حیف کہ ہاتھہ نہ اٹھا
جو ایک پیسا کسیکو دیتا - آخر جان دی اور دنیا سے کوچ کیا ۔

شہاب الدین غوری

جب غزنوی حکومت مین ضعف آیا تو غیاث الدین اور شہاب الدین دو
بھائی غور کے خاندان سے نکلکر تخت غزنی پر قائم ہو گئے - انمین -

غیاث الدین تو تاجدار تھا اور شہاب الدین سپہداری کرکے بڑے بھائی
کی اطاعت کا حق ادا کرتا تھا۔ شہاب الدین نے پنجاب مین آکر کئی معرکے
مارے اور سنا کہ ٹھنڈا قدیم سے راجگان عظیم الشان کا دار السلطنت
چلا آتا ہے۔ چنانچہ اسپر فوج کشی کی اور جنگ عظیم کے بعد فتحیاب ہوا۔ سب
بند وبستون سے فارغ ہوکر ایک دن دربار عام کیا۔ امیر وزیر سپہ سالار
بخشی سب اپنے اپنے عہدون پر حاضر تھے اور گفتگو یہ ہو رہی تھی کہ دار الخلافہ
کو چلنے کے لئے کونسی تاریخ مقرر کیجائے دفعتہً سرحد کے سردار کا عریضہ
پہنچا کہ رای پتھورا والی اجمیر اپنے بھائی کھانڈے راؤ حاکم دہلی کو ساتھ
لیکر دو لاکھ فوج جرار اور تین ہزار فیل جنگی سے ٹھنڈے کے چھڑانے کو
آندھی اور بھونچال کیطرح چلا آتا ہے۔ اقبال خداوندی کی توجہ واجب ہی
نہین تو اسملک ہند مین زن و بچے مسلمانون کے تباہ ہو جاوینگے۔ بادشاہ
نے اسی وقت لشکر اسلام مین منادی کردی کہ جبتک اس مہم کا فیصلہ خاطر خواہ
نہو جائے۔ مسلمان باایمان کو غزنی کیطرف ایک قدم اٹھانا حرام ہے۔ ساتھ
ہی لشکر کی تیاری کا حکم۔ اور رستہ کے کاردارون کے نام سامان رسد کے
حکمنامے جاری ہوگئے۔ لشکر جرار نہ منزل بمنزل بلکہ یلغار کیا جاتا تھا جو انبالہ
کے ڈیرون پہہ خبر لگی کہ لشکر راجہ کا پانی پت کے مقام پر ہے مگر فیلخانہ
کرنال مین آگیا۔ بادشاہ نے وہین مقام کردیا اور فوج کو پس و پیش سے
درست کرکے کوچ بکوچ آگے بڑھا۔ تلاوڑی کے میدان مین دونو
آمنا سامنا ہوگیا۔ ان سورمون نے درستی [illegible] مگر انتظام کو

تنگ ڈھیلے کردئے - دانے چڑھا - زین پوش بچھا کر بیٹھ گئے - باگ ڈورین زانون سے باندھ لین اور خورجیون سے روٹیان نکالکر کھانے لگے -

شہاب الدین ابھی خاصہ ہی پر تھا کہ گشت کے سوارون نے دشمن کی فوج کے چند گھیاری اور لکڑہاری جنگل سے پکڑ کر حاضر کئے - سوارون کو انعام دیکر رخصت کیا اور اُن لوگون کو مودھی کے سپرد کیا کہ جو کچھ مانگین اُنھین کھلاؤ پلاؤ - آدھی بجے سامنے بلایا - سب کے سب جنگلی گنوار تھے - مگر وہ بڈھے ہشیار اور تجربہ کار نکلے - کہ جنسے لشکر کے آثار ہی کا رخ - فوج کی تعداد - پیچھے کی مدد - رسد کے بندوبست غرض ڈیرے ڈیرے کا حال معلوم کر لیا - تمام رات فوج کی قسمت اور مورچون کی تقسیم مین گزری پچھلی پہر رات تھی کہ کمر بندی کا حکم پہنچا صبح ہوتے ہوتے تمام لشکر کیل کانٹے سے لیس ہو کر میدان مین جم گیا - آگے پیچھے دائین بائین ہر ایک سردار اپنی اپنی فوج کو سنبھالے تھا - خود صاحب لشکر زرہ بکتر چار آئینہ سجے سر پر خود فولادی کمر مین شمشیر اصفہانی - پشت پر سپر - کندھے پر کمان زین پر گرز گاؤسر دھرا - کمند ابریشمی تنکا رہند مین آویزان - علم کے سایہ کے نیچے نیزہ تانے کھڑا تھا - اور سپ عربی جسپر پوست پلنگ کی پاکھر پڑی تھی رانون مین سے نکلا جاتا تھا - اُدھر حریف کے لشکر مین پہلے ہاتھیون کی قطار - بعد اُسکے رتھین اور بہلین - پیادہ اور سوار فوج تھی کہ جسکا تمام ہی منشی تقدیر کے کسیکو معلوم نہین - ہان سلسلہ انتظام اُسکا خاص ایک [illegible] مین تھا کہ جدھر چاہے اُدھر جھونک دے - پیچون بیچ مین ہند کا

سینا ہی مگر سر سے پانو تک اوپچی بنا ہوا۔ زرد دُگلے پر چلتا اور سبز زرہ
بکتر۔ چار آئینہ سجے۔ راجپوتی ایک بیچہ جھون پر رکھے کمر میں ایک طرف سروہی کی
تلوار۔ دوسری طرف کھانڈا اور کٹار۔ پشت پر گینڈے کی ڈھال سورج مکھی
کے سایہ مین ہاتھی پہ بیٹھا۔ دونو لشکرون پر نظر غور سے دیکھ رہا تھا۔ آخر
نہ رہ سکا اور تڑپکر ہاتھی سے کود۔ گھوڑی پر سوار ہوا۔ بھائی کو ہاتھی پر
بٹھا دیا آپ دکھنی گھوڑی کو اُڑاتا سپاہگری کا بانکپن دکھاتا۔ بھالے کے
ہاتھ نکالتا ہوا۔ دائین سے بائین اور بائین سے دائین تک ایک چکر لگایا۔ اور
سامنے لشکر کے کھڑے ہوکر اہل لشکر کے دلون کو اسطرح بڑھایا۔ کہ ای راجپوتون
کے سپوتو۔ پہاڑون کے افغان اور تاتار کے ترکونکا سامنا ہے ملیچھ مسلمان
ہین اور ست دھرم کے بھرشٹ کرنے پر کمرین باندھ کر آئے ہین۔ ابھی
تک تمہاری سرحد پر کھڑے ہین۔ اگر ہمت کرو تو کچھ مال نہین۔ خرگوشون
کیطرح جھاڑیون مین بھگا بھگا کر مار لوگے۔ اور اگر ایک قدم تمہارا ہٹا تو
پانو اُنکے ہمارے تمہارے گھرون مین اور ہاتھ ننگ و ناموس مین ہین
آج دھرم گیان کی لاج تمہاری تلوار کی باڑ پر ہے۔ مارو مارو دم نہ لو اور
جانے نہ دو۔ راجہ ابھی یہہ تقریر تمام نہ کرچکا تھا کہ اتنے مین لشکر شاہی
کے بائین ہاتھ پر جو افغان پرا جمائے کھڑے تھے آگے بڑھے۔ ا
ملیچھون نے بھی بانکین لین۔ اُنہین دیکھکر راجپو
جنکی تلوارین میانون مین مچھلی کیطرح تڑپ
کو چیر کر نکل آئے تیر برساتے ہوئے دو

سے لیا۔ جب یہہ حال دیکھا تو افغان پیچھے ہٹے اور خلجیون کے پری نے
بھی گھونگٹ کھایا مگر سپہ دار بے سپاہ قلب مین اُسیطرح جما ہوا تیر مار رہی
جاتا تھا۔ جو ایک مصاحب نے آکر عرض کی کہ افغانون اور خلجیون نے
پیٹھ دکھائی جن نمکخوارون سردارون سے پسینے کی جگہہ خون گرانے
کی امید تھی وہ جان بچا کر بھاگ گئے۔ دشمن چڑھا چلا آتا ہے۔ حضور
اب کسکی راہ دیکھتے ہین۔ برای خدا گھوڑے کی باگ پھیر دیئے۔ اب لاہور
مین پہنچکر بداندیشون کا بندوبست قرار واقعی ہو جائیگا۔ یہہ سنتے ہی
بادشاہ شعلہ کیطرح بھڑک اُٹھا۔ رہی سہی فوج کو سمیٹ کر للکارا۔ اور
گھوڑے کو ڈپٹا کر برق کیطرح دشمن پر جا پڑا۔ نیزہ او شمشیر سے گذر کر
فقط خنجر اور کٹار پر نوبت آگئی۔ اتنے مین کھانڈے راؤ کی نظر بادشاہ
پر پڑی فیلبان کو آواز دی کہ خبردار جانے نپائے۔ اُسنے ہاتھی کو
ریلا شہاب الدین بھی چمک کر اسطرح جھپٹا کہ گھوڑے کے دونو ہاتھہ ہاتھی کے
مستک پر بیٹھے۔ اور ہاتھی کے منہہ مین ایسا نیزہ مارا کہ کئی دانت اُسکے
ٹوٹ گئے۔ مگر خود زخم کاری کھایا۔ ڈگمگا کر گھوڑے سے گرا چاہتا تھا کہ
ایک غلام باوفا جست کرکے پیچھے جا بیٹھا اور گھوڑا اڑا کر برق کی طرح
نظرون سے غائب ہو گیا۔ غرض بھاگے بھٹکے سپاہی اور ٹوٹا پھوٹا لشکر
مین آیا ... ان کے ملک کا بندوبست کرکے غزنی کو روانہ ہو گیا
جن جن سردارون کو بہادری اور جان نثاری
... بادشاہ کو بھی انہر بھروسے تھے ہی میدان

سے بھاگے تھے - چنانچہ غزنی مین پہنچکر علما سے فتوی طلب کیا کہ
مسلمان جہاد سے بھاگے اُسکے لئے کیا حکم ہے - سب نے لکھا کہ
وہ گنہگار خدا ہے - بادشاہ نے حکم شرع ہاتھہ مین لیا اور تمام سرداروں
کو گرفتار کیا - کچا اور چنے گھوڑون کے توبڑون مین ڈالکر انہین چڑھوائے
اور بازارون مین چھوڑ دیا کہ خاص و عام عبرت پکڑین اور جو نہ کھائے
اسکا سر الگ - پھر یہہ سزا تو معاف ہوگئی مگر دربار سے بند ہوگئے
دوسرے برس سال نو روزی نے پلٹا کھایا - بادشاہ نے اندر ہی اندر سب
سامان کر رکھے تھے فہرست منگا کر دیکھی اور ہر کارخانے مین حکم کوچ کا بھیجا
آٹھوین دن خود سوار ہوا - جب پشاور مین پہنچا تو ایک پیر مرد دیرینہ سال
کہ غوری کے خاندان مین سے تھا اور خلوت کی صحبتون مین بے تکلف تھا
اُسنے عرض کی کہ اس مہم مین سامان تو جنگ عظیم کا نظر آتا ہے مگر کھلتا نہین
کہ ارادہ کدھر ہے؟ بادشاہ نے آہ سرد بھر کے کہا کہ اے مرد مسلم عجب ہے
کہ اس سن و سال پر تیرا یہہ سوال ہے - اگلے برس کی شکست تجھے یاد نہین - آہا
وہ صدمہ اسلام کے شیشۂ عزت کے لئے کچھہ چھوٹا پتھر ہے؟ پھر قبا کے
بند کھولے اور کہا کہ دیکھہ لے اُس دن سے آج تک نہ مین نے کپڑے بدلے
ہین نہ حرم سرا مین بستر پر سویا ہون - اُس پیر مرد نے دعائے خیر دیکر
کہا کہ اگر یہہ بات ہے تو اب مصلحت وقت کے بموجب کام کرنا چاہئے
جو جو سردار غضب شاہی مین دربار سے بند ہوئے ہین انھ
بلاکر انعام دیجئے اور ترقی کے وعدون سے [illegible]

پہلے داغ کو دھو وین- چنانچہ ملتان مین اگرچند مقام کیئے- دربار عام کر کے سب سرداروں کو بلایا اور کہا کہ ای مسلمانو سال گزشتہ مین جو داغ دامن اسلام پر آیا سب پر روشن ہے اور تدارک اسکا ہر مومن مسلمان پر واجب ہے وہ اگلی ندامت کے سبب سے کچھہ کہہ نہ سکے مگر سب نے تلواروں پر ہاتھ رکھکر سامنے سر جھکا دئیے غرض وہ ان سے روانہ ہوکر لاہور پہنچا اور سید قوام الملک رکن الدین کو کہ تدبیر اور تقریر مین بے مثل تھا ایلچی کرکے نامہ کے ساتھہ روانہ کیا- نامہ کا مضمون یہہ کہ مین بموجب حکم اپنے بڑے بھائی کے کہ میری باپ کی جگہہ ہے اور خراسان سے پنجاب تک مسلمانون کا بادشاہ ہے فوج لیکر اسطرف آیا ہون- رای پرتھی راج کہ راجگان ہندوستان مین مہاراجہ ہے- اُسے لکھا جاتا ہے کہ اسلام کی اطاعت کرکے اتفاق کا طریقہ قائم کرے تاکہ خلق خدا کی آسایش مین خلل راہ نپاوے- نہین تو ملک خدا کا ہے- اور حکم خدا کا- تلوار دونو کا فیصلہ کریگی- جب یہہ مراسلہ راجہ کی نظر سے گزرا تو بہت خفہ ہوا- ادہر تو ایک جواب کہ پتھر اور لوہے سے بھی کڑا تھا لکھکر روانہ کیا- اور ادھر راجگان ہندوستان کو جمع کرکے تین لاکھہ راجپوت کا لشکر جنکی تلوارون سے خون ٹپکتا تھا- ہمراہ لیکر ملا- پہلی فتح کے بھروسے پر بہت سے راجہ بہادرانہ رفاقت کے دم بھرتے مدد کو آئے- شہاب الدین بھی ادھر سے آگے بڑھا اور نہر سرسوتی کو بیچمین ڈالکر تر پڑے ہوے-

بے بہی اول ایک خط اس مضمون کا لکھا کہ حال اس فوج نیا

کا اسـ ... اسلام کو معدوم ... تا - مگر اسکے علاوہ بھی تمام ہندوستان
سے برابر ... چلی آتی ہین - ایک ایک راجپوت وہ من چلا بہادر ہے
جسکی تلوار کی ... ور قندھار تک پناہ نہین یہہ چند نامراد ترک بچے
اور افغان زا ... ضہین لوٹ کھسوٹ کا لالچ دیدیکر کھڈون سے
یہان لایا ہے - ... کہ انکی جوانی اور ان باپکے بڑھاپے پر
رحم کرکے یہین سے پھر ... ہمین بھی جان جوانمردی کی قسم ہے
کہ پیچھا نکرینگے - اور نہین ... سمجھ لو کہ آتشبازی کے سامان بیشمار
ہین اور جنگی ہاتھی کچھہ ا ... ہزار ہین - اگر اس تحریر پر خیال ... اقر
بہتر ہے نہین تو یاد رہے کہ ... خدا را اس میدان سے جیتا نجائیگا
شہاب الدین اس موقع پر ... ور جواب مین لکھا کہ راجہ
نے جو نیک صلاح دی - عین شفقت ... - مگر سب پر روشن ہے کہ
اس لشکرکشی مین مجھے کچھہ اختیار نہین ... ئی کے حکم سے اس مہم کا
بوجھہ سر پر لیا ہے جب تک وہان سے ... آئے مین کچھہ نہین کرسکتا
اسقدر مہلت ہو کہ وہان سے جواب آجائے ... قت صلح اس عہد
پر ہوجائیگی کہ ملک پنجاب - سرہند تک ہماری ... ہے - باقی کل ہندوستان
تمہارا - جب یہہ ناقوت جواب راجہ کے پاس پہنچا ... م اہل دربار ہنسنے
لگے - اور لشکر مین فتح کی سی خوشیان ہوگئین ... ہوکر ڈیرے
ڈیرے مین ناچ رنگ شروع کردئے - وہان شہا ... سر شام
فوج کو کمربندی کا حکم دیکر خیمے ڈیرے سب ... رات

کئی کوس نکا چکر دیکر دریا پار اُتر گیا صبح کو راجہ کے لشکر مین ابھی کوئی
بستر پر تھا۔ کوئی اشنان کو گیا تھا کہ دفعۃً پہلو مین آ دمامہ جنگی پر چوٹ لگا
اس دنا ٹے سے کرنا پھونکی کہ سوتے جاگتے سب اُچھل پڑے۔ تمام فوج مین
کھلبلی پڑ گئی۔ وہ لشکر بیشمار ایسا دریا تھا کہ ایک طرف کی ہلچل کی دوسری
طرف خبر بھی نہ ہوتی تھی۔ مگر راجہ نے اُسوقت ہوش و حواس کو جمع کیا
ذرا نہ گھبرایا ایک فوج تو تیار کرکے سامنے کی۔ اور باقی ساقی انبوہ کو
سمیٹ کر پھر میدان مین لا جمایا۔ ادھر شہاب الدین نے فوج کے چار
حصے کرکے چار سپہ سالارون کے ماتحت قائم کردیئے کہ باری باری
سے جائین اور اس لشکر کثیر کے مقابل مین جان لڑائین۔ راجپوت بہادر
بھی اس میدان مین دائین بائین سے درست ہوکر اس خوبصورتی اور
بند وبست کے ساتھ لڑے کہ مسلمانون کے جی چھوٹ چھوٹ گئے۔ تب
شہاب الدین شکست کیصورت بناکر پیچھے ہٹا۔ حریف نے پیچھا کیا۔ جب جمعیت
اُن کی بے انتظام ہوئی تو دوسری غول سے تازہ دم حملہ کیا۔ مگر جمعیت
ہندؤن کی بیشمار تھی اسلئے اُس سے بھی مطلب نہ حاصل ہوا۔ جب
ٹھیک دوپہر ہوئی تو رائے پرتھی راج ایکسو پچاس راجہ اور مہاراجہ
مع لیکر ایک درخت کے سایہ مین آیا۔ سب نے تلوارون کے قبضون
پر ہاتھ رکھکر قسم کھائی اور ایک ایک پیالہ شربت کا پی پان
کا بیڑا منھہ میں ... لی پتی زبان پر رکھہ کیسر کے ٹیکے پیشانیون پر دیئے
ادھر شہاب ... بارہ ہزار غلام خاص جنکے سرون پر فولادی خود

جواہرات سے مرصع و ... تھے - اُنھین لیکر جدا ہوا - اوّل
خود تاج شاہی اُتار کفن سر سے باندھا - پھر شمشیر اصفہانی گھیٹ
میان اُسکا توڑ کر پھینک دیا - بادشاہ کا یہہ حال دیکھتے ہی سب نے
خود خود جیون مین ڈال کفن سرون پر لپیٹ لئے اور الیمانی تلوارین
کھینچ - ڈاڑھیان منہہ مین لے - اسطرح جوش مین آکر حملہ کیا کہ یا تو
اپنی جگہہ جمے کھڑے تھے یا پلک مارتے خاص راجہ کے قلب لشکر
مین جا کر دھوان دھار ہو گئے - اور جو جو سرشکر ادھر اُدھر لڑ رہے
تھے وہ بھی دائین بائین زور دیکر گرے اس گھمسان کا رن پڑا
کہ دم کے دم مین ہزارون کا کھیت پڑ گیا - اگرچہ راجپوت تلوریون نے
بڑا ساکھا کیا مگر انجام کو شکست کھائی - کھانڈی راؤ میدان جنگ
مین بہادری کا حق ادا کر کے زندگی کے بوجھہ سے سبکدوش ہوا
راے پتھورا دریاے سرسوتی کے کنارے گرفتار ہو کر مارا گیا - تمام فوج
پریشان ہو گئی - فتحیاب سپاہی شام تک قتل و غارت مین ہاتھہ رنگتے
رہے بادشاہ نے راتون رات لاہور اور غزنی کو فتحنامے روانہ کر کے
دوسرے دن لشکر کا انتظام کیا اور آگے روانہ ہوا - بعد ازان اجمیر کو
جو دار الخلافہ راجہ کا تھا فتح کرتا ہوا دلّی مین آیا اور ادھر ہی کے
راجاؤن کو تاج بخشیان کرتا کچھہ اپنے حاکم بٹھاتا - دلّی سے
اور لاہور سے غزنی مین پہنچا ... کئی برس کے بعد کو ...
ہندوستان سے بھرا ہوا جاتا تھا - چند ...

غارتگری کا شہرہ اُس زمانہ مین بڑے زور شور پر تھا رات کو خیمہ پھاڑکر چپکے سے اندر گھس گئے اور بادشاہ کو مار ڈالا۔

شہاب الدین بھائی کے مرنے کے بعد ۱۲۰۲ء مطابق ۵۹۹ ہجری مین بادشاہ ہوا اور ۱۲۰۶ء مطابق ۶۰۲ھ مین قتل ہوا ؎

علاء الدین اور کولادیوی

علاء الدین خلجی ایک بادشاہ ہندوستان کا تھا۔ جب تخت پر بیٹھا خزانون کے منھہ کھولدئے اور داد و دہش کے ساتھہ عیش و عشرت کی محفلین گرم کردین امن و ارزانی اسکے عہد مین ایسی ہوئی کہ کسی بادشاہ کو نصیب ہوئی تھی۔ فتح نصیب ایسا کہ سیت بندرامیشور پر جاکر مسجد کے مینار بلند کئے علما فضلا خدا پرست شاعر حکیم گوئیے نجومی معمار غرض ہر فن کے صاحب کمال وہ پائے کہ جنکا نظیر پھر نظر نہ آیا۔ چنانچہ اکثر علما کی کتابین نظام الدین اولیا کے نصایح امیر خسرو کی تصنیفات اب تک موجود ہین۔ بادشاہی شان و شوکت کو بھی بہت بڑھایا بلکہ ہاتھی پر عماری سب پہلے اسی نے رکھی ؎

ہرچند خدائی [illegible]ن موجود تھے مگر چونکہ دکن کا ملک وہ میدان میں [illegible] کے عہد مین اسنے خود بڑے بڑے معرکے مارے تھے اسکی یاد بھولی نہ تھی۔ چنانچہ اپنے بھائی کو

ایک لشکر جرار دیکر روانہ کیا۔ اُسنے جاتے ہی گجرات پٹن کو فتح کر راجہ کرن
کو بھگا۔ تمام ملک دکن مین بھونچال ڈال دیا۔ فتحیاب آپ دیوگڈہ کو چلا اور
فتحنامہ شہنشاہ بھائی کو بھیجا۔ ساتھ اُسکے دولت و مال۔ تحائف بیشمار۔
گھوڑے ہاتھی لونڈی غلام اسقدر روانہ کئے کہ جنکی تفصیل سوا ہی کاتب قدرت
کے کسی دفتر مین نہوگی۔ جب فتحنامہ پہنچا تو بادشاہ بہت خوش ہوا اور
حکم دیا کہ باہر شہر کے شامیانے کھڑے ہون۔ کل سرور بار ملاحظہ کرینگے
دوسرے دن دربار عام ہوا وزیر کے ہاتھ مین فرد تھی اور داروغہ ایک
ایک چیز پیش کرتا تھا کہ ایک جھومر عورتون کا سامنے لائے اور عرض کیا
کہ یہہ بھی بندی مین آئی ہین۔ خانہ برباد ون کی تباہی اور شکستہ حالی
کا کیا پوچھنا۔ مگر انہی مین ایک بی بی نظر آئی کہ اگرچہ اس عالم مین ہے
مگر سب عورتین اوسکے ساتھ آسے پیچھے ہوئے ہین اور وہ بھی اپنے تئین
حیا کی چادر مین اسطرح چھپائے ہے کہ دیکھنے والے کی آنکھہ خود بخود جھپک
جاتی ہے۔ بادشاہ نے حیران ہوکر اُسکا حال پوچھا۔ ایک سن رسیدہ عورت
آگے بڑھکر کچھ بولنے کو ہوئی مگر اُسی بی بی نے چپکے سے ایسا کچھہ کہا کہ بڑھیا
خاموش ہوگئی۔ بادشاہ نے کہا کہ یہہ حیا والی پردہ نشین ضرور محلون کی
مسند نشین ہے نہ معلوم گردش نے یہہ دن دکھایا ہے۔ اسی وقت خواجہ سرا
کو حکم دیا کہ سبکو قید خانہ مین مگر اس بی بی کو عزت و حرمت سے حرم سرا
مین لیجاؤ اور مفصل حال عرض کرو۔ جب خواجہ سرا حکم لیکر پہنچا تو اُس حمیت
والی نے کہا کہ مصیبت اور ذلت کے وقت مین ان لوگون نے میرا ساتھ

چھوڑا اپنی غزت کے وقت مین انہین چھوڑون ہمت اور حمیت سے بعید
ہے۔ یہہ سنکر بادشاہ اور سبھی حیران ہوا اور تمام اہل دربار نے عورت کی
ہمت مردانہ پر آفرین کی۔ غرض اُسکی بدولت سب بی بیان غزت اور
حرمت سے حرم سرا مین داخل ہوئین۔ بادشاہ نے محل کی سب بیگمات کو حکم دیا
کہ جاکر اُس سے ملین اور دلداری اور خاطر داری کرکے حقیقت معلوم کرین
انجام کو یہہ کھلا کہ وہ بی بی کولادیوی نام راجہ کرن کی مہارانی ہے۔ باقی
سب عورتین امیرون اور وزیرون کی بی بیان اور اُسکی سہیلیان ہین
بادشاہ اُس نیکبخت کی ہمت اور حمیت اور سلیقہ اور لیاقت کا قائل ہوگیا۔
اسوقت تو نہ بولا مگر کئی دن کے بعد حرم سرا کی بی بیون کے ہاتھہ پیغام بھیجا
کہ قضای الہی سے جو ہونا تھا سو ہوا اب اس محل کو اپنا محل سمجھو اور جسطرح
اُسکے راج مین رانی تھین یہان بادشاہ بیگم ہوکر حکمرانی کرو
رانی سنتے ہی آگ بگولا ہوگئی اور کہا کہ خبردار پھر یہہ بات منہہ سے نہ
نکالنا ننگ و ناموس کا مقدمہ ہے۔ قسمت جسطرح چاہے خاک مین ملائے
پر راجپوت کی مٹی سے یہہ بے آبروئی کبھی نہ اُٹھے گی۔ جان پر کھیل جانا کتنی
سی بات ہے۔ مال صدقۂ جان ہے۔ اور جان حرمت پر قربان ہے۔ اگر
بادشاہ نے ایسا ارادہ کیا تو دیکھہ لو۔ ہیرے کی انگوٹھی میری انگلی مین
ہے۔ ایک کنی مین کام تمام ہوتا ہے۔ غرض یہہ کہکر رانی نے اسطرح تیور
بدلے کہ جو عورت پیغام لائی تھی اپنا سا منہہ لیکر چلی آئی۔ یہہ جواب
سنکر بادشاہ تو ایسا مایوس ہوا کہ سب سلطنت کا کام دہندا بھول گیا۔ مگر

وزیر کو یہہ پتا لگا کہ وہی سن رسیدہ عورت جو ساتھہ ہے اُسنے رانی کو پالا
ہے - اگر نکلے تو اُسی کی معرفت کام نکلے - کئی باتمیز عورتون کو سمجھا بجھا کر
بھیجا - چنانچہ وہ گئین اور بڑھیا سے ملکر آمد رفت کی راہ نکالی - دنیا کے
لوگ جسے جادو طلسم کہتے ہین وہ درحقیقت روپیہ کے حرفون مین بندھے
چنانچہ دو تین ہی دن مین اُسنے حامی بھر لی - اور کہا کہ خیر بادشاہ سے
کہدو - اتنا گھبراؤ نہین - اگر دم مین دم ہے تو ایکدن رانی کو حضور کے
پہلو مین لا بٹھاتی ہون - ادھر وقت بیوقت رانی کو سمجھانا شروع کیا اور
ایکدن صاف صاف کہا کہ دھرم کی آن تو جانی تھی سو جا چکی - اب پردہ
ننگ و ناموس کا ہے تو اسی مین ہے کہ جیسی پڑے ویسی بندہ ہے - آگے
جو مرضی خدا کی غرض آہستہ آہستہ ایسے باغ سبز دکھائے کہ پری شیشہ
مین اتر آئی - یعنی اُسنے بھی منظور کر لیا - چنانچہ بادشاہ کی چچی دلہن کی
مان بنی اور بادشاہی ریت رسوم کے بموجب شاہانہ دھوم دھام سے
دونو کا بیاہ ہوگیا ؀

پدمنی

رانی نے جوہر کرکے خاندان کی آن پر جان قربان کی

بادشاہ کے نام پر چچا کے خون کا دھبا ایسا لگا تھا
سب کا دل ہاتھہ مین لانے کا بڑا خیال تھا - چنانچہ
عشرت کی محفلین کرتا تھا اور ان جلسون پرا

اسی عالم مین کسی خوشامدخورہ نے عرض کی کہ چتور کے راجہ کے محلون مین اگرچہ بہت سی رانیان ہین مگر ایک رانی پدمنی نام ہی کہ حسن و جمال مین دن کو مہر نیمروز اور رات کو ماہ تمام ہے۔ قاعدہ ہے کہ جون جون انسان بڈھا ہوتا ہے حرص جوان ہوتی ہے۔ بادشاہ سنتے ہی مشتاق ہوگیا۔ لشکر کی تیاری کا حکم دیا۔ اور خود فوج لیکر چتور پر چلا۔ چند لڑائیون کے بعد راجہ مقابلہ کی تاب نہ لایا اور راجپوت قلعہ نشین ہوا۔ بادشاہ نے چارون طرف فوجین ڈالدین۔ اور سخت محاصرہ کر کے پیغام بھیجا کہ اب بھی اگر پدمنی کو شاہ محل مین داخل کردو تو اسیوقت محاصرہ اُٹھہ جائے اور راج پاٹ بدستور قائم رہے۔ چنانچہ بہت سے پیغام سلامون کے بعد یہہ ٹھیری کہ بادشاہ خود قلعہ مین جائے۔ پدمنی آئینہ مین اپنی صورت دکھائے اور صلح ہوجاے۔ علاء الدین چند امیرون کو لیکر قلعہ مین گیا راجہ نے بڑی عزت اور احترام سے ملاقات کی۔ دونو تاجدار اکیلے بیٹھے۔ آئینہ آگے آگیا اور وہ عالم تصویر گھونگٹ نکالے خنجر آبدار ہاتھہ مین لئے پیچھے ... کے یہہ معنی کہ اگر بادشاہ اسکے پکڑنے کا ارادہ کرے تو ... جائے

... بادشاہ آئینہ کی طرح حیران رہگیا۔ بلکہ اشتیاق کا ... نے عہد و پیمان کو وہین طاق پر رکھا اور مروت ... چونکہ راجہ کا اقبال منہہ پھیر چکا تھا اور قید ہوکر آ ... کی کوتاہی اور تقدیر کا پیچ ایسا پڑا کہ رانی تو

نہ ہاتھہ آئی مگر راجہ بچارا پھندے مین پھنس گیا۔ گھر اور گھرانا ویران ہوگیا
اور رفیق یگانے جنگل پہاڑ مین پریشان ہوگئے۔ بادشاہ اُسے دلی
مین لے آیا اور یہان آکر پھر تشدد کیا کہ رانی کو منگا دو۔ قید بُری بلا
ہوتی ہے۔ ناچار بچارے نے منظور کر لیا۔ اور جو جو قول کے پورے
پہاڑون مین اڑے بیٹھے تھے اُنہین کہلا بھیجا۔ وہ سب سنکر پہلے بہت
روئے اور کہا کہ خدا جانے راجہ کو کیا ہوگیا راجپوت کا نام ڈبو دیا
پھر تجویز یہہ ٹھرائی کہ یہان سے راجہ کے لئے مٹھائی اکثر جایا کرتی ہے
اُسمین زہر ملا کر بھیجدو کہ کام اُسکا تمام ہوجائے اور ننگ و نام کے دامن
پر داغ نہ آئے ٭

راجہ کی ایک بیٹی بڑی عقلمند تھی اُسنے خاندان کے بزرگون اور
لشکر کے سردارون کو جمع کیا اور کہا کہ اگر تم سب کے خیال مین آئے تو میری
عقل مین ایک بات آئی ہے کہ خاندان کی بھی لاج رہجائے اور راجہ کی
جان پر بھی آنچ نہ آئے صورت اُسکی یہ ہے کہ یہی ٹوٹے پھوٹے نمکحلال
جو ساتھہ ہین اُنہین جمع کرو۔ اور کہو کہ بھائیو اشرافت اور نمک کا حق
ایک وقت پر دیکھا جاتا ہے۔ آج ایسا موقع آن پڑا ہے کہ جان سے گذر کر
تمہارے راجہ کے ننگ و ناموس پر آن بنی ہے لیکن تم اگر ہمت کرو تو دونو
بچ جاتے ہین اور تمہارے لئے بھی دو انجام ہین کہ دونو مین جیت تمہاری
ہے۔ یعنی آقا کو چھڑا لائے تو ملک و دولت تمہارا ہی مال ہے۔ اور اگر مارے
گئے تو نام تمہارے زمانہ کے چہرہ پر جوا [illegible] کا ٹیکا ہوکر چمکیگے۔ یہہ

اُسکی یہہ ہے کہ بہت سے سپاہی زنانے کپڑے پہن لو اور سلاح جنگ
سنبھال کر پالکیون مین بیٹھہ جاؤ۔ مشہور یہ کرو کہ راجہ کا حکم آیا ہی اِسلئے
سب رانیان دلّی چلین ہین۔ جب شہر کے پاس جاؤ تو ایسے موقع سے پہنچو
ہ رات کو شہر مین داخل ہو۔ شہر مین گھستے ہی سیدہے قلعہ کا رخ کرو۔ اُسوقت
ہان جوکھون کے ساتھ بجری کا کام ہے کہ تلوارین سونت سونت کر قیدخانہ
ہ کر پڑو۔ مگر ایک گھوڑا ایسا کسا کسایا ساتھ ہو کہ جسکا دم سو کوس سے کم نہو
اجہ کو لو اور گھوڑے پر چڑھا ہوا ہو جاؤ ٭

سب نے اس رای کو پسند کیا۔ سولہ سو سورما اور من چلے بہادر جنھون نے عمرین
دھاوون اور مار دھاڑون مین گزاری تھین ڈولیون مین بیٹھکر روانہ ہوئے
ور کہا کہ راجہ نے بلایا ہے رانی جی سارے کنبے سمیت دِلّی چلی ہین ٭ بادشاہ
نے یہہ خبر سنکر ادھر راجہ کی قید ہلکی کردی اُدھر رستہ کے حاکمون کو لکھہ بھیجا
ہ حفاظت کے ساتھہ کل سامان اور باربرداری ذمہ اپنا سمجھو اور کمال
رت اور احتیاط کے ساتھہ اپنی حد سے نکالکر دوسرے کے سپرد کرو ٭ الغرض
نزل منزل سواریان چلی جاتی تھین۔ ہر پڑاؤ ہر سرای پر خیمے قناتین کھڑی ہوتی
ھین۔ جگہہ جگہہ کے حاکم خود اُنکا اہتمام کرتے تھے اندر سے عورتین نکلتی تھین
ور جو جو ضرورت ہوتی تھی لیجاتی تھین۔ غیر صورت کا پرندہ تک قنات کے
اس نہ پھٹکنے پاتا تھا۔ اسطرح وہ پردہ نشین قافلہ دلّی کے پاس پہنچا۔ جب
ھر دو کوچ رہا تو دو منزلہ کرکے دفعتہً رات ہی کو شہر مین داخل ہو گئے غل ہو گیا
ہ رانی پدمنی کی سواری آگئی ٭ پالکیان قلعہ کے نیچے پہنچتے ہی سارے

راجپوت تلوارین گھسیٹ ڈولیون اور پالکیون سے کودبجلی کیطرح قیدخانہ
سے جو سامنے آیا اُسے مار گرایا اور راجہ کا طوق زنجیر توڑ گھوڑی
پر بٹھایا۔ راجہ بھی اسطرح نکلا جیسے جنگلی طوطہ جال سے نکلے۔ رستہ مین کچھ
سوار ٹھیرے ہوئے تھے۔ سب گھوڑی جمکائی اور ہار کیطرح اُڑگئے و
یہان بادشاہ خوش بیٹھا تھا جویکایک غل اُٹھا کسینے کہا چنگیزی مغل آئے
کسینے کہا ڈاکہ پڑا۔ اتنے مین خبر پہنچی کہ کل جو رانی کے آنے کی ہوائی اُڑی تھی
وہ فقط بہانا تھا مطلب راجہ کا لیجانا تھا۔ کئی سو راجپوت آئے اور سپاہیانہ
پیچ کھیل کر اپنے راجہ کو نکال لے گئے یہ سنتے ہی بادشاہ کے ہوش اُڑگئے
حکم دیا کہ پر لگاؤ اُڑ کر جاؤ جسطرح ہو اُسے پکڑ لاؤ۔ غول کے غول سوارونکے
گئے۔ کئی جگہہ تلوار بھی چلی مگر راجہ لڑتا بھڑتا پہاڑون مین گھس اپنے ٹھکانے
جا ہی پہنچا۔ کوئی دن وہان بیٹھکر ہاتھہ پانو سنبھالے۔ چند روز کے بعد پھر گھر
یاد آیا۔ پرچے پیغام دوڑانے شروع کئے۔ باپ دادا کی رعیت کو پھیر لینا
کتنی بڑی بات تھی۔ آیا اور ملک پر قابض ہوگیا و یہان بادشاہ کے دلکو
قرار کہان تھا۔ ایک تو آیا ہوا ملک ہاتھہ سے گیا دوسرے راجہ اسطرح
ڈنکے کی چوٹ قلعہ مین سے نکل گیا۔ اور سب سے زیادہ یہہ کہ پدمنی کی لگن لگی
ہوئی تھی۔ غرض پھر فوج لیکر آپ پہنچا اور جاتے ہی چارون طرف سے
شہر کو گھیر لیا و راجہ نے بھی باہر نکلکر خوب خوب مقابلے کئے۔ جان بازون
نے ملک کے نام پر جانین قربان کین۔ مگر کہان تمام ہندوستان کا تاجدار
کہان چتور کا باج گزار۔ جوان جوان سب آنکھون کے سامنے مارے گئے

بڑے بڑے سردار کٹ گئے - جب سب طرف سے آس ٹوٹ گئی تو ایک
بیٹا باقی تھا اُسے بلا کر کہا کہ ای فرزند جو کچھہ ہمپر یہان گزرے گی آثار
اُسکے نمودار ہین اب بہتر یہی ہے کہ تم یہان سے کسی طرف کو نکل جاؤ تا کہ
نسل تو قائم رہے - بعد اسکے پدمنی کو سامنے بلایا اور دیکھکر آنکھون مین
آنسو بھر لایا - ہر چند کہ وہ عورت تھی مگر بڑی مزشناس تھی - اُسنے اُسی وقت
صندل کی لکڑیان منگا کر سات چتائین چنوائین - تمام خاندان کی عورتین
اور بڑے بڑے ٹھاکرون اور سردارون کی بی بیان جو خاوند اور خاندان
کے نام کے آگے جان کو کچھہ مال نہ سمجھتے تھین سب آئین - سر سے پانو تک
چادرین اوڑھے گھونگٹ نکلے - پھولون کی ایک ایک مالا گلے مین - رام
رام کی سمرن کرتی چتاؤن کے گرد کھڑی ہوئین - اور خلقت کا ہجوم ہو گیا و
جسوقت چتاؤن کو آگ دی اور شعلے بلند ہوئے دلون سے دھوئین
اور خلائق سے ایک غل اٹھا - ہر ستونتی لاج کی ماری ایک ایک سے آگے
بڑھتی تھی - اپنی آبرو اور مردون کی فتح کی دعا کرتی تھی اور پروانہ کی
طرح اس بھڑکتی آگ پر گر کر آن کی آن مین جل مرتی تھی ۔
جب اس ہمت مردانہ سے کہ جسپر ہزار ہزار جوان مردون کو صدقہ کر ڈالئے
عورتون نے یہہ ساکھا کیا - تو سب کا دل زندگی سے بیزار ہو گیا - راجہ
سب سے رفیقون کو لیکر اوّل قلعہ کے میدان مین کھڑا ہوا - دل غم سے
پانی پانی تھا اور نگاہون سے خون ٹپکتا تھا - مگر نہ آنکھ سے آنسو نکلتا تھا
نہ منہ سے بات نکلتی تھی بھائی بھائی سے اور باپ بیٹے سے رخصت ہوا -

سب سے آگے راجہ اور پیچھے تمام جان نثار۔ جنمین سپاہی اور سردار سب برابر ہو رہے تھے قلعہ سے باگین اُٹھائے نکلے اور آن گنتی کی جانون کو گھڑی کر کے لشکر شاہی کے دریا مین دے مارا۔ اگرچہ دیکھنے والون کے نزدیک اُنکی وہ حالت ہوئی کہ کوئی ایک مٹھی خاک کی طوفان نوح مین پھینکدے مگر اہل نظر جانتے ہین کہ جب تک چاند سورج باقی ہین ان مردون کے نام آسمان مردانگی پر آفتاب و ماہتاب ہو کر چمکین گے ؀

جب میدان جنگ کا اسطرح خاتمہ ہوا تو بادشاہ فوراً قلعہ مین پہنچا اور جاتے ہی پوچھا کہ پدمنی کا محل کونسا ہے۔ چند عورتین ایک اُکھ کے ڈھیر پر کھڑی رو رہی تھین اُنہون نے ایک مٹھی خاکستر اُڑا کر دکھائی اور چیخین مار مار کر رونے لگین۔ اُسوقت بادشاہ سے سوا اسکے اور کیا ہو سکتا تھا کہ افسوس کرتا ہوا نکل آیا۔ اور دار الخلافہ کو مراجعت کی ؀

خضر خان اور دیولدیوی

اگرچہ علاؤ الدین بادشاہ کے محلون مین کولادیوی بادشاہ بیگم تھی۔ دنیا کی نعمتین موجود اور عیش و عشرت کا گلشن ہمیشہ بہار پر تھا۔ مگر کولادیوی کے دل کا کول کملایا ہی رہتا تھا۔ بادشاہ پوچھتا تو کچھ بتاتی نہ تھی۔ اتفاقاً چند روز کے بعد بادشاہ نے پھر دکن پر فوج کشی کا حکم دیا اور کولادیوی نے بھی سنا جب بادشاہ محل مین آئے تو عرض کی کہ جہان پناہ حضور کے اقبال سے آج مین ملک ہندوستان کی ملکہ ہون اور جدھر دیکھتی ہون مرادون کا چمن لہلہا رہا ہے

مگر ایک کا شاغم کانٹے کہ دل مین کھٹکتا ہے۔ چونکہ اُسکے نکالنے مین ملکون
کی تباہی اور ہزارون بندگان خدا کا خون بہتا نظر آتا تھا اسلیے کہنے کو
جی نچاہتا تھا۔ اب یہہ خدا ساز صورت پیش آئی ہے اسلئے عرض کرتی ہون
کہ جب مین راجہ کرن کے محلون مین راج کرتی تھی تو خدا نے دو بیٹیان
عنایت کی تھین کہ ہر ایک حسن و جمال کے سانچے مین پتلی کی طرح ڈھلی تھی
ایک نوخوردسال ہی مرگئی تھی دوسری جسکا دیولدیوی نام ہے زندہ و
سلامت موجود ہے۔ اُسکی آنچ سے دل سینہ مین مچھلی کیطرح تڑپتا ہے۔ اگر
وہ کسیطرح صحیح سلامت آئے تو آنکھون کو سکھ کلیجہ کو ٹھنڈک آجائے۔ بادشاہ
نے کہا کہ یہہ کتنی بڑی بات ہے۔ اُسیوقت سپہ سالارون کے نام حکم بھیجا
کہ راجہ کرن جو ملک دکن مین آوارہ ہے اُسے دیولدیوی کے لئے پیغام
بھیجو اور خواہ صلح خواہ لڑائی جسطرح ہو لیکر اسطرف روانہ کردو
طرفہ ماجرا یہہ ہوا کہ جب یہہ ذکر ہو رہا تھا تو خضرخان بادشاہ کا بیٹا بھی
حاضر تھا۔ اُسکے حسن و جمال کی تعریف سنکر دل مین عشق غائبانہ کے نور
نے ایسا جلوہ دکھایا کہ ایک جان سے ہزار جان عاشق ہوگیا وہان تو
مارے شرم کے کچھہ کہہ نہ سکا مگر سپہ سالارون کو خود ایک خط روانہ کیا
جب اُنہون نے فرمان شاہی کے ساتھہ ولیعہد کا خط بھی دیکھا تو ایک
کی جگہہ دہ چند خیال ہوگیا۔ یلغار کرتے ہوئے اُترے اور دکن کی حد
مین پہنچتے ہی فوج کے دو حصے ہوکر راجہ کرن پر گرے۔ اُسنے بھی دو
مہینے تک دو نو طرف خوب میدان کئے۔ اتفاق تقدیر کا دیکھو کہ دیولدیوی

کے راجہ کا بیٹا بھی دیولدیوی پر عاشق تھا مگر وہ قوم کا مرہٹہ تھا اور
راجہ کرن کہ اصل راجپوت تھا اُسے مرہٹا ذات کا بیٹا سمجھکر بیٹی دینے
کو راضی نہوتا تھا - اب جو فوج شاہی سے یہہ معاملہ آن پڑا تو اُسنے بھی
سب خبرین سنین - بھیم دیو اپنے چھوٹے بھائی کو تحفہ تحایف دیکر پیغام
بھیجا کہ ترکون اور ہندؤن مین جو دن اور رات کا فرق ہے آپ پر ظاہر
ہے - اگر اب بھی شفقت بزرگانہ سے مجھے آپ فرزندی مین قبول فرمائین
تو ان ترکون کی ترکی تمام کردینی کچھہ بڑی بات نہین - راجہ کرن ایسے نازک
وقت مین مصلحت یہی سمجھا کہ فوراً دیولدیوی کو اسکے ساتھ دیوگڈہ کو بھیجدیا
ادھر بادشاہی لشکر مین خبردار نے خبر پہنچائی کہ پری کو دیولے اُڑا - سپہ سالار
نے اُسی وقت سردارون کو جمع کرکے کہا کہ اگر دیولدیوی ہاتھہ سے گئی تو پھر
یہہ منہہ دربار مین دکھانے کے قابل نرہے گا - آج ہمت کے بازؤن مین
جتنا زور ہے سب لگا دو اور دیولدیوی کو جانے ندو - سب نے اس راے پر
اتفاق کیا اُسی وقت تین تین دن کا کھانا پانی کمرون سے باندھہ جانون سے
ہاتھہ دھو پہاڑ مین گھسے - نہ دن دیکھا نہ رات - تیسرے دن نور کا تڑکا تھا
اور راجہ کا لشکر ابھی بسترون پر تھا کہ ترکی اور تازی گھوڑون کے
ہنہنانے کی آوازین کانون مین پہنچین - راجپوت بھی جس حال مین تھے
ایسے چمک کر اُٹھے جیسے پتھر سے شرارہ - یا سپند اور انگارہ - اگاڑی پچھاڑی
تلوارون سے کاٹ ننگی پیٹھون پر چڑھہ بیٹھے - پیادہ کو ہوش نہ تھا کہ ہاتھہ
مین تلوار ہے یا کٹار ہے - سوار کو خبر نہ تھی کہ سیدھا ہے یا اُلٹا گھوڑا

سب سے آگے راجہ اور پیچھے تمام جان نثار - جنہین سپاہی اور سردار سب برابر ہو رہے تھے قلعہ سے باگین اُٹھائے نکلے اور اَن گنتی کی جانون کو گھڑی کر کے لشکر شاہی کے دریا مین ڈے مارا - اگرچہ دیکھنے والون کے نزدیک انکی وہ حالت ہوئی کہ کوئی ایک مٹھی خاک کی طوفان نوح مین پھینکدے مگر اہل نظر جانتے ہین کہ جب تک چاند سورج باقی ہین ان مردون کے نام آسمان مردانگی پر آفتاب و ماہتاب ہو کر چمکین گے *

جب میدان جنگ کا اسطرح خاتمہ ہوا تو بادشاہ فوراً قلعہ مین پہنچا اور جاتے ہی پوچھا کہ پدمنی کا محل کونسا ہے - چند عورتین ایک اُکھد کے ڈھیر پر کھڑی رو رہی تھین اُنہون نے ایک مٹھی خاکستر اُڑا کر دکھائی اور چیخین مار مار کر رونے لگین - اُسوقت بادشاہ سے سوا اسکے اور کیا ہو سکتا تھا کہ افسوس کرتا ہوا نکل آیا - اور دار الخلافہ کو مراجعت کی *

خضر خان اور دیولدیوی

اگرچہ علاؤ الدین بادشاہ کے محلون مین کولادیوی بادشاہ بیگم تھی - دنیا کی نعمتین موجود اور عیش و عشرت کا گلشن ہمیشہ بہار پر تھا - مگر کولادیوی کے دل کا کنول کملایا ہی رہتا تھا - بادشاہ پوچھتا تو کچھہ بتاتی نہ تھی - اتفاقاً چند روز کے بعد بادشاہ نے پھر دکن پر فوج کشی کا حکم دیا اور کولادیوی نے بھی سنا جب بادشاہ محل مین آئے تو عرض کی کہ جہان پناہ حضور کے اقبال سے آج مین ملک ہندوستان کی ملکہ ہون اور جو حسرت مجھی ہون مراد و تمنا جن لہلہا رہے

چنانچہ اپنی جمعیت کو ترتیب دیا اور سب سنبھلکر دفعتہً جا پڑے - اُن بیچارونکی حقیقت کیا تھی ایک حملہ مین تتر بتر ہو گئے ادھر سے انہون نے نوچ کھسوٹ مار دھاڑ شروع کر دی - ایک سپاہی کو پینس نظر آئی کہ کہار رکھکر بھاگ گئے ہین اور چند مرہٹنین ہتیار بند آس پاس کھڑی ہین - یہہ للکار کر پہنچا اور تلوار کھینچکر کہا کہ نکل آ اور نکال جو کچھہ پاس ہے - ایک لونڈی گھبرا کر چلائی کہ خبردار ہاتھہ نہ اٹھانا جسکے لئے ہزارون آدمی کے لہو پانی ہوکر بہ گئے وہ گوہر مقصود اسی مین ہے یعنی دیولدیوی کا سکھپال ہے - یہہ سنتے ہی سب دوڑ پڑے آئے اور ہاتھون ہاتھہ سکھپال اٹھا سپہ سالار کی خدمت مین لا حاضر کیا - اُسی وقت ایک عرضی بادشاہ کو دوسری مبارکباد ولیعہد کو لکھہ کر محل مین دیولدیوی کو بٹھایا اور ایک سہ دو اسپہ سوارونکا ساتھہ کر کے کمال حفاظت کے ساتھہ دلّی کو روانہ کر دیا سوارون کو تاب کہان تھی - منزل کو دو منزلہ اور دو منزلہ کو سہ منزلہ کرتے دوڑا دوڑ اور بھاگا بھاگ اسلح آئے گویا قلعہ کے نیچے ہی کھڑے تھے بادشاہ یہان بے خبر محلون مین بیٹھے تھے شاہزادہ منہہ لپیٹے چھپر کھٹ مین پڑا تھا پا تو پرچہ نویسون کی تحریر سے معلوم ہوا تھا کہ فتح ہو گئی ہے مگر راجہ نے دیولدیوی کو دیوگڈہ بھیجدیا ہے - یا دفعتہً اُردا بیگنی نے خبر دی کہ قبلہ عالم رانی جی کا سکھپال خاصی ڈیوڑھی پر دھرا ہے - بادشاہ مارے خوشی کے باغ باغ ہو گیا - اُسی وقت سر سے شال کھول اُسکے سر پر ڈالدی - ولیعہد چھپر کھٹ مین پڑا تھا - وزیرزادہ دوڑا آیا اور کہا کہ لو میان پروانہ اٹھو تمہاری شمع نے آکر محل کو روشن کر دیا - سنتے ہی حیران ہو گیا - جب وزیرزاد -

کھا کر کہا تو اٹھکر اسکی پیشانی چوم لی اور کلاہ جواہر نگار جسپر ہمان کے پرون کی کلگی لگی تھی تکیہ پر سے اٹھا اسکے سر پر رکھدی۔ ماں بے اختیار ہو کر دونی بیٹی کو اتروایا اور دیر تک گلے لگا کر روا کی۔ بعد اسکے اندر لا کر مسند پر بٹھایا مگر منہہ سے بات نہ نکلتی تھی۔ گویا دو چینی کی مورتین تھین کہ آمنے سامنے دھری تھین۔ ان آنسون کے تار جاری تھے۔ اور دلونپر ہزارون خیال گزر رہے تھے کہ کیا تھا اور کیا ہو گیا ۔

غرض تھوڑی دیر کے بعد ماں بیٹی مین کچھ باتین ہو کر دیولدیوی کو غسل کروایا۔ محل کی ساری بی بیون نے آکر مبارکباد دی۔ مگر اب ولیعہد کو تاب کہان تھی؟ باپ سے تو کچھہ نہ کہہ سکا وزیر کے پاس پیغام دوڑانے شروع کیے۔ وزیر نے بادشاہ سے عرض کی۔ بادشاہ نے کہا کہ مین کیا کہون۔ اس لڑکی کے ماں باپ جو کچھ سمجھو رانی ہے۔ اس سے پوچھنا چاہیے۔ رانی پہلے تو بہت حیران ہوئی اور کہا کہ مسلمانون کا یہ نرالا دستور ہے۔ بھلا مین حضور کی خدمت مین ہون تو میری بیٹی حضور کے بیٹے سے کیونکر منسوب ہو سکتی ہے؟ بادشاہ ہنسے اور کہا کہ یہہ مسئلہ شریعت کا ہی جب ان دونو کے باپ جدا جدا ہین۔ ماں جدا جدا ہین تو پھر شادی کا کیا مضائقہ ہے۔ رانی کو کیا عذر تھا وہ راضی ہو گئی۔ غرض تجویز یہہ ٹھیری کہ وزیر دلہن کا باپ بنے دولہا برات لیکر اسکے گھر جائے اور رسم شاہانہ سے دلہن بیاہ لائے۔ اسیوقت تمام شہر مین آئین بندی کا حکم ہو گیا۔ نوبتخانہ گھر گھر مین ڈھول کھڑکنے لگا۔ بادشاہی باورچی خانے گرم ہو گئے

اور حکم ہوا کہ چالیس دن تک کسی گھر مین کھانے پکانے کا دھوان نہ اُٹھے - اسطرح سبھہ لگن مبارک ساعت دیکھکر صبح ہوتے گل کا بلبل سے عقد ہوا اور دن کو دلہن بیاہ لائے - ان دونو کا عشق ایسا عالم آشوب ہوا کہ ہندی فارسی کے شاعرون نے قصے جوڑے اور کہانیان بنائین چنانچہ سینکڑون برس گزرے اب تک لوگ اُنکی گیت گاتے ہین ؏

ظہیر الدین بابر بادشاہ

کہتے ہین کہ ملک فرغانہ مین عمر شیخ نام ایک بادشاہ تھا - جو چوتھی پشت مین امیر تیمور کا پوتا تھا - قضای الہی سے دفعتہً مر گیا - بابر اسکا بیٹا بارہ برس کا تھا - باپ کے مرنے سے تخت و تاج کا بار یکبار سر پر آپڑا - اگرچہ تخت نے پانون چومی اور تاج سر پر قربان ہوا مگر چچا اور مامون - بھائی اور ہمشیر کی یادگار سے شمشیر کے ساتھ پیش آئے - اور جب خوردسال بادشاہ کی ہوا بگڑی دیکھی - تو اندر باہر بہت سے دشمن کھڑے ہوگئے یہہ ہمت و الاسب کو جواب دیتا رہا - بہت دفعہ گرا اور بہت دفعہ سنبھلا مگر جب شیبانی نام ایک اُزبک دشت خفچاق سے اُٹھکر تمام بخارا اور سمرقند پر چھا گیا - اور باپ کے ملک مین نمکحرام نوکرون نے دم نہ لینے دیا تو اسکی بھی آس ٹوٹ گئی - چنانچہ آخری مصیبت کی کہانی یہ ہے کہ جب میدان جنگ کو چھوڑا تو بیس آدمی اُسکے ہمراہ تھے - دشمن کے سوار پیچھے تھے اور یہہ گھوڑے مارے چلے جاتے تھے جب بھر کر

دیکھتے انکا غبار پیچھے ہی دکھائی دیتا۔ ناچار پھر بھاگ نکلتے ۔ آخر
گھوڑون کے دم ٹوٹنے لگے اور نوبت یہہ ہوئی کہ جس باوفا کے گھوڑے
مین ذرا دم ہوتا وہ اپنا گھوڑا انہین دیدیتا اور انکی گرد کو حسرت کی
نگاہ سے دیکھتا ہوا رستہ سے کنکر کسی گانوین چلا جاتا۔ اخیر کو ایک
بابر اور ایک اسکا کوکہ رہگیا۔ جب چلتے چلتے اسکا گھوڑا بھی ہار گیا
تو بابر نے بھی اپنی لگام روکی۔ اسنے کہا کہ آپ میرا ساتھہ کیون دیتے ہین
آگے بڑھہ جائیے شاید آپ کی جان بچ جائے بابر نے آبدیدہ ہوکر کہا
کہ تجھے اس حال مین چھوڑکر کہان جاؤن۔ ایک بچھونے مین پرورش پائی
اچھا ہے کہ دونو کے مردے بھی ایک ہی جگہہ پڑے پائین غرض کوکہ
دعا دیکر رخصت ہوا اور بابر آگے چلا۔ تھوڑی ہی دور گیا تھا جو دو سوار
پیچھے نظر آئے۔ مگر انکے گھوڑون مین بھی جان نہی تھی۔ جب وہ
تیر کی زد پر پہنچے تو سامنے پہاڑ تھا بابر نے چاہا کہ تیر مارتا ہوا اوپر چڑھہ جائے
ترکش کیطرف دیکھا تو انیس تیر تھے۔ دل قوی ہوگیا۔ اور آگے بڑھا جب
تا[illegible] غروب ہونے لگا تو انہون نے آواز دی کہ اسطرح آپ کہانتک
جائینگے [illegible] بھائی تو پکڑے گئے۔ آپ بھی چلے آئیے۔ یہہ سنکر بہت فکر ہوا
کچھ جواب نہ دیا اور آگے بڑھے گیا۔ وہ بھی گھوڑون سے اتر لئے اور
اب عذرخواہی کے طور پر کچھہ کچھہ سمجھاتے ہوئے چلے کہ پھر چلنا مناسب ہے
بابر نے کہا کہ پھرنا تو اب ممکن نہین لیکن تم اگر خدمت کرنی چاہو تو البتہ یہہ
[illegible] دینگے کہ عمر بھر نہ بھولوگے۔ بات فقط اتنی ہے کہ مجھے ایسے رستہ پر

ڈالدو جہان سے مین اپنے ماموؤن مین جا پہنچون اور تمہین وہ کچھہ دون
کہ تمہاری آرزو سے زیادہ ہو۔ اگر یہہ نہین تو جس رستہ آئی ہو پھر جاؤ۔ جو
میری قسمت مین ہونا ہے ہو رہے گا۔ اُنہون نے کہا کہ اسطرح آپ کو چھوڑ کر
کہان جائین کاش کہ ہم نہ آتے۔ خیر اُدھر آپ نہین جاتے تو جہان چلئے
ہم خدمت کو حاضر ہین۔ چنانچہ قسمین کھا کر ساتھہ ہوئے۔ مگر اسنے اُنہین
آگے رکھا اور آپ پیچھے ہوا۔ جب نکاس کی جگہہ پر پہنچے تو نابکارون نے
دھوکہ دیا اور اندھیرے مین کہین کے کہین لیکر نکل گئے۔ غرض رات بھر
پہاڑون مین ٹکراتے ٹھوکرین کھاتے پچھلا پہر اتھا جو ایک آبادی کے
پاس پہنچے۔ تینون تھک کر چور ہوگئے تھے اور جاڑا بھی سخت تھا۔ باہر وہان
ٹھیرا اور اُنسے کہا کہ صبح قریب ہے کسی ایسے ویران گوشہ مین چلکر دن گزارو جہان
کسو کو ہمارے حال سے خبر دار نہو۔ ایک بولا کہ گھوڑی آٹھہ پہر سے بھوکے ہین۔ مین
دانہ تو لاؤن۔ یہہ کہا اور گانو مین چلا گیا۔ یہان صبح ہوئی تھی اور باہر کا رنگ
فق ہوتا تھا۔ جب دن نکلا تو فقط تین روٹیان ہاتھہ مین لئے آیا۔ اُنہون نے گھبرا کر
ایک ایک روٹی بغل مین رکھہ لی اور ایک پشتہ پر چڑھے کہ اسکے پیچھے دن گزارین
سر سبز زمین مین گھوڑے چھوڑ دئے اور تینون تین پشتون پر بیٹھکر پہرا دینے
لگے۔ باہر دور سے لوگون کو آتا جاتا دیکھتا تھا مگر وہم کے مارے کسی کے
بلانے کو جی نہ چاہتا تھا۔ شام ہوئی تو اُنہون نے صلاح دی کہ شہر مین ایک
باغ سب سے الگ ہے اُسمین چل بیٹھین تو بہتر ہے۔ چنانچہ وہان جاکر ایک گوشہ سا
[illegible] ٹوٹا تھا وہین بیٹھہ گئے۔ ایک اُنمین سے [illegible] سا پوستین اور ایک

پیالہ مین ارزن[1] کی آش[2] لایا۔ اگرچہ گلے مین اٹکتی تھی اور منہہ کو کڑوی لگتی
تھی مگر خوب گرم گرم تھی۔ وہ پیکر اور پوستین اوڑھکر عجب لطف حاصل ہوا
لکڑیان جلاکر سینکنے لگے اور بابر درخت سے کمر لگاکر ذرا سو گیا و
حقیقت مین اُن بدذاتون نے گانو کے ملک سے سازش کرکے اُسے غنیم کے
پاس بھیجدیا تھا۔ یہان اسکی خاطر جمع کرکے بیٹھنے کی صلاح دی اور آپ کوٹھے
پر جاکے پہرا دینے لگے۔ دفعتہً ایک آیا اور کہا کہ فلان سردار آتا ہے۔ بابر
بہت گھبرایا اور کہا کہ جاکر دیکھو تو سہی۔ یونہی آتا ہے یا میرے سراغ پر
آیا ہے۔ وہ گیا اور آکر کہا کہ آپ ہی کے پاس آیا ہے۔ پوچھا کس ارادے ؟
کہا کہ آپ کے نوکر ہین ارادہ کیا کرینگے۔ لیجاینگے تو بادشاہ بنائینگے آپ ڈریے
نہین۔ اتنے مین وہ آیا۔ تسلیم کرکے بیٹھ گیا۔ اور ایسی باتین سنائین کہ بابر کو
تردد ہوا۔ مگر پھر بھی اپنے تئین سنبھالا اور اُس سے کہا کہ مرنے سے تو مین نہین
ڈرتا مگر تجھے خدا کی قسم سچ کہہ اگر کچھ اور صورت ہو تو مین وضو کرون کہ اخیر
وقت خدا کے سامنے باطہارت تو جاؤن۔ سردار مذکور نے بار بار قسمین کھائین
تب بابر نے اُسے بٹھایا اور آپ اُٹھکر باغ کے کونے کیطرف گیا۔ دل مین کہا
کہ مرنا تو برحق ہے مگر ہاتھ پاؤن چلتے ہین تو انہین ہلانا چاہیے۔ اُسیوقت
دیوار پھاند سیدھا بیابان کا رستہ لیا اور خراسان کیطرف رخ کیا
آبادی سے بچتا اور رستے سے کٹتا چلا جاتا تھا۔ رات ہوتی تو درخت کے

---

[1] ایک غلہ ہے جیسے باجرا مگر نوج اسمین اتنا بھی نہین ہوتا۔ یہ سیوطے گلے مین اٹکتا ہے بلکہ ایک قسم کی بو اور تلخی اس سے بھی نہ ہو

[2] آش کہ یا بند ہے ... ملک ... ایسا ہوتا ہے جیسے یہان اعلے ذیلدار ہوا

نیچے پڑ رہتا۔ صبح کو چل کھڑا ہوتا۔ پہلی منزل مین بغل کی روٹی نے رفاقت کی۔ دوسری مین جنگل کے گھاس پات نے ضیافت کی۔ تیسرے دن ایک گانو مین پہنچا اور توکل بخدا اندر داخل ہوا۔ اتفاقاً وہان کسی زمانہ کے اپنے چند نوکر بھی آسے ہوئے پڑے تھے۔ سب نے آکر قدم لئے اور اور لوگون کو خبر کی۔ پہاڑی نیک نیت بڑی محبت اور مہمان نوازی سے پیش آئے۔ غرض یہان بیٹھکر دم لیا۔ کپڑے دھلواکر پہنے اور یہہ پہلی دفعہ تھی کہ چہرے پر خط نے اصلاح پائی چنانچہ اُسیوقت اپنی توزک مین تحریر کیا۔ چند آدمیون کو ادھر اُدھر بھیجا کہ جو اور غمخوار کھنڈے ہوئے ملین اُنہین سمیٹین۔ مان تباہی زدہ بھی اُسطرف آنکلی تھی۔ چنانچہ جب دو سو آدمی سے زیادہ جمع ہوگیا اور اُس چھوٹے سے گانو مین گنجایش نرہی تو دل نے کہا کہ جس مٹی مین کھیل کود کر بڑا ہوا اب قسمت کا آب ودانہ وہان نہین مصلحت یہی ہے کہ پانچ پشت کی میراث سے ہاتھ اُٹھاکر باپ دادا کے ملک کو خدا حافظ کہو اور اپنی قسمت جیحون پار چلکر آزماؤ۔ اسوقت اپنی عمر تو ۲۲ برس کی تھی اور ان مصیبتون کی عمر ۱۱ برس کی ہوئی تھی مگر وزن کرو تو عمرون کے لئے بہت ہین۔ غرض ہزار جر ثقیل سے کابل کو روانہ ہوا۔ فوج کی جمعیت دیکھو تو جیسے لٹا بنجارا شمار مین دو سو سے زیادہ مگر سب پیادہ۔ ٹوٹے پھوٹے موزے گھٹنون تک چڑھے۔ کندھو نپر لاٹھیان سامان مین دو چادر خیمے تھے کہ ماں اُترتی تھی۔ ایک کے نیچے آپ بیٹھ جاتا تھا۔

کابل مین اُسکے چچا کو مار کر اور رشتہ دارون ...

لحرام وزیر خسرو شاہ بن بیٹھا تھا۔ جب بابر پہنچا تو اسکا نام سنتے ہی تمام ولا
ن غلغلہ ہو گیا اور لوگ اٹھہ اٹھکر آنے لگے۔ بلخ کی حد سے آگے بڑہے
۔ یہہ عالم ہوا کہ خسرو کا دربار ٹوٹنے لگا آخر اسنے بہت عذر و معذرت
ے ساتھہ پیغام بھیجا کہ ملک حضور کا اور حضور کے بزرگون کا ہے میری
ان بخشی اور اسباب ضروری کی اجازت ہو جائے۔ چنانچہ وہ ادھر سے
سامان شاہی کے ساتھہ آیا یہہ اپنے قلندرون کے ساتھہ جہان اُتری
ے وہان سے اٹھکر ایک چنار کے درخت کے نیچے جا بیٹھے۔ خسرو خود
پیشکش لیکر حاضر ہوا اور قدیمانہ طور سے اداب و تسلیمات کے ساتھہ نذرانہ
یش کیا۔ وہ تو نذر دیکر رخصت ہوا اور یہہ اٹھکر اپنے خیمے مین آئے کہ
سیوقت سب خورد و کلان اسطرح اٹھکر اسکے لشکر مین آ گئے گویا ادھر کی
دنیا ادھر ہو گئی۔ بڈھا وزیر جو برسون سے لڑکون کی اتالیقی مین بادشاہی
رتا تھا اکیلا رہ گیا۔ اور یہہ یا تو ان حالون سے آیا تھا یا بیس ہزار لشکر
سلح سے بنے بنائے دربار مین بادشاہ افغانستان بنکر بیٹھہ گیا۔ غرض
منزل بمنزل کابل پر آئے۔ حاکم وہان کا ایک دو دن اکڑا پر اب ذرا انکا
ستارہ بھی چمک گیا تھا۔ معافی کے وعدہ پر شہر خالی کر دالیا۔ قلعہ مین
اکر دربار کیا۔ ضلع ضلع کے سردار حاضر ہوئے۔ مگر خزانہ اور توشہ خانہ
الی پڑے تھے۔ فقط دلاسے اور تسلی دیکر سب کو رخصت کیا اور سلطنت
ار جاری کر دئے و

نے بابر کو افغانستان بین گھر ملا۔ یہہ نصیب کی کرشمہ

نقل مکان کیا - کیونکہ ادھر ترکون اور مغلون کی مصیبت تھی ادھر افغانون
کی آفت سامنے ہوئی - اپنی کوئی جمعیت ساتھہ نہ تھی جسپر بھروسا ہو - بھائی
قوت بازو تھا تو وہ تھا کہ برسون غنیم کے ساتھہ رہکر منہہ پر تلوارین مار چکا
تھا - وطن سے تو کچھہ واسطہ ہی نتھا - ہان ادھر سے دشمنون کے پیچھا
کرنے کا کھٹکا ضرور لگا ہوا تھا - مگر وہی حوصلہ والا تھا کہ پہاڑون سے
ہمت آزماتا تھا اور کیا ہزارہ کیا افغان دونو سے ٹکراتا تھا - اضلاع
کابل کے قدرتی گلزار گویا باغ بہشت کے نقشے تھے - انمین پھر کر چپہ چپہ مین
کو دیکھا - ہر قسم کی پیداوار - ہر ایک میوہ - ایک ایک چرند اور پرند کا حال
اپنی توزک مین ذخیرہ کیا - درختون کا جھومنا - سبزہ کا لہلہانا - نہرون
کا لہرانا - سرو وشمشاد کی چھاؤن مین بیٹھنا - ہری ہری گھاس پر لوٹنا غرض
کسی بات کا لطف باقی نچھوڑا اور انہی دنون مین خط بابری بھی ایجاد کیا - اسکی
طبیعت خدا نے ایسی شگفتہ بنائی تھی کہ جس حال مین ہو دلکو خوش رکھتا تھا - چنانچہ
اسی عالم مین جس گلزار یا سبزہ پہاڑ مین گذر ہوتا مصاحبون کو لیکر بیٹھہ جاتا - کبھی
عالم آب کی سیر کرتا کشتی آہستہ آہستہ چلی جاتی ہے - آپ غزلین کہتا ہے - رباب
بجواتا ہے - اور ترکی ترانے سنتا جاتا ہے - باغ تو جا بجا لگائے مگر کابل
کے برابر دامن کوہ مین ایک باغ ایسا لگایا کہ لاہور کا شالہ مار گویا ایک
ناتمام اسکی نقل ہے - نو درجے تک برابر گلزار چشمون سے نہرین اور
نہرون سے قدرتی آبشار جاری سب سے اوپر کے درجہ مین ایک مکان دلفزا
تھا کہ اسمین بیٹھکر جہان تک نظر کام کرے گل لالہ ہی نظر آتا ہے ۔

بابر کا چچا سلطان حسین بائیقرا۔ خراسان کا بادشاہ عالیشان تھا۔ اُسکو خبر پہنچی کہ شیبانی خان نے اب اودھر کا رخ کیا۔ سلطان نے جابجا مراسلہ بھیجے اور بابر کو بھی بلایا۔ مگر اسی عرصہ مین وہ مرگیا۔ اسکے بارہ بیٹے تھے۔ سب وہان جمع ہوئے اور اسے پھر طلب کیا۔ اوّل تو شیبانی خان کا خوف۔ دوسرے سنتا تھا کہ ہرات کو چچا نے خوب آراستہ کیا ہے اسلئے روانہ ہوا۔ اسنے جاکر چچا کا پرسہ دیا۔ بھائی بھی بڑی محبت سے پیش آئے۔ ایک ایک نے جدا جدا ضیافت کی اور چنگیزی رسمین جنکو ابتک اپنا دستور العمل سمجھتے تھے سب عمل مین لائے بابر نے تمام شہر اور عمارات کو دیکھا اور ایک ایک مکان اور وہان کی ایک ایک صحبت کا حال اپنے توزک مین لکھا۔ اس عرصہ مین برف پڑنے لگی۔ اور ڈاک بند ہوگئی۔ چونکہ اسے گھر کا فکر لگا ہوا تھا اسلئے جسطرح ہوا رخصت ہوکر ادھر روانہ ہوا۔ مگر رستہ مین ایسی تکلیفین پیش آئین کہ آجتک کسی سفر مین نہ دیکھی تھین۔ زمین آسمان برف ہی برف نظر آتے تھے اور جہان گھوڑے قدم رکھتے تھے زین تک غرق ہوجاتے تھے۔ تیس سوار سے زیادہ ساتھ نہ تھے۔ اُنہین بھی مارے سردی کے نہ کسی کے ہاتھ پاؤن مین دم تھا نہ سر مین ہوش وحواس تھے۔ ناچار خود گھوڑے سے کود پڑا اُسکے ساتھ اور رفاداروں کو بھی کودنا پڑا اور برف کو کوٹتے آگے رستہ بناتے چلے۔ اب مشکل یہہ ہوئی کہ برف نے سارے آتے پتے چھپا دیے تھے اسلئے رستہ بتانے والا ہو رستہ بھول گیا۔ ایسے پہاڑون مین جا پڑے کہ آبادی کا تو کیا ذکر ہے کوئی قافلہ بھی وہان نہ گزرا ہوگا۔ اسی حالت مین

شام ہوگئی - سب حیران تھی اور ڈر یہہ تھا کہ اگر پہاڑ کے اوپر سے برف لڑہ[1] ہوا کہ
تو سب کے سب اسطرح وہین دبے رہ جائینگے کہ برسون تک کسیکو خبر نہوگی - جب چلتے چلتے اندھیرا
ہو گیا تو ایک جگہہ اُتر پڑے اور اپنے ہاتھہ سے گردن گردن تک برف
ہٹا کر زمین نکالی کہ بستر کرکے رات بسر کرین - ایک مصاحب نے آکر خبر دی
کہ پہلو مین ایک طاق سا نظر آتا ہے آپ اسمین چل بیٹھین کہ سر پر سایہ تو ہو -
بابر نے کہا کہ جو سب کا حال سو اپنا حال ایسا نہین ہو سکتا - اتنے مین دوسرا
آیا اور کہا کہ جسے طاق سمجھتے تھے وہ بڑا غار ہے اور اسمین تیس چالیس
آدمی بآرام رہ سکتے ہین چنانچہ سب نے اندر جاکر بستر کئے اور خورجیون سے
گوشت نکالکر وہین ایک دیگ چڑھا دی - شوربے مین خشک روٹیان ڈبو کر
دو دو پیالے سب نے پئے اور گرم ہوکر خدا کا شکر ادا کیا - تمام رات چائے
کی پیالیان پیکر کاٹی - صبح کو روانہ ہوئے اور اسیطرح مرتے دکھہ بھرتے
بامیان تک آئے وہان آکر اُسی برف باری مین ہزارہ کے وحشیون سے
مقابلے ہو رہے تھے جو خبر آئی کہ ایک بھائی کابل مین بادشاہ ہوگیا اور مشہور
کر دیا ہے کہ آپ ہرات مین قید ہو گئے - مگر ابتک ایک نمکحلال بالاحصار کا
قلعہ روکے ہوئے اڑا ہوا ہے - بابر بہت گھبرایا - رفیقون کو ترکستان
کی مصیبتین یاد آگئین اسنے اسیوقت ایک جاسوس قلعہ دار کے پاس
بھیجا کہ خاطر جمع رکھنا ہم آپہنچے جسوقت تمکو معلوم ہو جائے کہ ہم دو تین

[1] برفانی پہاڑون مین جب چوٹیون پر بہت سی برف ہو جاتی ہے تو دفعةً وہان سے نیچے گرتی ہے - اوپر تو ایسی [illegible] گویا کسی نے وہین برابر [illegible] ہین - اور نیچے [illegible] بلکہ گانو کے گانو دب جاتے ہین ۱۲

بابر سر پر پہنچ گئے تو قلعہ کے برج پر آگ جلا کر روشنی کرنا کہ ہم سمجھ جائیں اور
خود باہر نکل پڑنا۔ چنانچہ اسیطرح عمل مین آیا۔ اور یہہ کوچہ و بازار کو کشت و
خون سے لال کرکے قلعہ مین داخل ہوا۔ بھائی بیوفا بھی گرفتار ہوا اور تلوار
و ترکش جو بارنے کو کمر سے باندھے تھے۔ گلے مین ڈالکر چنگیزی رسم کے بموجب
دربار مین آیا۔ مگر بابر ذرا آنکھہ پر میل نہ لایا دیکھتے ہی اُٹھہ کھڑا ہوا اور کہا کہ
آؤ بھائی گلے تو ملو۔ وہ بدستور دو جگہہ تسلیم کو جھکا مگر ایسا شرمایا ہوا تھا
کہ اُلجھکر دو دفعہ گرا۔ اسنے پہلو مین بٹھایا اور اسکے لئے شربت منگایا جب
آیا تو پہلے دو گھونٹ اُسمین سے آپ پی لئے پھر پلایا کہ اُسے وہم نہ آئے ٭
بابر نے ابتک شراب نہ پی تھی۔ ہرات کی ضیافتون مین بھائیون نے بہت
منتین کین وہان تو شرماتا ہی رہا مگر یہان آکر عمر بھر کا بدلا نکالا۔ کوئی قطعہ
زمین کا ایسا نچھوڑا کہ جہان بیٹھکر اُسکا لطف نہ اُٹھایا ہو۔ مصاحبون کے
جلسے جماتا شراب پیتا۔ نہ ملتی تو معجون ہی کھاکر خوش مستیان کرتا۔ وہی
باغ نوبہار جسکے چند درجے ابتک بھی باقی ہین۔ اُسمین ایک خوشنما حوض
سنگ مرمر کا بنوایا اُسے شراب انگوری سے بھرتا۔ مصاحبون کو لیکر
بے تکلف بیٹھتا اور وقت کو مزے سے گزارتا۔ حوض مذکور کے کنارے پر
یہہ شعر آبدار لکھا تھا ٭ نوروز و نوبہار و می و دلبر خوش ست ۔ بابر
بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست ٭
ایک دفعہ دورہ کرتا ہوا غزنی مین جا نکلا۔ پرانی پرانی عمارتون کو دیکھکر
اور مزارون پر جا کر زیارتین کین۔ لوگون نے کہا۔ یہان ایک مزار ایسا ہے

کہ جب اُسپر کچھہ پڑھتے ہین تو ہلنے لگتا ہے۔ چنانچہ خود جاکر دیکھا۔ معلوم ہوا کہ فقط خادمون کی دکانداری ہے اور کچھہ نہین چنانچہ اُنہین بلا کر خوب دھمکایا۔ اکثر کتابون مین لکھا ہے کہ نواح غزنی مین ایک چشمہ ہے۔ جب اُسمین کچھہ نجاست پڑجاتی ہے تو بے انتہا برف آسمان سے گرنے لگتی ہے۔ چنانچہ اُسے بھی تلاش کیا کہین پتا نہ لگا چند روز کے بعد وطن کی کشش نے پھر بغل مین گدگدی کی یعنے شیبانی خان جس نے سمرقند اور بخارا سے تیمور کا نام مٹایا تھا وہ جوش مذہبی مین آکر جہاد کے بہانے شاہ ایران سے جا بھڑا اور لڑائی مین مارا گیا۔ بابر کی بہن کسی لڑائی مین اسکے ہاتھہ آئی تھی۔ اب وہ بندی مین گرفتار رہوئی۔ شاہ نے اُسے بڑی عزت سے بابر کے پاس بھجوا دیا۔ انہین راہ پیدا کرنے کو اتنا سہارا بہت ہوا۔ دو دفعہ شاہ سے مدد لیکر ایسی باگین اُٹھائین کہ گویا بخارا ہی مین بیٹھے تھے۔ مگر قسمت مین سیب سمرقندی اور انگور بخارائی نہ تھے ہندوستان کا دانا پانی لکھا تھا۔ چنانچہ دشمنون نے رعایا کو بھڑکا دیا کہ بابر شیعون کی مدد لیکر آیا ہے اسکا نکالنا واجب ہے۔ یہہ بغاوت ایسی آندھی کیطرح اُٹھی کہ ننگے سر ننگے پاؤن جان لیکر وہان سے بھاگا اور کابل مین آکر دم لیا ؎

بابر سے بھی مسند پر بیٹھکر کھانا ہضم نہ ہوتا تھا۔ چار دفعہ ہندوستان پر آیا اور ہر بار قدم آگے ہی بڑھایا۔ مگر پانچوین دفعہ ایسا آیا کہ پھر جنازہ ہی یہان سے پھرا۔ ان اولاد کے لئے پشتون تک سلطنت قائم کر گیا۔ چنانچہ پنجاب کو صاف کرتا ہوا دلی پر چلا اودھر سے ابراہیم لودی ایک لاکھہ فوج اور ایک ہزار ہاتھی جنگی

لیکر اس دھوم دھام سے نکلا گویا ہندوستان کی آرایش اور زینت کی سامان شاہانہ
کو نکالکر باہر ڈالدیا۔ بابر جب یلغار سے فتح وظفر کا غبار اڑاتا پانی پت پر پہنچا تو ایک
میدان وسیع نظر آیا۔ ادھر ادھر گھوڑا مارکر نشیب و فراز سرداران لشکر کو دکھایا بعد
اسکے سبزہ زمین پر گا گھوڑے سے کود پڑا اور حکم دیا کہ یہین ڈیرے ڈالدو۔ دوسرے
دن صبحکو اٹھکر توطوغین اور نشان سامنے لشکر کے کھڑے کئے تمام سردار انکی
نیچے آکر جمع ہوئے۔ ایک نشان آپ لیا باقی اورون نے لئے۔ چند سردار انکی
مریدی مان کر کھڑے ہوئے اور تاتاری رسم کے بموجب اسی زبان مین کچھہ منتر پڑھے
بعد اسکے فوج کو آراستہ کرکے کمان سے ماپا تو لشکر جرار بارہ ہزار شمار مین آیا
چنانچہ شہر پانی پت کو داہنے ہاتھہ پر رکھا شاہ قلی توپچی اپنی رومی قواعد کام مین
لایا یعنی چمڑے کے رسون سے توپون کا زنجیرہ جمایا اور پورون کے مورچے باندھہ
سلامت کوچے اور خندقین کھودلین۔ رات کو شبخون بھیجا۔ مگر حریف کی فوج چھہ
کوس تک برابر پڑی ہوئی تھی۔ جاتے جاتے صبح ہوگئی شبخون پورا نہ پڑا۔ دوسرے
دن صبح ہوتے خبردار نے خبر دی کہ دشمن نے اپنے دریائی لشکر کو جنبش دی ہے
بابر شیر ببر کیطرح انگڑائی لیکر بستر سے اٹھا۔ ہتیار سجے اور فوج کو مرتب کرکے
سامنے کیا۔ توپین تو جہان کھڑی تھین وہان سے ہل ہی نسکتی تھین دھکا نے
کے مارنے شروع کردئے اور ترکان تاتاری نے دائین بائین سے گرکر
گھیر دیا۔ حریف کا لشکر جب آگے بڑھتا تھا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ چڑھا چلا آتا
ہے مگر جب اسنے کوئی طرف وبتی نہ دیکھی تو تھم گیا۔ اور ذرا ایسا معلوم

* اسوقت تک چنگیزی آئین کے بموجب فوج کے شمار کا یہی قاعدہ چلا آتا تھا ۱۲

ہوتا تھا کہ گویا سوچتا ہے کہ بڑھوں یا نہ بڑھوں۔ ٹھروں یا ہٹ جاؤن۔
بابر نے دفعتہً حملہ کا حکم دیا۔ بارہ ہزار ترک خونخوار۔ اور سوار جرار اُس دریا مین
مچھلیون کیطرح تیرنے لگے۔ اسطرح کی قیامت برپا ہوئی کہ جس سے نجات
کے لئے چالیس ہزار جان ہارون کے ساتھ خود ابراہیم کو جان قربانی مین
دینی پڑی۔ سپاہی اُسکے بھاگتے پھرتے تھے۔ اور ترک تلوارون سے
مارتے پھرتے تھے۔ ایک سردار شمشیر بکف کسی کھنڈر مین جانکلا۔ دیکھا کہ کئی سو
کشتے اور زخمی کٹے پڑے ہین۔ مگر سب سردار اور منصبدار معلوم ہوتے ہین۔
اُنہی مین تاجدار ہند بھی بے تاج بے کلاہ مرا پڑا تھا۔ خدا کی قدرت ہے۔ وہ
میدان جہین صبح تک ابراہیم ابراہیم کا نقارہ بجتا تھا خیمے سراچے سراپردے کھڑے تھے
نشان لہراتے تھے۔ بازار لگے تھے۔ دوپہر تک ہو کا میدان ہوگیا۔ اور زمین وآسمان سے
بابر بابر کی صدا آنے لگی جنہون نے رستمی اور اسفندیاری کے دعووں سے تلوارین باندہین تھین
سب فنا ہوگئے۔ اور جو بچے بھیس بدل بدلکر نکل گئے۔ فتحیاب نے ہمایون ولی عہد کو مع چند
سردارونکے آگرہ روانہ کیا اور آپ دلی مین آیا۔ قدیمی عمارتون کو دیکھا۔ درگاہون کو
سلام کیا اور بادرفتار سے اُترکر آبی سواری مین بیٹھا۔ کہ دریا کی راہ آرام سے آگرہ
پہنچے۔ ابراہیم کے اہل وعیال مع خزانے کے وہین تھے اور گوالیار کا راجہ قلعہ دار
تھا کہ سو برس سے پشت بہ پشت راجہ چلا آتا تھا۔ مگر وہ رفیق بدست میدان جنگ
مین ہمر کے ساتھ رفاقت کا حق گردن سے اُتار چکا تھا چنانچہ ہمایون بے تکلف
قلعہ مین داخل ہوا ستارہ اقبال کا چڑھا ہوا تھا۔ اور دل شیر سے کئی میدان
آگے بڑھا ہوا تھا۔ فوراً دروازونکا بندوبست کر۔ فوج فصیلو پر پھیلادی۔ تو

ابراہیم کی ماں دیرینہ سال بھی زندہ تھی۔ اُسنے جب سُنا کہ حریف کا بیٹا قلعہ
مین آگیا تو ایک دم حیرت کا عالم رہا۔ آخر کچھ نہ بن آئی۔ شرم و حیا کے برقع کو
پھاڑ چادر سر پر ڈالی۔ اور حرم سرا سے نکلی آگے آگے دو خواجہ سرا پیچھے پیچھے
چند یتیم بچے اور بیوہ لاوارثین جگر غم سے داغ داغ۔ اور زبانین ضبط سے
چاک چاک۔ دلون مین آہین مگر منہہ سے دعائین دیتی شاہزادے کے سامنے
آئی اور کہا کہ ای فرزند اقبال بلند۔ اس چراغ سحری کی دعا سے اور باپ فتحمند
کی سلامتی مین ان بیوون اور یتیمون کی جان بخشی کر۔ سعادت مند شاہزادہ
انقلاب فلک کو دیکھکر کانپ گیا اور دنیا کی بیوفائی آئینہ ہوگئی۔ بہت خاطر جمع
کی اور اشارہ کیا کہ انہین حرم سرا مین لیجاؤ۔ اُس سن رسیدہ بی بی نے تھرتھراتا
ہاتھہ چادر سے نکالکر صندل کی ڈبیا مین ایک الماس گراں بہا دیا اور کہا کہ نور چشم
بکرماجیت کے وقت سے اس گوہر بیچراغ کے شہرہ نے عالم کو روشن کر رکھا تھا
علاؤ الدین کے عہد سے شاہان اسلام کے خزانہ مین آیا۔ تین پشت تک ہمنے
بھی امانت داری کی وہ آج ہی کے لئے تھی۔ اب یہہ تمہارا حق ہے غرض ہمایون
اُنہین عزت و حرمت سے بٹھاکر آپ خزانون کیطرف متوجہ ہوا۔

ابراہیم کو روپیہ سمیٹنے کا بڑا شوق تھا اور اسی سبب سے فوج اور رعیت پریشان
بے سامان رہتی تھی۔ چنانچہ خزانون کو دیکھا تو بھرے پائے۔ سب کا بندوبست
کرکے باپ کی خدمت مین آیا۔ سارا حال عرض کیا۔ اور الماس نذر دیکر انعام مین
لیا۔ دریا دل بادشاہون کا قاعدہ ہے کہ زور تیغ سے لیتے ہین اور بید ریغ
دیتے ہین۔ بابر نے خزانون مین سے کئی کئی لاکھہ نقد اور انواع و اقسام کے

تھے۔ ایک ایک ہاتھی اور ہر ایک سردار کو دیئے۔ لشکر میں ترک۔ افغان ہزارہ۔ عرب۔ بلوچ وغیرہ وغیرہ کے لوگ تھے سب کو نہال کر دیا۔ بخارا اور سمرقند میں اپنے خاندانی رشتوں کو عجیب عجیب تحفے بھیجے۔ کابل کی رعایا میں بچے بچے تک ایک ایک شاہرخی[1] پہنچی۔ بعد اسکے دفتروں پر متوجہ ہوا اور بندوبست کے ساتھ خانہ سلطنت کی آرائش میں کرنے لگا ہندوستان کے حالات اور پیداوارون اور صنعتون کی تحقیقاتیں شروع کیں۔ عمارتوں کو دیکھا اور خود اپنے باغ لگائے اور مکانات اور حمام بنائے کہ ہندوستانی آکر دیکھتے اور کہتے کہ آگرہ بھی کابل قندھار ہوگیا۔ یہاں کے لوگ سمجھتے تھے کہ جسطرح محمود اور تیمور آندھی کیطرح آئے اور بگولے کیطرح چلے گئے اسیطرح بابر بھی چلا جائیگا۔ جب اُسکا جماؤ دیکھا تو آدی پور کا رانا جسکے خاندان میں صدہا سال سے راج چلا آتا تھا اُسنے بہت سے ہندو مسلمان سردارون کو سمیٹکر لاکھ آدمی کا جتھا جمع کیا کہ اُس ترک بچے کو مار کر نکال دو۔ بابر نے رفیقون کو بلا کر گفتگو شروع کی چنانچہ پہلی تجویز یہہ ٹھہری کہ جو جو یہان کے لوگ فوج میں شامل ہوئے ہیں انہیں اضلاع میں بھیجدینا چاہیئے تاکہ میدان میں عین وقت پر دغا نکریں۔ بعد اسکے سردارون نے کہا کہ اپنی کمی اور غنیم کی زیادتی ظاہر ہے۔ اسلئے مناسب ہے کہ آپ پنجاب میں جا کر عنایت الٰہی کے منتظر رہیں۔ جان نثار میدان گرم کرین۔ اگر فتح پائیں تو حضور دولت و اقبال کو رکاب میں لیکر تشریف لائیں اور اگر ہم

[1] ایک سکہ تھا جو شاہرخ مرزا۔ امیر تیمور کے بیٹے کے نام سے شاہرخی کہلاتا تھا۔ اور مقدار میں اٹھنی کے قریب قریب تھا۔

شہادت سے سرخرو ہوئے تو پنجاب سے کابل تک کا ملک حضور کو مبارک رہے
اُس ہمت والے نے کہا کہ اے میرے رفیقون جو فتح تمنے کی ہے اُسکی عالم
مین دھوم مچ گئی ہے - مگر اس حرکت کو سنکر ملک ملک کے بادشاہ یہی کہین گے
کہ اتنا بڑا ملک لیکر یہہ خزانے اور جواہرات مارے - اور جب تلوار مارنے
کا وقت آیا تو سردارون کو آگے رکھکر آپ سرک گیا - تیمور و چنگیز کے نام پر
داغ لگانے سے مرجانا ہزار درجہ بہتر ہے - خیر اب جو تمہارا حال سو میرا
حال - یہہ سنکر تمام سردارون نے دعا دی اور فوج مع توپخانہ کے روانہ ہوئی
فتح پور سیکری کے پاس یہہ پرچا لگا کہ دشمن بھی بڑھا چلا آتا ہے اور ہراول
کی فوجون کی ٹکر ہو گئی - بادشاہ یہہ خبر سنتے ہی خود باگین اُٹھایا چاہتا تھا
جو خبر آئی کہ میدان اپنے ہاتھ رہا - غرض جس ڈھنگ سے ابراہیم کی لڑائی
مین لشکر اُترا تھا اسیطرح یہان آتارا مگر شام کو جب فوج کی موجودات لی تو
معلوم ہوا کہ سپاہ کے دل بجھے ہوئے ہین - اُسیوقت سردارون کو میدان مین
بلایا اور ایک پر تاثیر تقریر اسطرح ادا کی کہ اے غریب الوطن بادشاہ کے رفیقو تم دیکھتے ہو
کہ ہم کون ہین اور کہان کھڑے ہین - برسون محنت کی - مدتون مصیبت سہی - اپنی
جان خطرون مین ڈالی - پیارے رفیقون کی جانین دین - تب نامور دشمنون کو زیر کیا
اور وہ ملک تمنے لیا کہ روئے زمین کے سلاطین اُسکی آرزو کرتے ہین - بہادرو
دیکھتا ہون کہ تمہارے دل گھٹے جاتے ہین - تم جانتے ہو کہ ہمت کے گھٹنے کا مضائقہ
نہین مگر دلون کا گھٹنا غضب ہے - خدا نکرے کہ ذرا بھی ہوا پلٹے - پھر زمین و آسمان مین
ٹھکانا نہین - دیکھو تیموری تلوار جسنے یہانتک پہنچایا وہ تمہارے ہاتھ مین ہے

پھر خطر کس بات مین ہے ہان وہ بات ہو کہ بیوفائی سے روسیاہی کے دفتر مین
نام لکھا جائے اور ہڈیان سب کی یہان خاک ہون - دیکھو آخر مرنا - اوّل مرنا - پھر
مرنے سے کیا ڈرنا - مگر تلوار مار کر مرنا ہزار زندگی سے بہتر ہے جیسا انہی لوگونکا
ہے جو آقا کے نمک اور بازؤن کے زور پر لڑے اور مردون کے دفتر مین
نام لکھوا کر خدا کے سامنے سرخرو گئے - لو اب یہہ قران شریف تمہارے سامنے
ہے تم جانو اور یہہ جانے - قران کو دیکھتے ہی سب نے سر جھکا دئے - چہرے
سرخ ہو گئے - اور بہتون کے آنسو نکل پڑے - دوڑ دوڑ کر اسپر سر رکھدئے
اور ہاتھہ رکھہ رکھکر کہا کہ جب تک دم مین دم ہے جو بادشاہ سے پھرے خدا
اور کلام خدا سے پھرے - غرض سب کے دل قوی ہو گئے اور ہنسی خوشی اپنے
اپنے خیمون مین آگئے - نیا نکتہ یہہ نکالا کہ شراب انگوری خاص کابل سے منگائی
تھی وہ دو دن پہلے پہنچی تھی بلکہ ہمایون کو شراب سے نفرت تھی اسے بڑی
منتون سے پلائی تھی ---- اس موقع پر فتح کی منت مانکر توبہ کی اور تمام سونے
چاندی کے باسن تڑوا کر نام خدا دیدئے چند ترکی شعر توبہ کے مضمون مین اسکے کہے
اور آگرہ مین بجای شراب خانے کے تعمیر مسجد کا حکم بھیجدیا - ساتھہ ہی مسلمانو
کے کل محصول معاف کر کے تمام گناہون سے - یہان تک کہ ڈاڑھی منڈائی سے
بھی توبہ کی - مگر شیطان نے ایک شوشہ چھوڑ لیعنے وطن سے کوئی نحوست زدہ
نجومی پہنچا - اسنے تمام لشکر مین ہل چل ڈالدی کہ اس لڑائی مین ہماری شکست ہوگی
لوگ تو بہت گھبرائے مگر بادشاہ نے کچھہ پروا نکی - اور صبحدم ابھی مشرق سے علم
آفتاب بلند نہوا تھا کہ اسنے پھریرا علم کا میدان مین کھولدیا - پہلے [illegible]

تھوڑے سے بہادر ہمراہی۔ سامنا سامنے قائم رہا اور ترک غول کے غول دبائے ہوئے
چارون طرف سے گرنے لگے۔ غنیم نے بھی مردانگی کی داد دی مگر دو پہر ہوتے
لشکر کا طور بے طور ہونے لگا۔ بابر نے دفعتہً نقارہ فتح کا بجا کر ایسا حملہ کیا۔ کہ
سب کے قدم اکھڑ گئے۔ دو کوس تک تو پیچھا کیا۔ شام کو پھرے اور غنیم
کے خیمہ گاہ اور لشکر کے بازارون کو دیکھتے ہوئے رات کو اپنے ڈیرون مین
پہنچے۔ ہوا خواہ آتے تھے اور مبارکبادین دیتے تھے۔ آغا نجومی بھی شرمندہ
صورت آئے بابر نے بہت سی گالیان دین مگر چونکہ نمکخوار قدیمی تھا اسلئے لاکھ
تنکہ دیکر حکم دیا کہ ابھی لشکر سے نکل جائو۔ وہان ایک مینار یادگار رہا اور فتح
کا نقارہ بجاتا۔ اقبال کا نشان اڑاتا گوالیار مین آیا۔ پتھر کا ہاتھی اور شمس الدین
التمش کی مسجد دیکھی۔ اور اس فتح سے فرمانون مین بادشاہ غازی تحریر ہونے لگا
بابر بادشاہ جیسا مزاج کا رنگین تھا ویسا ہی دل کا سخت اور طبیعت کا مصیبت
پسند تھا۔ کئی دفعہ کابل سے گھوڑا اڑایا اور ایک سو ساٹھ میل زمین طے کرکے
دوسرے دن آگرہ مین دم لیا۔ کشتیان موجود ہوتین اور گنگا جیسے دریا پر کہین
ننگی تلوار ہاتھ مین لیکر کود پڑتا پیر کر پار اتر جاتا اور حریف پر دھاوا لاتا
آخر کوچ کے دن نزدیک آئے اور بیمار ہو کر طبیعت بے اعتدال ہوئی اتفاق
یہ کہ انہی دنون مین ہمایون بھی سخت بیمار ہوا۔ حکیم طبیب سب نے اپنی اپنی حکمت
خرچ کی مگر کسی سے کچھ نہ ہوا۔ آخر مشایخون اور بزرگون کو بلا کر پوچھا۔ انہون نے
عرض کی کہ جو چیز حضور کی نظر مین نہایت گران بہا ہو وہ نور چشم پر نثار کیجیے
تو اسکی آئی بلا ٹلے۔ بابر سمجھ گیا کہ یہہ ابراہیم لودی والے الماس کا اشارہ ہے

ہنسکر کہا کہ پتھر کیا مال ہے - لخت جگر پر مین اپنا گوہر جان قربان کرونگا - یہہ کہکر
اُٹھا - تین بار گرد پھرا اور کہا کہ الہی اسکی بلا مینے اپنی جان پر لی - لے لی -
لے لی - بعد اسکے سجدہ کیا اور دیر تک رو رو کر دعا مانگتا رہا - خدا کی قدرت
کہ اُسی وقت سے اُسکا مرض گھٹنے لگا اور اسکا بڑہنے لگا - بیٹے سے کہا کہ
تخت تمہین مبارک ہو - ہمارے لئے حکم دو کہ تختہ تابوت تیار کرین آخر بیٹا
بستر بیماری سے اُٹھ کھڑا ہوا - اور باپ نے بستر عدم مین آرام کیا - تاریخ ہوئی
کہ ۹۳۶ ہمایون بود وارث ملک او - لاش کابل مین بھیجی گئی چنانچہ جہانگیر نے
اُسپر ایسا عالیشان مقبرہ بنوایا کہ اب بھی سیاح لوگ اُسے دنیا کی بے نظیر
عمارتون مین شمار کرتے ہین ۞

اُسوقت تک امیر تیمور کی اولاد مین جو بادشاہ ہوئے - امیر کی رعایت سے
امیرزا کہلاتے تھے بابر نے ہندوستان مارکر اپنے نام پر امیر المومنین کا تاج
رکھا اور شاہی کا تمغا لگایا ۞

نصیر الدین ہمایون

جب ہمایون کے سر پر ہما سلطنت نے سایہ ڈالا تو جشن شاہانہ سے جہان کو روشن
کیا اور اتنے خوان اور کشتیان بھر بھر کر انعام دئے کہ تخت نشینی کی تاریخ کشتی زر
ہوگئی بہادری اور قابلیت کے ساتھ دل کا رحیم اور ہاتھ کا سخی ایسا تھا
کہ بیان سے باہر ہے - جو جو ملک بھائیون نے مانگے اُسنے ہنسی خوشی دیدئے
خطا بخشی کا یہہ عالم تھا کہ اپنے تو در کنار دشمن بھی جب کشت و خون سے دلگی

ہوس نکالکر عذر کرتے تو معاف ہی کر دیتا چند روز کے بعد ملک گیری کو اٹھا
دکن کی مہمون مین فتح کے نشان اڑاتا پھرتا تھا جو پرچہ لگا کہ فرید افغان
شیر خان بنگالہ کیطرف حملے کر رہا ہے - چنانچہ خود فوج لیکر ادھر آیا اور شیر
کے نیچے سے اپنے لشکار چھڑانے لگا - مگر اس ملک کی سرسبزی اور برسات
کی بہار سے آرام طلبی ایسی غالب ہوئی کہ گوڑ کا نام جنت آباد رکھکر خود عیش و
عشرت مین مست ہو بیٹھا - لشکر کچھ تو سفر کے مارے ٹوٹ گیا تھا یہان بنگالہ
کی برسات اور ہوا کے بگاڑ نے انسان حیوان سب کو گرا دیا - چارون طرف
نالے دریا چڑھکر خبرین بھی بند ہو گئین اور جا بجا فساد ہونے لگے ادھر ایک
بھائی آگرہ مین آیا اور ایک ادھر کو بڑھا - شیر خان اور بھی شیر ہو گیا - اور
اسنے بھی ادھر کا رخ کیا - بادشاہ کو یا تو خبر نہ تھی - ہوئی تو سب باتون کی ایک
دفعہ ہی خبر ہوئی - فوج کو دیکھا تو شکستہ حال بلکہ شکستہ دل پایا چنانچہ برسات کے بعد رستہ
کھلتے ہی فوج کے بہادر بھاگنے لگے - اسنے بھائیون کو لکھا کہ جو ملک باپ نے
بڑی بڑی جانین کھپا کر لیا تھا - آپس کے جھگڑون مین مفت ہاتھ سے جاتا ہے
شیر خان بڑی بلا ہے - پہلے سب ملکر اسکا فیصلہ کر لو - پھر تمہاری خوشی سے
مجھے کسیطرح انکار نہین ہو

کوتہ اندیش بھائیون نے شفیق بھائی کی کچھ نہ سنی - ناچار گھر کی خبر لینی واجب
سمجھکر پہلے آگرہ کو چلا - رستہ مین دیکھے تو ایک ایک نالہ دریا - اور ہر دریا
سمندر ہو رہا ہے - ہاتھی اور اونٹون کو بار برداری تو درکنار - اپنی جان
کا اٹھانا بھی وبال ہو گیا - غرض مع لشکر سفر کے دریا مین تیرتا چلا آتا تھا

کہ شیر خان کو خبر لگی وہ سنتے ہی شیر کیطرح جھپٹا اور نہنگ کیطرح ندی نالون سے
اترا۔ فوج اسکی جو دن رات یلغارون پر چڑھی ہوئی تھی اسطرح باگین اٹھائی آئی
کہ ہمایون کو رستہ ہی مین آن لیا۔ امیرون نے بادشاہ کو صلاح دی کہ حریف
برابر دو منزلہ اور سہ منزلہ کرتا ہوا آیا ہے آج ہی اسپر جا پڑین تو بہتر ہے مگر
بادشاہ کے خیال مین نہ آیا۔ شیر خان نے راتون رات کھائیان اور مورچے
تیار کئے۔ دوسرے دن جو اُسے دیکھا تو قلعہ مین بیٹھا پایا۔ ناچار یہہ صلاح
ٹھیری کہ ادھر کشتیان جمع کرتے رہین۔ اور لڑائی کو ٹالتے رہین۔ جب
موقع پائین تو پار اتر جائین۔ شیر خان بھی کچھہ فوج اور کچھہ سامان کے انتظار
مین تھا وہ غنیمت سمجھا اور اس عرصہ مین دو مہینے گزار دئے۔ بعد اسکے یہہ
پیچ کھیلا کہ ایک دن خیمہ ڈیرون سے لشکر کا چہرہ درست رکھا اور خود ایک
فوج جرّار لے۔ پانچ سات کوس کا چکر دے بادشاہ کے پیچھے آ پڑا۔ اور اپنے
پیر کو نامہ دیکر یہہ پیغام بھیجا کہ اگر حضور بنگالہ کا ملک مجھے دین تو آگے کی طمع
نکرون اور سکہ خطبہ حضور کا قائم رکھون۔ بادشاہ اُسوقت مین یہی غنیمت
سمجھا اور قرآن پر مہرین ہوکر عہد و پیمان ہوگئے۔ لیکن آج تو قسما قسمی کرکے
خاطر جمع کی دوسرے دن قرآن کو مع عہد و پیمان طاق پر رکھہ۔ فوج کے تین
حصے کئے۔ عین صبح کا وقت تھا جو تلوارین کھینچ اسطرح آن پڑا کہ بادشاہ
اور سارا لشکر حیران رہگیا۔ اُسوقت سوای گریز کے کوئی رستہ نظر نہ آیا۔ اور
جدھر جسکا منہہ اُٹھا اُدھر بھاگا۔ لاکھون کا ٹڈی دل تھا مارے گئے کیچڑ
مین پھنسکر رہ گئی۔ جو ان بلاؤن سے بچے وہ آنکھین بند کرکے پانی مین کود پڑے

بادشاہ نے بھی دریا مین گھوڑا ڈالا ۔ ستارہ ایسا ڈوبا تھا کہ بیچ مانجھدھار مین جا کر گھوڑا ابھی غوطے کھانے لگا ۔ بادشاہ نے دیکھا کہ لشکر کا ایک سقہ اپنی مشک پر تیرتا چلا جاتا ہے ۔ ہاتھ اٹھا کر آواز دی کہ ای آبحیات کے فرشتے لینا کہ وقت لینے کا ہے اور مانگ کیا مانگتا ہے ؟ اسنے کہا کہ دو پہر کی بادشاہت غرض پیٹھ پر ڈال ہاتھ پاؤن مار ۔ کنارہ پر پہنچا دیا ۔ چنانچہ بادشاہ نے اگرہ پہنچکر وعدہ وفا کیا ۔ اسنے بھی دو پہر کی بادشاہت مین تمام بھائی بندون کو نہال کر لیا ۔ اور اپنا سکہ یہہ ٹھایا کہ مشکین کترواکر چام کے دام چلائے شیرخان نے یہہ بڑی انسانیت کی کہ بادشاہ بیگم اس دارو گیر مین وہین رہ گئی تھی ۔ اسنے نہایت ستر پردہ سے رکھا اور بڑی عزت و حرمت سے ہمایون کے پاس بھجوا دیا ۔ غرض ہمایون نے خلوت مین تمام سردارون کو جمع کیا ۔ اور بھائیون کو بلا کر آپس کے فساد کا انجام اور اس مقدمہ کا نشیب و فراز سمجھایا ۔ انہین شیرخان نے یہہ بھلاوا دیا ہوا تھا کہ اگر تم اس معاملہ مین الگ ہو تو بعد فتح کے پنجاب کا ملک تمہین دیدونگا یہہ سمجھے کہ ہمایون کے آگے ہمارا چراغ جلنا محال ہے اور یہہ کانٹا نکل جای تو شیرخان کچھ مال ہین جس طرح گوش کیطرح جھاڑیون مین بھگا بھگا کر مار لینگے ۔ چنانچہ بھائی سے حیلے حوالے کر کے پنجاب کیطرف پہلو بچا آئے ۔ شیر نے چھ مہینے کے بعد انگڑائی لی اور پچاس ہزار کی جمعیت سے ادھر بڑھا ۔ بادشاہ بھی ایک لاکھ فوج سے بھرنشان اٹھا کر چلا ۔ ادھر سے شیرخان کا بیٹا ہراول آتا تھا ۔ اسکے ہراول نے آتے جاتے ہی للکار کیا اور ساداتکہ مچھلیون کیطرح پیر گنگا پار اتر گیا ۔ مگر جب

دونو فوجونکا مقابلہ ہوا۔ تو مہینا بھر تک آمنے سامنے پڑی رہے۔ اور لڑائی کے
طول نے بادشاہی لشکر کو ایسا دل تنگ کیا کہ لوگ پھر چپکے چپکے سرکنے لگے
اوپر سے برسات آپہی اسنے سب کو اگلا برس یاد دلایا ؛
ایک دن سرشام آسمان کے میدان پر جنگ کا سامان ہوا۔ پنجہ خورشید کے
نیچے پھریرا شفق کا لہرانے لگا۔ پھر بادل رنگارنگ کی وردیان پہن کر آنی
شروع ہوئے۔ رعد کے کڑکیت ابھی کڑکا اپنا نہ کہہ چکے تھے جو رات بھی
اپنا اندھیریا لشکر لیکر نمودار ہوئی عالم دھوان دھار ہوگیا۔ برق مہتاب
اڑانے لگی۔ اور توپین گرجکر اولون کا گراب پڑنے لگا۔ رات بھر یہی عالم
رہا۔ تک صبح ہوتے مشرق کیطرف سے ایک قدرتی گولہ ایسا چلا کہ جسنے سب
کے دھوئین اڑا دئے اور عالم مین پھر امن کی روشنی ہوئی۔ چونکہ جہان
یہہ اترے تھے وہ جگہہ نشیب مین تھی۔ تمام خیمون مین پانی بھر گیا ناچار جگہہ
بدلنے کا ارادہ کیا۔ غرض یہہ تو اپنے اپنے اسباب کے سنبھالنے مین
لگے ہوئے تھے اور عین صبح کا وقت تھا جو شیرخان تمام فوج کو لیکر دفعتہً
آن پڑا سب کے ہاتھ پاؤن بھول گئے اور بے تحاشا بھاگے۔ افغان تلوارین
کھینچ کھینچکر دوڑے۔ پل توڑ کشتیون پر سوار ہوگئے۔ اور جو طوفان زدہ موت
کے دریا مین غوطے کھا رہے تھے بلا کی طرح انکے پیچھے پڑگئے۔ نیزہ برچھی
تیر تفنگ سے شکار کرتے تھے اور تلوار کے گھاٹ سے ملک عدم مین اتار
دیتے تھے۔ جوانمرد بادشاہ نے چاہا کہ آج اسی میدان مین جان دیدے
مگر خدا کو ابھی اُس سے اور اسکی اولاد سے بڑی بڑی کام لینے تھے۔ اتفاقاً

گھوڑا تیر کھا کر بھاگا - دریا کے کنارے پر ایک خواجہ سرا فیل سوار کھڑا تھا - اسنے دیکھتے ہی ہاتھی بٹھا دیا - اور سوار کرکے دریا کیطرف لیچلا - فیلبان سے کہا کہ ہاتھی دریا مین ڈال - اُس نمکحرام کی نیت بگڑی ہوئی تھی حیلے حوالون مین وقت ٹالنے لگا - خواجہ سرا خوجہ تھا مگر ہمت مردانہ مین کسر نہ تھی - اُسی وقت تلوار کھسیٹ فیلبان کو دو ٹکڑے کرکے گرایا اور آپ آگے بیٹھ ہاتھی کو دریا مین ہول دیا - گنگا سا دریا - برسات کا موسم - اور ہاتھی انجانون کے نیچے - غرض کہ ڈوبتے اُچھلتے کنارہ پر پہنچے - مگر ایسی جگہہ پر جا کر نکلے کہ وہان سے کرارا بہت اونچا تھا - اتفاقاً ایک سردار اور دو سپاہی پہلے پار پہنچے تھے - وہ دیکھتے ہی دوڑے - سر کی پگڑیان اور کمر کی پٹکے کھول کر ساتہا بادشاہ کو کھینچکر نکالا اور پھر آگرہ مین آ گئے ؛

اس فتح سے شیر خان شیر شاہ بن گیا - اور آگرہ کا رخ کیا - ہمایون بہت گھبرایا ناچار پنجاب مین آیا کہ بھائیون سے کچھہ صورت بنے - مگر بھائی حضرت یوسف کے بھائی نکلے - اور جب سنا کہ شیر خان یہان بھی آیا تو انہون نے کہا کہ ہم تو کابل - قندھار پر قناعت کرتے ہین تمہین اپنا اختیار ہے - ہمایون حیران رہگیا - ناچار سندہ کا رستہ لیا - اور وہان کے سردارون سے مدد مانگی - مگر نہ اُس ریگستان کی مٹی مین کچھہ سکت تھی نہ اُسمین کچھہ نظر آتا تھا جس امید بر کوئی رفاقت کرے - بعض نے مدد کی بعضون سے لڑائی بھڑائی بھی ہوئی - آخر اُس ویرانے مین جب کھانے پینے کا بھی ٹھکانا نہ دیکھا اور جودہ پور والے کی چند تحریرین پہنچین تو ارادہ کیا کہ ملتان بیکانیر کے ویران ویران رستے سے وہ نگہ

جودھپور پہنچے اور عین ہندوستان کے بیچون بیچ سر نکالے چنانچہ اسی ارادہ پر روانہ ہوا۔ مگر اس تباہی کی تکلیفین حد بیان سے باہر ہین۔ ریگستان کی راہ اونٹ کے سوا گھوڑے کا گزارہ نہین۔ ریت گرمیون کو آگ برسے۔ رات کو کوچ کرنا پڑے۔ ستارون کے حساب پر رستہ چلے۔ کوسون پانی کا پتا نہین۔ غرض جب جیسلمیر پہنچا تو راجہ نے دیکھا کہ ایک ترک بے سروسامان چلا جاتا ہے فوج دوڑا دی۔ یہہ بھی جانون سے نا امید تھے۔ لڑ بھڑ کر انسے پیچھا چھڑایا۔ جب جودھپور دس کوس رہا تو آپ ٹھیر گئے۔ اور ایک آدمی خفیہ خبر لینے کو بھیجا وہان ایک باوفا کہ پہلے ہمایون کا کتابدار تھا۔ اب راجہ کا نوکر تھا۔ یہہ شخص اُس سے جا کر ملا معلوم ہوا کہ پہلے بیشک راجہ وفا پر تھا۔ مگر ایک تو شکستون کے حال مفصل سنے۔ دوسرے شیر شاہ کے وکیل پہنچے۔ اب اسکا قطعی ارادہ ہے کہ اگر ہمایون ہاتھ آئے تو شیر شاہ کے حوالہ کر کے سرخرو ہووے ۔

یہان بے سروسامان خدا کی آس پر جنگل مین پڑے تھے جو رات کے وقت یہہ خبر آئی سب گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اُنہی کٹھن منزلونکو پھر دُہرانا پڑا۔ بلا کے جنگل مین قدم قدم پر نئی منزل۔ اور ایک ایک بات نئی مہم تھی۔ حاملہ بی بی ساتھ تھی جسکی سواری مین ایک نوکر کا گھوڑا تھا وہ بھی اُس نمکحرام نے مانگا۔ ہر چند بادشاہ نے کہا کہ بھائی وقت کو دیکھ اور بات کو سمجھ۔ مگر جب اسنے زبردستی اُتار دیا تو ناچار اپنے گھوڑے پر بی بی کو سوار کیا اور آپ پیادہ ہو گیا۔ ایک اور سردار سے گھوڑا مانگا۔ کیا برا موقع تھا کہ اُس کو رنمک نے بھی آنکھین پھیر لین۔ اور گھوڑا ہاتھ آیا تو قسمت سے مر گیا۔ آخر ایک اونٹ ملا اُسی کو غنیمت سمجھا سوار ہو گیا۔ اسی عالم مین ایک نوکر کو دیکھا کہ

گھوڑے پر ان کو سوار کیا ہے اور آپ ہانکتا چلا جاتا ہے۔ بادشاہ کو ترس آیا۔
بڑھیا کو اپنے پیچھے بٹھا لیا اور کوکہ کو اس گھوڑے پر سوار کیا۔ اگرچہ پیچھے راجہ
کی دوڑ کا بھی کھٹکا لگا تھا مگر پانی کی نایابی غضب تھی بہتوں نے تڑپ تڑپ کر جان دی
اور جو زندہ تھے وہ مردوں سے بدتر تھے۔ جب منزلوں کے بعد گانو آتا تو گنواروں کو گوارا نہ ہوتا
کہ بوند پانی دیں۔ اگر وہ دیتے تو یہاں آپس میں کٹ کر چند پیاسوں کے خون بہتے۔ قسمت سے ایک
کنواں نظر آیا۔ سب وہاں اتر پڑے مگر ادھر کے کنوؤں میں پانی بہت دور ہوتا ہے چنانچہ ایک
آدمی ڈول کھینچ کر لیجاتا ہے۔ ایک کنوئیں پر کھڑا ہوتا ہے۔ جب ڈول نکلتا ہے تو کوئیں
والا ڈھول بجاتا ہے تب کھینچنے والے کو خبر ہوتی ہے کہ وہ ٹھہر جاتا ہے۔ لوگ ایسے
پیاسے ہو رہے تھے کہ جب کوئیں میں سے ڈول نکلا تو دس بیس آدمی ایک دم لپٹ جاتے
تھے۔ چند مرتبہ پانی ضائع ہو کر ڈول کوئیں میں گر پڑا۔ بڑی بڑی جواں مردیاں ہو [illegible]
[illegible] تھے اور [illegible] تھے۔ کئی آدمی کوئیں میں گر کر پیاس کے عذاب سے چھوٹے آخر [illegible]
[illegible] اور سر کی پگڑیاں کمر کے پٹکے لگا کر پانی کھینچا اور جنگلی زندگی تھی انہیں نصیب [illegible]
[illegible] دن کے بعد چلتے چلتے ایک جوہڑ پر پہنچے۔ اونٹ اور گھوڑے مدت سے پیاس [illegible]
پانی کو ترس رہے تھے۔ اتنا پی گئے کہ اکثر جان سے جاتے رہے۔ غرض جیسی تیسی پانی پی [illegible]
[illegible] کر دم آرام لیا۔ مگر صبح ہوئی تو سب کے منہ فق ہو گئے کیونکہ بستر [illegible]
[illegible] کا لاغر تھا جس سے جو [illegible] کا [illegible] نکلا اور [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

مصیبت زدون کی آنکھون مین موت کی تصویر پھر گئی - اور ایک دوسرے کا منہہ دیکھنے لگا - سنو راجپوت انمین سے
گھوڑی مار کر الگ ہوئے اور پھیل کر انہین گھیر لیا - جسنے سامنا کیا وہ تو جان سے گیا
باقی جنگل مین تتر بتر ہوگئی - اور جب جوہر پر انکی زندگی کی آس تھی اُسی اُنہون نے
قبضہ مین کیا - جب بہتون کو مار کر جی ٹھنڈا کیا - تو راجہ کا بیٹا سفید جھنڈا ایک جوان
دیتا ہوا آیا اور کہا کہ تم لوگ ہماری علاقہ مین بے اجازت کیون آئے اور دھرم کی
راج مین گاے کیون ذبح کی - اُنہون نے کہا کہ پیٹ ظالم ہے - جب کھانے کو نہ ملے تو کیا
کرین - بیکسون کی حالت ایسی ہو رہی تھی کہ دشمن کو بھی سوای رحم کے کچھ بن آئی اور جانے کی
اجازت دی - مگر قدرتی دشمن کو کون ٹال سکے - کڑی منزلون کی بلائین سامنے تھین
اور قسمت کی گردش پیچھے پڑی ہوئی تھی - آخر مرتے دُکھ بھرتے چلے - جب قدیمی
نمک حلال اور جانی رفیق تڑپھ تڑپھ کر آنکھون کے سامنے مر لئے تو شاہ دی سپاہ سات آدمیون کے
ساتھ امرکوٹ مین داخل ہوا - راجہ وہان کا اس عالم مین بھی اُسی عالی ہمتی سے پیش آیا کہ جو
خاندانی راجاؤن کو بادشاہون کے ساتھ چاہئے - چنانچہ یہان بیٹھکر بھی چارون طرف
ہاتھ پاؤن ہلائے - مگر قسمت یاور نہ تھی - قدم نہ جمے - آخر جب کہین ٹھکانا نہ ملا تو خدا کا
گھر یاد آیا - حج کا ارادہ کیا اور سب رفیقون کو لیکر قندھار کے رستہ پر چلا ہُو
ایک دن دامن کوہ مین منزل کئے پڑے تھے جو ایک سوار گھوڑا مارے بیرم خان کو پوچھتا
آیا - سیدھا اُسکے خیمہ مین چلا گیا اور کہا کہ قندھار مین عسکری مرزا بادشاہ کے بھائی کو
انکی اس حال سے یہان آنے کی خبر جا پہنچی - چنانچہ اُنہون نے تحقیق کے لئے ایک آدمی بھیجنا
چاہا - چونکہ میرے دل کی عقیدت کی انہین خبر تھی اسلئے بے تکلف مجھ سے کہا - مینے غنیمت
سمجھا اور اُنہی کے خاصے کا گھوڑا لیکر روانہ ہوا کہ جلد پہنچون اور حضور کے حق نمک سے ادا ہون

بیرم خان اُسی وقت بادشاہ کے پاس دوڑا گیا۔ وہ سنکر بہت گھبرایا اور کچھہ سوچکر تیاری کا حکم دیا۔ جو رفیق ہمراہی مین تجویز ہوئی تھے اُنمین گھوڑے بھی پورے نہ تھے۔ غرض رستے کی تکلیف اور گرمی کے سبب اکبر کو توہین چھوڑا۔ آپ بی بی کو ساتھہ لیکر ترکستان کا ارادہ کیا بیرم خان نے اکے پھر عرض کی کہ وطن سے آپکو والد نے کیا پایا جو آپ پاسینگے خدا پر توکل کریں اور ایران کو چلیے کہ وہانکے لوگ مہمان نواز ہین۔ دیکھیے شاہ صفی صوفی نے امیر تیمور کے ساتھہ کیسا سلوک کیا۔ اُسکی اولاد نے حضور کے والد کی ساتھہ دو دفعہ رفاقت کی۔ یہہ بات ہمایون کی بھی سمجھہ مین آگئی۔ سب کو یہان چھوڑا اور اُسطرف روانہ ہوا۔ ان بائیس آدمیون مین کوئی ایسا بھی نہ تھا جسنے پہلے وہ رستہ دیکھا ہو بدرقہ[۱] کا تو کیا ذکر ہے خدا کی قدرت ادھر انکا یہان سے نکلنا کہ عسکری مرزا بھی آن پہنچا۔ روانگی کی خبر سنکر دلمین تو بہت افسوس کیا مگر ظاہر مین کہا کہ مین تو بھائی کے آنے کی خبر سنکر استقبال کو آیا ہون۔ خزانچی کو بلا کر کہا کہ خزانہ لاؤ مگر اسکا خزانہ حمام کا خزانہ ہو رہا تھا خیر۔ بھوکون کے پیٹ کاٹتا تھا اسکا خوب خمیازہ کھینچا۔ اکبر کو لا کے چچا کی گود مین دیا اُسنے ظاہر مین بھتیجے کو بہت پیار کیا اور سبکو لیکر قندھار چلا گیا ؎

ادھر جب ہمایون یہانسے نکلا تو خدا نے ایک بلوچ اپنی قدرت سے بھیجدیا کہ راہبر ہوا اور یہہ بے سامان قافلہ جسکا قافلہ سالار ہمایون بادشاہ تھا سیستان مین پہنچا۔ وہان عمل شاہ ایران کا تھا۔ شاہ کیطرف سے پہلے ہی قدم قدم رستے کے لئے مفصل حکم پہنچ گئے تھے۔ حاکم کو مع فوج سرحد پر حاضر پایا۔ چنانچہ جہان جہان ہمایون پہنچا حاکم شہر پیادہ سرحد پر آتا اور نذر دیکر رکاب پکڑ ساتھہ ہو لیتا۔ جو کچھہ پوچھتا اُسکا

[۱] ان ملکون کے پہاڑ اور جنگلون مین بغیر قافلے کے رستہ نہین چل سکتا ایک شخص اجرت پر ساتھہ لے لیتے ہین کہ جو رستہ بھی جانتا ہے اور ہر طرح کے خطر کا ذمہ دار ہوتا ہے اُسے بدرقہ کہتے ہین ۱۲

جواب دیتا۔ جتنی دور حکم تھا اُتنی دور پیادہ چلکر سوار ہوجاتا اور مع لشکر پیچھے پیچھے
روانہ ہوتا۔ جو باغ یا محل اُترنے کے لئے ہوتا اُسکی آرایش کی کیا تعریف ہو۔ کوسون
مخمل اور زربفت کے فرش پا انداز ہوتے تھے جب وہان پہنچتے تو جشن شاہانہ
دربار ہوتا اور سب نذرین دیتے۔ غرض جس حاکم کو دیکھا۔ بندۂ فرمانبردار تھا۔ اور
جہان پہنچا گویا اپنا ہی گھربار تھا۔ اِسطرح برابر ضیافتین اور مہمانیان ہوتی چلی
آئین بیرم خان کہ رزم مین رستم اور بزم مین ارسطو بنجاتا تھا نامہ لیکر گیا اور جواب
نہایت باصواب لایا۔ غرض وہ شہریار بیکس شہر شہر کی سیر کرتا مشہور مقامونکو
دیکھتا چلاجاتا تھا جب دار الخلافہ پر پہنچا تو دونو بادشاہون مین عجب لطف سے
ملاقات ہوئی۔ جہان خورشید کلاہ ایران میزبان اور امیر تیمور کا پوتا ہندوستان
کا بادشاہ مہمان ہو اُس مہمانداری کی دھوم دھام کیا بیان ہو مگر حق یہہ ہے کہ دارای
ایران نے مہمانداری کا حق اس خوبصورتی سے ادا کیا کہ آج تک تاریخون کے صفحے
اسکی خوبیون سے آراستہ ہین تمام ملک مین حکم دیدیا کہ شکست کا لفظ زبان پر نہ آئے
تاکہ میرے مہمانونکا دل شکستہ نہو۔ ایکدن شاہ ایران نے ایوان شاہی مین
ہمایون کی ضیافت کی جب دسترخوان اُٹھا تو ارباب نشاط اپنے اپنے کمال دکھانیکو حاضر
ہوئے چنانچہ ایک نے یہہ غزل گانی شروع کی ؎ ہمایون منزلی کان خانہ را ماہی
چنین باشد٭ مبارک کشوری کان عرصہ را شاہی چنین باشد٭ شاہ اور تمام
اہل دربار سنکر اُچھل پڑے۔ مگر دوسرا شعر اسنے یہہ گایا کہ ؎ ز رنج و رحمت گیتی
مشو خندان مرنجان دل٭ کہ آئین جہان گاہی چنان گاہی چنین باشد٭ یہہ سنکر

٭ ہمایون کے نام کی رعایت سے اسمین یہہ شعر لکھا تھا۔ ہمای اوج سعادت بدام ما افتد۔ اگر ترا گذری بر مقام ما افتد٭

ہمایون کے دلپر ایسی چوٹ لگی کہ آنسو بھر آئے - شاہ کو بھی اس بات کا بہت رنج
ہوا - فوراً اُس گوییے کو اُٹھا دیا - اور دوسری چیز کی خاطر ہوگئی ۔۔۔۔۔ ایکدن
دونوں بادشاہ برابر بیٹھے تھے کہ ہمایون کا زانو مسند سے نیچے تھا - بیرم خان کو تاب
نہ آئی اُسی وقت کمر سے چھری نکال اپنا زرین ہنگا کاٹا اور آقا کے زانو کے نیچے بچھا دیا
یہہ نمک کا جوش شاہ کو بھی بہت بھایا اور ہمایون سے فرمایا کہ ایسے جان نثار تمہاری
ساتھ تھے پھر کیا ہوا کہ یہانتک نوبت پہنچی - اُسنے جواب دیا کہ انکی رائی پر عمل نہ کیا - اور
بھائی جو قوت بازو ہوتے ہین وہ درپے خرابی ہوگئے شاہ نے کہا کہ اس ملک کے لوگون نے
بھی رفاقت نہ کی ؟ ہمایون بولا کہ وہ قوم غیر مذہب غیر جنس ہے - اُنسے ہم لوگونکا اتفاق
ممکن نہین - شاہ نے کہا کہ جب بادشاہ غیر قوم مین داخل ہو تو واجب ہے کہ اُنسے اتحاد
اور یگانگی پیدا کرے - اگلی دفعہ تم بھی اس بات کا لحاظ ضرور رکھنا - تھوڑی دیر مین دسترخوان
بچھا - سام مرزا اُسکا بھائی کمر بستہ کھڑا تھا - اُسی وقت سلابچی آفتابہ سامنے لایا اور ہاتھ
دھلوائے - چنانچہ شاہ نے اشارہ کیا کہ دیکھو بھائیون کو اسطرح رکھتے ہین - ہمایونکی تفریح طبع
کے لئے کئی دفعہ شکار جرگہ بھی کیا اور آئین پہلے اپنے ساتھ ہمایون کو شکار کھلوایا - پھر بیرم خان
کو پھر اپنے بھائی سام مرزا کو اجازت دی - پھر حکم عام ہوگیا - غرض کئی برس کے بعد جب
مہمان خود مہمانیان کھاتے کھاتے تھک گئے تو شاہ نے بڑی شان و شوکت سے رخصت کیے

لہ صورت اُسکی یہہ ہوتی ہے کہ دامن کوہ مین پندرہ بیس کوس کا ایک جنگل جال اور جھاڑیون سے گھیرتے
ہین پچاس پچاس ساٹھہ ساٹھہ کوس کے گرد سے وحشی جانور گھیر کر اسمین ڈالتے ہین اور گذرگاہون کو شکاری
روک روک کر بیٹھ جاتے ہین بیچ مین بلند بلند مقام شاہ اور خاص خاص شاہزادونکے لئے بناتے ہین - بعد اسکے
شاہ اور شاہزادے اور امیران دربار اسلحہ شکار اور بہت سے شکاری کتے لیکر وہان پہنچتے ہین - پہلا
شکار بادشاہ مارتا ہے - پھر درجہ بدرجہ شاہزادے اور امرا کھیلتے ہین - پھر حکم عام ہوجاتا ہے - چنانچہ
ہمایون کی خاطر سے کئی معرکے ایسے ہوئے ۱۲

بارہ ہزار قزلباش کا لشکر ایک جانباز بہادر کی سرداری سے ساتھ کیا
اور شگون کے لئے اپنے شیرخوار بیٹے کے نام پر سپہ سالاری کرکے ساتھ کردیا
ہمایون نے بھی وعدہ کیا کہ بعد فتح کے قندھار شاہزادہ کے نام پر کرکے سلطنت
ایران سے متعلق کردیا جائیگا۔ غرض آتے ہی قندھار کا محاصرہ کیا اور کئی مہینے
کے بعد فتح کیا۔ عسکری مرزا ننگی تلوار گلے مین ڈال معافی کے لئے سر دربار حاضر ہوا
ہمایون کابل مین آیا وہان کامران کامرانی کرتا تھا اُسنے مقابلہ کیا۔ چند روز تک
محاصرہ رہا۔ آخر یہہ بھی قلعہ کو نہ تھام سکا۔ دیوار توڑ کر رات کو نکل بھاگا۔ فتحیاب لشکر
شہر مین داخل ہوا۔ گھر گھر عید ہوگئی۔ شام کو بادشاہ بھی پہنچا شہر کے لوگون نے چراغان
سے رات کو شب برات کرکے دلون کی عقیدت کو روشن کیا۔ ہندوستان مین شیر شاہ
کا بیٹا بھی کئی برس بادشاہت کرکے مرگیا تھا اور ہندوستان پانچ بادشاہون مین
بٹ گیا تھا ہمایون کے آنے کو لوگون نے غنیمت سمجھکر طلب کیا۔ چنانچہ دو تین میدان
مار کر دلّی پر قابض ہوگیا۔ چارونطرف فرمان جاری کئے۔ پرانے قلعہ کی مرمت اور
تعمیر کرکے دین پناہ نام رکھا ہمایون کو علم ہیئت کا بہت شوق تھا۔ چنانچہ سات
ستارون کے بموجب سات محل بنوائے تھے اُن مین ہر ستارہ کے مناسب کاروبار
اور دربار ہوتے تھے۔ مثلاً اگر جمعرات کو کہ مشتری سے منسوب ہے علما اور مشائخ کی
صحبت ہوتی تھی۔ تو جمعہ کو زہرہ سے منسوب ہے۔ ارباب نشاط سے عشرت ہوتی تھی
غرض شیر منڈل جسکی ایک ٹوٹی پھوٹی عمارت اب بھی باقی ہے وہان کتبخانہ تھا۔ شام کو
زہرہ طلوع ہونے والا تھا۔ اُسکے دیکھنے کے لئے کوٹھے پر چڑھا۔ جب اترنے لگا تو زینہ
سے پاؤن پھسل گیا۔ اور ایسا ... گرا کہ بیہوش ہوکر پھر ہوش مین نہ آیا۔ اُسی وقت اُٹھ

ساری طبیب جمع ہوئی مگر کوئی دوا کارگر ہوئی۔ اور چوتھے دن مرگیا۔ تاریخ یہہ ہوئی کہ ؏ ہمایون بادشاہ از بام افتاد ؎

اکبر اُسوقت جالندھر کے پہاڑون مین افغانون سے لڑ رہا تھا۔ اہل مصلحت نے اُدھر تو اُسی وقت عریضہ لکھا۔ ادھر بادشاہ کا مرنا مشہور نہ کیا یہی کہتے تھے کہ ضعف بہت ہے اسلئے دربار نہین کرسکتے۔ تسکیبی شاعر بادشاہ سے بہت مشابہ تھا۔ اُسے کبھی کبھی دیوانعام کے کوٹھے پر لباس شاہانہ پہناکر بٹھا دیتے۔ سب نوکر نیچے میدان مین کھڑے ہوکر مجرا کرلیتے اور یہی جانتے کہ بادشاہ بیٹھے ہین جب اکبر کلانور مین تخت نشین ہوگیا تب اس راز مخفی کو کھولا ؎

جلال الدین اکبر بادشاہ

جبکہ ہمایون جودھپور کی مصیبت بھر کر امرکوٹ مین پہنچا تو پل کے پل ستارہ نے آنکھہ کھولی یعنے اکبر پیدا ہوا۔ شاہ بے سپاہ کے نمک حلال رفیقون نے آکر مبارکبادین دین۔ اُسکے پاس کوئی رسم ادا کرنیکا سامان نتھا۔ چپ ہوگیا۔ لیکن کمر مین ایک مشکنافہ یاد آگیا۔ وہی نکالا اور شگون کے لئے ذرا ذرا سا مشک سبکو بانٹ دیا۔ خدا کی قدرت دیکھو۔ اُس نحوست کے وقت مین کسے خیال ہوگا کہ اس بچے کے شمیم اقبال بوی مشک کیطرح تمام عالم مین پھیلے گی۔ چندہی روز کے بعد قندھار کا سفر پیش آیا اُس منزل دنیا کے تازہ وارد کو باپ کا ساتھہ دینا پڑا

ہین یہ دستور ہی کہ ایسے موقع پر ضیافت عام کرتے ہین اور دولتمند اپنی نوکرونکو جوڑی دیتے ہین۔ بلکہ جو کچھہ پہنے بیٹھے ہوتے ہین وہ اُسکے اُتار کر دیتے ہین ۱۲ ضلع گوردا سپور ۱۲

مگر راہ مین ہمایون تو مرزا عسکری یعنی بھائی کے ڈر سے ایران کو بھاگ بیٹھے
کو گرمی کے سبب جان نثارون کے حوالے کیا اور مان کلیجہ پکڑ کر روتی دھوتی
خاوند کے ساتھ چلی گئی پیچھے مرزا عسکری یعنے چچا آیا۔ رہا سہا اسباب
بھائی کا سمیٹ قندھار کو چلا گیا اور بھتیجے کو کابل مین دوسرے چچا کامران
کے پاس بھیجدیا۔ یہہ نونہال اقبال کا وہان پرورش پاتا اور ایسی باتین کرتا کہ دیکھنے
والون کو تعجب آتا۔ کامران کا بیٹا اس سے کئی برس بڑا تھا۔ اور یہہ دودھ پیتا تھا۔ ایکدن
چچا نے دونو کو کشتی لڑوایا۔ اسکی انا۔ ہمایون اور بیگم کی یاد مین اور اپنے قید مین
آٹھ پہر روتی رہتی تھی۔ اسنے شگون لیا اور دلمین کہا کہ اگر اسوقت اکبر نے
اس لڑکے کو پچھاڑ دیا تو جانونگی کہ اسکے باپ کا اقبال بھی ضرور پلٹے گا۔ خدا کی
شان اسنے حریف کو اسطرح اٹھاکر پٹکا کہ دیکھنے والے حیران رہ گئے۔ کہتے ہین کہ جب
ہمایون ایران سے پھرا اور کابل کا محاصرہ کیا تو باہر سے قلعہ پر توپین مار رہی تھی
کہ فصیل پر کوئی بیٹھا ہوا معلوم ہوا جب اسپر مارنے لگے تو کبھی توپ نچک جاتی کبھی
کبھی گولا اگل دیا۔ سب حیران ہوئے آخر معلوم ہوا کہ اسطرف سے گولونکی بہت بوچھاڑ دیکھکر
بیرحم چچا نے بھتیجے کو بٹھلا دیا ہے ؎

جب فتحیاب شہر مین داخل ہوئے تو بیگماتین محلسرا مین جا اترین اسوقت عجب لطف ہوا
یعنے بادشاہ بیگم بھی انہی مین ملکر بیٹھ گئین۔ اب اکبر سوا چار برس کا تھا۔ انا انگلی پکڑے
لائی اور کہا کہ لو اماجان کو پہچانو۔ اور انکی گود مین جا بیٹھو۔ اکبر نے بیچمین کھڑے
ہوکر سب کو [illegible] دیکھا اور دوڑ کر سیدھا ماں کی گود مین جا بیٹھا

[illegible] ساتھ کئی برس تک فتوحات مین اپنے اقبال سے مدد دیتا پھرا

جب دلّی میں آئے تو باپ دارالخلافہ میں حکمرانی کرتا تھا اور افغان جو پنجاب کے
دامن کوہ میں چھپے تھے یہہ انپر دشمن شکاری کی مشق کرتا پھرتا تھا - کہ دفعتہً باپ کے
مرنے کی خبر پہنچی - بیرم خان اتالیق تھا چنانچہ اکبر اسے خان بابا کہتا تھا اور
وہی کاروبار کا منتظم تھا - اُسنے فوراً سرداروں کو جمع کرکے شہزادے کے سر پر تاج شاہی
رکھدیا اور دلّی کیطرف تختِ رواں کا رُخ کیا - رستے میں خبر لگی کہ ہیمو بقال نے
آگرہ لیکر دلّی کیطرف باگیں اُٹھائیں - جالندھر کے مقام پر عرضیاں پہنچیں کہ دلّی
کے حاکم نے آگے بڑھکر میدان کیا تھا مگر خود شکست کھاکر پنجاب کو بھاگا - اور ہیمو
دلّی میں آگیا - اکبر تو لڑکا تھا سُنتے ہی چپ ہوگیا مگر تمام سرداروں کی آنکھوں میں
تیمر شاہی معرکے پھر گئے - اور کہا کہ دشمن ایک لاکھ سوار اور ہزار ہاتھی کی فوج رکھتا ہے
اسکے ساتھ اس حال سے مقابلہ کرنا اپنے خون سے ہاتھ دھونا ہے - بہتر یہہ ہے کہ
یہانسے کابل کو پھرو - سال آئندہ میں آکر خبر لینگے - اکبر نے بیرم خان سے علیحدہ کہا
کہ دادا کا نام اور والد کا کام تمہارے دم سے بنا اب تم کہو کہ صلاح کیا ہے - اسنے
کہا کہ تمام دربار میرے حاسدوں سے بھرا ہوا ہے - آپکے والد کی قدردانی سے میرا گزارہ
تھا - اس معرکہ کا سنبھال لینا بھی کچھ بڑی بات نہیں مگر یہہ لوگ میری بات پیش
نہ جانے دینگے - اکبر نے ہمایوں کی روح کی قسم دیکر کہا کہ تم کسیکی پروا نکرو اور
بے تامل جو مناسب دیکھو وہ کرو - خانخاناں نے پھر جلسہ میں آکر تقریر کا سلسلہ ہلایا
سب نے کہا کہ بیگانے ملک میں مرکر لاشے چیل کووّں کو کھلانے سے کیا حاصل -
بہتر یہہ ہے کہ کابل میں چلکر بیٹھو اور اُدھر سے لشکر لیکر سال آئندہ میں مہم کرو - بیرم خان
نے کہا کہ جسملک کو دو دو دفعہ لاکھوں جانیں دیکر لیا اُسے بے [illegible] ہے مارے دشمن کے

حوالہ کرنا مردانگی کا منہہ کالا کرنا ہی - بادشاہ تو آج بچہ ہی مگر ہم تم بوڑھے سردار ہین -
آقا نے عزتین ٹرھا کر ایران توران تک ہمارا نام روشن کیا لوگ کیا کہین گے سفید
ڈاڑھیون پر یہہ روسیاہی اُٹھانی ٹری حیف کی بات ہے - اکبر اسی چھوٹی سی عمر مین
سنبھلکر ہو بیٹھا - اور کہا کہ خان بابا میری اُسی تمہارے ساتھہ ہے اب کہان
جانا اور کہان آنا - بغیر مرے مارے ہندوستان نہ چھوڑینگے - یا تخت یا تختہ نیچے
سے اس کلام سے بڈھون کی خشک رگون مین خون مردانگی دوڑ گیا بیرم خان خانخانان
اُسیوقت تلوار ٹیک کر اُٹھہ کھڑا ہوا اور کوچ کا حکم ہو گیا - رستہ مین ادھر کے بھاگے
ہوئے سردار آکر ملنے شروع ہوئے خانخانان نے بہت شرمندہ کیا اور کہا کہ سبحان اللہ
آقا کے بعد اُسکے بیٹے کے ساتھہ جوانمرد اسی طرح حق نمک ادا کرتے ہین - غرض
کسیکو سزا کسیکو دلاسا دیتے چلے ٭

ہیمو دھوسر بھی نام کو بقال تھا مگر ہمت کا پورا اور عقل کا ٹوکرا ہی تھا - دلی لیکر دل
اور بھی قوی ہو گیا تھا بڑے بڑے افغانون کو توپخانہ دیکر آگے بڑھایا مگر انہون نے
ہراول سے ہاتھی چھنوا دیئے - پانی پت کے ڈیرون دونو لشکرون کا مقابلہ ہوا - ہیمو
نے پہلے توپون کا زنجیرہ باندھا - پھر ہاتھی جنکا اُسے بڑا گھمنڈ تھا اور کئی بادشاہون
کے گھر بگاڑ کر جمع کئے تھے انہین دیوار فولاد کیطرح قائم کیا - ایک ہاتھی پر کہ ڈیل ڈول
مین ابر سیاہ - اور رفتار مین بجلی تھا - او[illegible] نام ہوا ہی رکھا تھا - خود صندوقی
ہودج مین بیٹھکر قائم ہوا - طرفین کے بہادر داد مردانگی کی دینے لگے اسی حالت مین
ایک قضا کا تیر ہودج کو توڑ کر ہیمو کی بھینگی آنکھہ مین لگا - خون جاری ہوتے ہی تمام
[illegible] ہیمو نے آپ تیر کھینچ رومال سے آنکھہ باندھلی - اور ہودج

مین کھڑا ہوگیا۔ اِدھر اُدھر پھرتا تھا اور سرداروں کو پکارتا تھا۔ مگر ہاتھی تیرون کی بوچھاڑ سے بھاگا۔ ایک ترک بیخبر بھاگتا ہاتھی دیکھکر دوڑا اور فیلبان پر تیر جوڑا۔ وہ چلایا کہ نہ مارنا۔ مطلب تیرا ہی پاس ہے۔ یہہ سنکر خوش ہوگیا۔ تین کوس پیچھے بادشاہ تھے۔ ہاتھی کو گھیر کر وہان پہنچایا۔ اور باندھکر سامنے حاضر کیا۔ خانخانان نے اکبر سے کہا کہ پہلی مہم ہے۔ حضور خود شگون فرماوین۔ کہ جہاد اکبر ہو۔ وہ ہنسکر بولا کہ بندھے ہوئے دشمن پر؟ غرض بادشاہ نے تلوار چھوادی۔ خانخانان نے بیٹھے بیٹھے ایک ہاتھ ایسا مارا کہ اُسکا سر زانو مین گرکر کابل پہنچا۔ اور بالاحصار کے دروازہ پر لٹکا۔ بدن دلی بھیجدیا کہ اُس فتح عظیم کی خبر خاص و عام کو ہوجائے خود دارالخلافہ مین آیا اور دوبارہ تخت نشینی کا جشن کرکے اہل مراد کی مرادین پوری کین۔ بعد اسکے صوبون کے بندوبست شروع ہوگئے۔ بڑے بڑے راجہ۔ مہاراجہ۔ ٹھاکر سردار حاضر دربار ہوئے ہر علم اور ہر فن کے صاحب کمال خدمت مین رہنے لگے ٭

اکبر اگرچہ خالص ترک بچہ تھا اور علم سے بے بہرہ مگر اُسی وقت سے سب کے ساتھ محبت اور ملنساری کے ڈھنگ ڈالتا تھا۔ بیٹھتا تو تاریخی داستانین اور علمی باتین سنتا۔ اُٹھتا تو ہاتھی لڑاتا۔ شیر مارتا۔ باز اُڑاتا۔ ملک گیریان کرتا۔ اور ملک بخشتا۔ دکن کیطرف اکثر علاقے فتح کرکے ابراہیم مرزا اور حسین مرزا وغیرہ تیموری شاہزادون کو دے رکھے تھے اور احمدآباد گجرات مین اپنے کوکہ مرزا عزیز کو صوبہ کیا تھا و

اکبر کی یلغار احمد آباد گجرات پر

اکبر ایک دن دربار کر رہا تھا اور اکبری نورتن[1] سے سلطنت کا بازو آراستہ
تھا جو دفعۃً پرچہ لگا کہ دکن کے حشری باغیون نے بہت سی جمعیت پیدا کی ہے
چنانچہ حسین مرزا اختیار الملک دکنی کو شریک کرکے انکا سردار ہوا ہے اور ملک
مار کر مرزا عزیز کو اسطرح قلعہ بند کیا ہے کہ نہ وہ اندر سے نکل سکے نہ باہر سے مدد جا سکے
مرزا عزیز نے گھبرا کر ادھر اکبر کو عرضیان اودھر ماں کو خط لکھنے شروع کئے۔ اکبر اسی
فکر مین تھا۔ جو محل مین جی جی[2] نے رونا شروع کر دیا کہ جسطرح ہو میرے بچے کی خبر لو
بادشاہ نے دیکھا کہ سارا لشکر بھیجونگا تو سمیٹ استقدر جلد نہیں ہو سکتا اسلئے دو ہزار
کار آزمودہ اور منچلے بہادر تو اسیوقت روانہ کردیئے۔ ساتھ ہی سرحد کے حاکمون کو لکھا
کہ جتنی کوتل سواریان ہون تیار کرکے اپنی اپنی انتخابی فوج سے سر راہ حاضر رہین۔ خود
تین سو جان نثارون سے کہ تمام نامی سردار اور منصبدار تھے۔ سانڈنیون پر بیٹھ کے کوتل
گھوڑے لگا۔ نہ دن دیکھا نہ رات جنگل اور پہاڑ کاٹ ستائیس منزلونکو لپیٹ۔ نوین دن
گجرات کے کنارے پر جا کھڑا ہوا۔ شمار کیا تو تین ہزار جوان علم شاہی کے نیچے مرنے
مارنے کو کمربستہ پائے اسوقت کسی نے تو کہا کہ کچھ جان نثار آیا چاہتے ہیں انکا انتظار
کرنا چاہئے کسی نے کہا شبخون مارنا چاہئے۔ بادشاہ نے کہا کہ انتظار نہ
شبخون چوری ہے۔ اسیوقت ہتیار سلاح خانے سے منگوا

---

[1] ابوالفضل فیضی خانخانان کوکلتاش حکیم ہمام حکیم ابوالفتح
[2] [illegible] تھا [illegible] اسکا دودھ پیا تھا

بیٹا سولہ برس کا نوجوان تھا اُسے ہراول بنایا - دائین بائین کی تقسیم کرکے خود
سو سوار سے الگ ہوا - اور نقارہ کا حکم دیا - خان اعظم کو آدمی بھیجا کہ ہم آ پہنچے
تم اندر سے نکلو - اسپر ایسا ڈر چھایا تھا کہ قاصد بھی پہنچے تھے - ان نے بھی خط
لکھے تھے مگر یقین ہی نہ آتا تھا - یہی کہتا تھا کہ دشمن غالب ہے کیونکر نکلون - آخر جب
احمد آباد تین کوس رہا تو نقارہ اکبری پر چوٹ پڑی اور گورکھے کی گونج سے گجرات
گونج اٹھا - اسوقت تک بھی غنیم کو اس یلغار کی خبر نہ تھی - ڈنکے کی آواز سے اسکے لشکر
مین کھلبلی پڑ گئی اور حسین مرزا خود گھوڑا مار کر آیا احمد آباد کے نیچے ایک دریا بہتا تھا
اُسکے کنارہ پر آکر کھڑا ہوا - ابھی نور کا تڑکا تھا اور ایک بادشاہی سردار پار اُتر کر
میدان دیکھتا پھرتا تھا حسین مرزا نے دیکھکر آواز دی کہ بہادر یہہ کسکا لشکر ہے
اور سرلشکر کون ہے - اسنے کہا کہ لشکر بادشاہی اور شہنشاہ آپ سرلشکر ہین - مرزا نے
کہا کہ چودھوان دن ہے میرے جاسوسون نے انہین آگرہ مین چھوڑا ہے - سردار مذکور نے
ایک قہقہہ مارا - مرزا نے کہا کہ اگر بادشاہ ہین تو ہاتھی مراتب کہان - اور وہ جنگی ہاتھی
کہان ہین جو رکاب سے جدا نہین - سردار مذکور نے کہا کہ آج نوان دن ہے حضور کی رکاب
مین تمام رکھا - ہاتھی کیا ہاتھ مین اٹھا لاتے - شیر جنگ بہادر بھی ہاتھیون سے کچھ کم نہین کس
نیند سوتے ہو اٹھو آفتاب سر پر آگیا - مرزا الشاہی پھرا اور اختیار الملک کو محاصرہ پر
چھوڑ کر خود سات ہزار فوج سے سامنے آکر جمگیا - بادشاہ کو انتظار تھا کہ خان اعظم اُدھر سے
[illegible] مگر جب وہ دروازہ ہی سے سر بھی [illegible] نکلا تو بادشاہ نے کشتی کا انتظار بھی نکیا
...کونکا قاعدہ ہے کہ حملہ کے وقت دو بلغہ آگے رکھتی
...علاوہ معلوم ہوا کہ صلاح خانہ کا داروغہ اضطراب مین

کہین بھ[illegible] اکبر نے کہا کہ آگے بڑھو۔ یہی شگون اچھا ہے کہ سامنے میدان صاف
ہے۔ غرض [illegible] بادشاہ کی جمعیت قلیل دیکھکر مرزا خود پندرہ سو فدائی مغلونکو لیکر سامنے
آیا اور [illegible] سکا بائین پر گرا۔ ساتھ ہی گجراتی اور حبشی فوج بازون پر آئی۔ ادھر سے
بھی تیر کی کلہ بکلہ جواب دینے لگے۔ اکبر نے دور سے دیکھا کہ ہراول پر زور پڑا
راجہ بھگوانداس مان سنگھ کے باپ سے کہا کہ اپنی فوج تھوڑی ہے اور غنیم ہزارون
ہین۔ چلو ہم تم ملکر جا پڑین کہ پیچھے سے مدد کی چوٹ کڑی پڑتی ہے۔ ان دنو مین
خواجہ معین الدین چشتی سے بہت اعتقاد تھا اور یا معین کا وظیفہ ہر وقت زبان
پر تھا۔ آپ اور سو سوار یا معین یا معین کے نعرے لگاتے جا گرے۔ اکبر کا نام سنتے ہی مرزا
کے ہوش اڑ گئے۔ فوج بکھر گئی اور خود بے سر و پا بھاگا۔ رخسارہ پر ایک زخم بھی آیا
گھوڑا مارے چلا جاتا تھا کہ ایک چھوٹا سا درخت سامنے آیا۔ گھوڑا اچکا۔ اسنے چاہا کہ
اڑ جائے۔ مگر نہ ہو سکا اور خود گر پڑا۔ بادشاہی سپاہی پیچھے مار مار چلے جاتے تھے۔ اسی وقت
پکڑ لیا اور باندھکر سامنے لا حاضر کیا۔ ہر شخص کہتا تھا کہ مینے پکڑا ہے۔ اکبر نے ہنسکر کہا
کہ مرزا تم آپ بتاؤ تمہین کسنے پکڑا ہے۔ اسنے کہا کہ مجھے تو حضور کی نمک نے پکڑا ہے۔ غرض
ایک ایک کی جانبازی اور جانفشانی کے حال عرض ہوتے تھے اور سپاہی جو گرد و پیش
حاضر تھے دو سو بھی نہ تھے کہ پھر ایک پہاڑی کے [illegible] سے غبار کی آندھی اٹھی کسی نے کہا
کہ خان اعظم نکلا ہے کسی نے کہا کہ غنیم آیا۔ ایک سوار علم شاہی کے ساتھ دوڑا اور آواز کی طرح
پہاڑ سے پھرا معلوم ہوا کہ محاصرہ کو چھوڑکر اختیار الملک ادھر پلٹا ہے۔ بادشاہ نے خود کرنا
اٹھا کر [illegible] کی اور للکارا کہ تیرونکی بوچھاڑ پر بوچھاڑ جا رہا ہے سنبھال سنبھالکر سمٹے بندوق
[illegible] یا معین یا معین کہتے دوڑے۔ نقارچی بھی گھبرایا کہ نقارہ پر چوب تک

بھی لگانی بھول گیا - بادشاہ نے اُسے بھی ٹھکانے لگایا اور خود بجلی کیطرح کڑک کر پہنچا - چند متواتر فتحوں سے ہندوستان میں یہہ دھاک بندہ گئی تھی - کہ اکبر نے تسخیر آفتاب کا عمل کیا ہے - جونہی اختیار الملک نے سنا کہ اکبر اس عمل مین خود موجود ہے - یا تو طوفان کیطرح چڑھا آتا تھا یا بخت برگشتہ کیطرح پیچھے ہٹا - اور بھاگتا گرفتار ہو کر مارا گیا - جب ساری معرکے طے ہو چکے تو خان اعظم نے بھی صحیح سلامت قلعہ سے نکلکر سلام کیا اکبر نے گلے لگایا اور ملک اُسی کے سپرد کر کے پھر ملغار ہی کرتا ہوا فتحپور کو پھرا - پاس پہنچے تو جو لوگ رکاب مین تھے سب کو وکھنی وردی سے سجایا وہی چھوٹی چھوٹی برچھیان ہاتھوں مین دین - اور خود انکا افسر ہو کر شہر مین داخل ہوا - فیضی نے دربار عام مین یہہ قصیدہ پہلے گزرانا ٭ نسیم خوشدلی از فتحپور مے آید ٭ کہ بادشاہ من از راہ دور می آید ٭ غرض اسطرح کی فتوحات سے کہ جنپر ہزار رستم و اسفندیار کی جان قربان ہو - تمام ہندوستان کو تسخیر کیا اور بنیاد سلطنت کی فقط اسبات پر رکھی کہ کسیکی خوشحالی و فارغ البالی مین فرق نہ آوے اپنے بیگانے سب آسودہ حال ہین - محاصل کے انتظام - اجناس کی پیداوارین آمدنی کی تدبیرین زمینون کی پیمایش - محصولون کے بندوبست - اور حساب کتاب کے آئین - ایسے ایسے باندھے کہ اسوقت تک کسی بادشاہ کو نہ سوجھے تھے - ہر قسم اہل کمال کی قدردانی کرتا اور ہر مذہب کی رعایت کرتا - چنانچہ جزیہ کل ہندؤن سے موقوف کردیا - راجہ اپنی اپنے راج پر برقرار تھے - اور خلوت و دربار مین ساز تھے - اپنے علما کے علاوہ بڑی بڑی گنی پنڈت اور گو سے گنوان

٭ فتحپور آگرہ سے کئی کوس پر ایک مقام تھا کہ اکبر نے خود عمارات شاہی اور امرا کی مکانات عالی سے باغ ارم کیطرح آراستہ کیا تھا عجیب بات یہہ ہے کہ اُسکے ساتھ ہی سب عمارتین خاک مین مل گئین اور نابود ہو گئین ۱۲

خدمت مین حاضر [illegible] - اشرفیون کا ڈھیر سامنے لگا رہتا ہر شخص قسمت کے دامن
بھر کے لیجا [illegible] ری لنگر خانے جابجا جاری تھے - انواع و اقسام کے کھانے پکتے
اور ہند [illegible] ا لوگو بٹتے - جب ہندوؤن سے صحبتین زیادہ ہوئین تو معلوم
ہوا کہ اس بڑلنے ویرانے مین بڑا خزانہ ہے مگر دھرم وان پنڈت پتا نہین بتاتے
اسلئے ایک دفتر ترجمہ کا مقرر کیا جسمین ہند فاضل عربی فارسی سنسکرت زبان دان
اور بڑی بڑی گنتی بدیا وان پنڈت مترجم مقرر کئے - اور مکتب خانہ اسکا نام رکھا
چنانچہ سنگھاسن بتیسی کی پہلیون نے ایرانی کپڑے پہنے - اور بہت سی کتابین سنسکرت
عربی - ترکی سے فارسی مین ترجمہ ہوئین انجیل و توریت کے ترجمون کے لئے شاہان
فرنگ سے خط کتابت کی - ابتدا مین دینداری اور خوش اعتقادی کا دریا جوش مین تھا
لاکھون روپے درگاہون مین چڑھاتا - فقرا کی بہت خدمت کرتا - اجمیر تک کئی مرتبہ منزل
منزل پیادہ گیا فتحپور سیکری مین ایوان شاہی کے پاس سب سے الگ ایک عمارت بناکر
عبادتخانہ نام رکھا - وہان رات کو اکیلا شب بیداری کرتا - اور ایک سل باہر پڑی تھی
اسپر بیٹھکر نور سحر سے دل روشن کرتا - تمام مشایخ اور علما اور امرا جمعہ کی رات کو جمع ہوتے
مکان عطر سے معطر اور بخورون سے گلزار ہو جاتا عقلی اور نقلی اور تاریخی تذکرون سے
دل خوش کرتے - لوگ انعام و اکرام سے نہال ہو جاتے - اور نفیس نفیس کتابین اہل علم کو تقسیم
ہوتین - مگر ان لوگون نے اپنی نشستون کے مقام اور عزت و احترام مین جھگڑے نکالے - اسلئے
حکم دیا کہ امرا آفتاب کے رخ - سادات قبلہ کے رخ - علما جنوب کی جانب - مشایخ شمال
مین الگ الگ ایوان مین بیٹھین - آپ نوبت بہ نوبت ہر ایک جلسہ مین آتا اور ہر چمن
سے پھول چنتا - ہمیشہ جماعت سے نماز پڑھتا - سات [illegible] امام تھے ہر شخص ہفتہ مین ایک ایک دن

نماز پڑھاتا۔ ہر سال حج کو قافلہ جاتا۔ ایک دو امیر اُسپر میر حاج ہوتے۔ حاجیونکو
سفر خرچ دیتا اور لاکھوں روپیہ کا نقد وجنس بھیجتا ایک دفعہ چھہ لاکھہ روپیہ بھیجا
کہ وہان محتاجون کو تقسیم ہو اور ایک عمارت عالی تعمیر ہو۔ جب قافلہ کو رخصت کیا
تو آپ عین حالت حج کی وضع بنائی ہی دو چادرونکا لباس ننگے سر ننگے پانو۔
تھوڑی دور قافلہ کا ساتھہ دیا اور جب باآواز بلند لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَاشَرِيكَ
لَكَ لَبَّيْكَ کہنا شروع کیا تو دیکھنے والونپر ایک عالم طاری ہوا اور اُس انبوہ
سے غلغلہ وزاری کا بلند ہوا **لطیفہ** عبادتخانہ کے جلسہ مین مرزا مفلس نام
ایک فاضل کامل کچھہ تقریر کرتا تھا حاجی ملا ابراہیم کہ کج بحثی مین لاجواب تھا۔ اُسنے
سوال کیا کہ موسیٰ کیا صیغہ ہے۔ مرزا مفلس اُسوقت جواب مین بھی تہیدست
نکلے۔ ناانصافونمین حاجی صاحب کی فوقیت کا شہرہ ہوگیا۔ دوسرے دن اکبر نے
کسی اور عالم سے کہا کہ تم رات کے جلسہ مین نہین آئے ؟ اُسنے ہاتھہ باندھکر
عرض کی کہ حضور جب وہان حاجی ابراہیم مجھہ سے یہہ پوچھے کہ عیسیٰ کیا صیغہ ہے
تو مین کیا جواب دون ؟ بادشاہ اور سب صاحب فہم بہت محظوظ ہوئے۔ مگر یہہ بہار
چند روز سے زیادہ نرہی۔ کیونکہ حسد تو معلم الملکوت سے علم کے ساتھہ چلا
آتا ہے۔ ان اہل علم نے مباحثون کے مجادلے بنا دئے۔ ایک عالم جس مسئلہ کو
ثابت کرتا دوسرا اُسی پر تکفیر کرتا۔ اور نامعقول تقریرون سے اتنا غل ہوتا کہ آواز سنائی
نہ دیتی۔ بادشاہ نے تنگ ہوکر حکم دیا کہ جو ایسے مباحثے کرے اُسے اُٹھا دو۔ آخر
اِن لوگون سے بے اعتقاد ہوتے ہوتے مذہب کیصورت بالکل بدل گئی و
نیز شاہی عہد میں چند متعصب ملا کا بڑا زور تھا کہ اُنکے سبب سے اکثر صاحب جوہر

جلا وطن پھرتے تھے اس طالب کمال کے پاس ابو الفضل اور فیضی جیسے لوگ پہنچے
اور ہر مذہب کے باکمالون کو دخل ہوا - آخر رفتہ رفتہ یہہ خیال ہوگیا کہ کوئی مذہب اہل
کرامت سے خالی نہین - چنانچہ قربت کے سبب سے پہلے ہندؤن کے اہل علم آگے
بڑھے اور گفتگوئین ہونے لگین **لطیفہ** ایکدن گاہ کی تعظیم مین پنڈت تقریر کر رہے
تھے - ایک فاضل طبیب نے عرض کی کہ ہماری کتابون مین بھی لکھا ہے کہ اسکا دودھ
شفا ہے مگر گوشت نرا مرض ہے - ایک ہندو ظریف بولا کہ حضور اگر گاہ مین کچھہ
عظمت نہوتی تو قران مین سب سے پہلی سورہ بقر کیون ہوتا - اکثر ہندؤن نے پرانے
پرانے اشلوک نکالے جنمین اکبر کی بادشاہت کی پیشین گوئی تھی - چنانچہ چند برہمن الہ آباد
سے آئے اور عرض کی کہ مکند برہم چاری جسنے اپنا تمام بدن کاٹ کاٹ کر ہون کردیا تھا
اسنے یہہ اشلوک بھی لکھکر دیا تھا اسکا خلاصہ یہہ ہے کہ مین عنقریب ایک بادشاہ با اقبال
ہوکر آؤنگا اسوقت تم بھی حاضر ہونا - چنانچہ اسی گیان پر حضور کا دھیان سکے بیٹھے
ہین - حساب کیا تو اُسکے مرنے اور اکبر کے پیدا ہونے مین فقط تین چار مہینے کا
فرق تھا - بعض لوگون نے اعتراض کیا کہ برہمن کو ملیکش یعنی مسلمان کے گھر مین جنم لینا
خلاف قیاس ہے - عرض کی کہ اُسنے اپنی طرف سے تدبیر کی مگر تقدیر سے ہون کی
جگہہ کچھہ ہڈیان اور لوہا وغیرہ گرا تھا یہہ اسکا اثر ہے ؎

ایک بالاخانہ خوابگاہ کہلاتا تھا اکبر خود اسمین بیٹھتا تھا اور ایک برہمن کو چارپائی پر[1]
بٹھاکر اسمین رسیان باندھتے اور کھینچ لیتے تھے وہ معلق رہتا اور آفتاب اور ستارون
اور دیوتاؤن کے منتر سکھایا کرتا - چنانچہ تسخیر آفتاب کا منتر اور اسکے ایک ہزار ایک نام سیکھے

[1] شاستر مین حکم ہے کہ جو شخص شاستر کا فیض ملیکش کو دیگا دوسرے جنم مین یہہ ہوجائے وہ پاپی ہوگا - چنانچہ یہہ سبب
یہہ بند و بست کیا تھا

پڑھنے شروع کئے - اکثر شرق کو منہہ کرکے سویا کرتا - کہ آفتاب خدا کا مظہر ہے اور
زراعت و میوہ بلکہ کل کاروبار عالم کے اُسپر منحصر ہین - غرض محلون مین رانیان تھین
دربار مین راجہ تھے - چند روز کے بعد قبلہ عالم سے مہابلی بنگئے اسلام کی رسمون کو سلام کرکر
ڈاڑھی کے ساتھ رخصت کر دیا - عیدون سے زیادہ جشن نوروزی اور ہندی تہوارون
کی دھوم دھام ہونے لگی - جشن کے دن قبا و خفتان کے ساتھ عمامہ سر سے بڑھا
جامہ پہن - کھڑکی دار پگڑی سر سے باندھی - مبارک گھڑی سمجھ لگن دیکھکر پوجا کے بعد
برہمن نے پیشانی پر ٹیکا لگایا - جواہر نگار کنگنا ہاتھ مین باندھا - ادھر بادشاہ نے
تخت پر قدم رکھا ادھر گڑھی مین ڈنکا پڑا - اور ہون ہونے لگا - تلادان مین منون
سونا اور جواہرات چڑھتا اور دربار مین نچھاور ہوتا - دسہرہ کو باز ہاتھ پر لیے
قلعہ کے برجون پر شراب رکھی جاتی - بادشاہ کے سبب ایرانی و تورانی سب اہل دربار
اسی رنگ مین رنگے گئے اور پان کی گلوری اسکا جز ہوگئی - گائے کا گوشت اور
لہسن پیاز وغیرہ بہت سی چیزین حرام اور بہت سی حلال ہوگئین - بلکہ جب والدہ کا
انتقال ہوا تو پندرہ ہزار اہل دربار کے ساتھ بھدرا کروایا - انہی دنون مین
گجرات کیطرف سے آتش پرست آئے - انہون نے کیانی بادشاہون کے ساتھ
پرانا رشتہ نکالا اپنے مذہب کی روشنی سے نیا نور پھیلایا - انکی بہت سی باتین ہندوون
کے مطابق ہی تھین - حکم ہوگیا کہ قدیم رسم فارس کے بموجب آتشکدہ بنے اور آگ
اسکی ہرگز بجھنے نہ پائے - چنانچہ ابوالفضل اسکے مہتمم ہوئے - دفتر سے سنہ ہجری موقوف
ہوکر سنہ الٰہی اکبر شاہی قائم ہوا - بلکہ کل اکبری آئین کا نام آئین الٰہی رکھا - ملک و جگ سے
ہجری بھی اڑا دیا - آخر انہون نے کتب آسمانی پیش کرکے انکے مطالب بیان کئے

اور بزرگوں کی تصویریں اپنی رکھیں۔ جسوقت حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم کی تصویر
نکالی تو تعظیم کے لئے دو زانو اٹھ کھڑا ہوا اور اسقدر شوق ہوا کہ ابو الفضل کو توریت
وانجیل کے ترجمہ پر حکم ہوا۔ چنانچہ اول ہی اسنے یہہ مصرع کہا ؎ ای نامی تو ژند و
کرستو۔ دوسرا مصرع سوچتا تھا جو فیضی برابر سے بولا۔ سبحانک لا شریک یا ہو
بادشاہ کا دل دنیا کی رنگا رنگی کا ایک عجائب خانہ تھا۔ چنانچہ ان لوگوں نے یہہ نیرنگ سمجھایا کہ آپ
خلیفۃ اللہ ہوں اقبال کی یاوری ہی برابر فتحیں ہوتی گئیں۔ جو بات منہہ سے نکلی وہ پوری ہوئی
خوشامدی سب بڑھے ہوئے جن تھے۔ انہوں نے اپنا تاریخی تجربہ ذہن نشین کیا کہ ہزار برس کے بعد دنیا میں
ایک اولوالعزم خلیفہ خدا اور صاحب مذہب پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ اب آپ خلیفہ ہیں۔ شاہ
خورشید نگاہ جس نے بہت مذہبوں کا نور اٹھایا تھا۔ اسبات سے نہایت خوش ہوا اور دین الٰہی
اکبر شاہی کا انتظام شروع کر دیا۔ کہ آفتاب کی تعظیم اسکا جزو اعظم تھا کلمہ اسکا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
اَکْبَر خَلِیْفَۃُ اللہ تھا سلام علیک میں اللہ اکبر اور جل جلالہ پر کفایت ہوتی حکم
تھا کہ شراب اتنی پیو کہ بدمست نہ کرے۔ شیر اور سور شجاع جانور ہیں اسلئے انکا گوشت
بھی شجاعت بخشتا ہے۔ جو مرید کہ دین الٰہی میں آتے وہ چیلے کہلاتے تھے ؎

دین آئین کے حکم تو ہزاروں تھے۔ مگر خاتمہ اسپر ہے کہ جو شخص مر جاے اسکے گلے میں کچھ اناج اور
کچی اینٹیں باندھکر پانی میں ڈبو دیں۔ پانی نہ ہو تو جلا دیں ؎

ایک مرید خاص مر گیا تو اسکی قبر میں جالی بھی رکھی گئی کہ آفتاب کی روشنی پہنچتی رہے۔ بلکہ
چراغ کی لو بھی منہہ کو لگائی کہ روشنی اور آگ پاک کرتے ہیں ؎

عالم بھی ایسے ایسے جمع ہو گئے کہ قاضی نظام بدخشی ایک بڑا فاضل صاحب تصنیف تھا جسکا خطاب
غازیخان تھا چنانچہ سجدہ زمین بوس کا مصنف وہی تھا۔ ملا عالم کابلی اسپر افسوس کیا کرتا تھا کہ یہہ نکتہ

مجھے پہلے نہ سوجھا تھا۔ داڑھی منڈانے کے لئے بھی چند وجوہات پیدا ہو گئیں۔ سورج کے
رنگ کے بادشاہ کو پھر تو دیکھنی عبادت تھی ہو گئی۔ اب دریا کے کنارے ایک مکان میں بیٹھتے تھے۔ اسکا
جھروکہ درشن تھا کہ لوگ وہاں سے جمال کے درشن کریں اور وہ سورج دیوتا کے درشن
کرتے ہیں اگرچہ بیربل بھی دین الٰہی کے رکن اعظم تھے۔ مگر ابوالفضل خلیفہ تھے کہ انہی کے
ذریعے سے چیلے پیش ہوتے تھے۔ مریدوں کے لئے چار منزلیں اخلاص کی تھیں ترک مال
و عیال۔ ترک زن۔ ترک ایمان اور اسمیں شہزادے امرا اور رکن دربار داخل ہوتے
چنانچہ خلیفہ کی تصدیق سے اقرار نامہ لکھکر دیتے۔ خلاصہ مضمون اسکا یہ ہوتا تھا کہ میں فلاں
ابن فلاں عقیدت دل سے اقرار کرتا ہوں کہ اسلام مجازی و تقلیدی کو چھوڑ کر دین الٰہی اکبر شاہی
میں داخل ہوا۔ اور چاروں خلوصوں کو صدق دل سے قبول کیا۔ چیلوں کو بجائے شجرہ کے ایک تصویر بادشاہ
کی ملتی تھی اور اللہ اکبر کا وظیفہ ہوتا تھا۔

لطیفہ۔ خان اعظم اکبر کا کوکا اور سپہ سالار ایک سیدھا سادھا مسلمان تھا کہ داڑھی اسکی بہت
ہی تھی۔ وہ کسی علاقہ پر تھا۔ کئی دفعہ بادشاہ نے اسے بلایا۔ وہ کئی بار سبب نہ آسکا آخر فرمان تا
کیدی میں یہ بھی لکھا گیا کہ معلوم ہوتا ہے تمہیں داڑھی کا بوجھ ہلنے نہیں دیتا۔ جب یہاں تک نوبت آ
ئی تو ناچار ہو کر بیچارہ حج کو چلا گیا مگر آکر سجدہ بھی کیا۔ داڑھی کو بھی صفائی دی۔ اور مریدوں میں
بھی داخل ہوا۔

ایک دن تجویز ٹھہری کہ نماز جمعہ کے بعد بجائے خطبہ کے خود بدولت کچھ آپ ارشاد کریں چنانچہ
تمام مجمع ہوئی مگر جب خلیفۃ اللہ منبر پر چلے تو دفعۃً تھرتھرانے لگے۔ اور جو کچھ سوچا تھا ایک حرف
زبان سے نہ نکلا آخر فیضی کے چند شعر پڑھکر اتر آئے۔ کہ وہ بھی اور لوگ بناتے گئے۔
وہ بھی عبادت کرتے تھے مگر ڈھنگ اسکا نرالا رکھا تھا یعنی آفتاب کے سامنے دو زانو تھے

کانونپر رکھکر کھڑی ہوتے کچھ اچھلتے کچھ چکر کھاکر کانونپر ٹکے مارتے جاتے تھے
اپنا سربھی تالو پر سے منڈاتے تھے کہ بزرگون کی روح تالوین سے نکلا کرتی ہی ۔
بدیا وان پنڈتون نے ایکہزار ایک نام انکا بھی تصنیف کیا کہ وہ چیلونکا وظیفہ تھا
جب آپ عبادت کرکے باہر آتے تو چیلے انہین دیکھتے ہی سجدہ مین گر پڑتے ۔ عبادت کا وقت
صبح اور آدھی رات تھی ۔ ان دونو وقتون مین اذان کی جگہہ نوبت اور باجے بڑی زور شور سے
بجتے تھے ۔ جانور کا ذبح اتوار کو تمام ملک مین منع تھا کہ خلیفۃ اللہ کے جنم کا دن ہی ۔ جشن ولادت
مین مہینا بھر تک ذبح کی ممانعت رہتی تھی ۔ حکم تھا کہ ذبح کرنے والے کا ہاتھہ اور جو شریک
ہو اُسکی انگلی کاٹ لو ۔
چونکہ ان باتون کے لئے کرامات کا لازمہ بھی ضرور ہی ۔ اور انہین سے یہان کچھتہ تھا اسلئے
صاحب کرامت فقیرون اور جوگیون و غیرہ کی بہت تلاش رہتی تھی ۔ لوگون نے کہا کہ خطا اور تبت
مین لامی گروہ ترک دنیا کرکے پہاڑون مین دو دو سو برس تک زندگی کرتے ہین اور بڑی بڑی عمرین
پاتے ہین ۔ اسلئے بادشاہ نے بھی محلونمین جانا چھوڑ دیا ۔

لطیفہ ایک نکار اسی شہر لاہور مین مشہور ہوا کہ دریا کے کنارے پر باتین کرتے کرتے دفعتہً
بے بل وہ کشتی پار جا کھڑا ہوتا ہی اور وہین سے آواز دیتا ہی کہ تم گھر جاؤ اب ہم جاتے ہین
بادشاہ نے اُسی بلاکر خلوت مین بہت دم دئے اور اخیر مین دھمکا کر سمجھایا ۔ تب اُسنے بیٹے
کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ سب اس دوزخ کیوسطے ہے ۔ اور حقیقت حال یہہ کھلی کہ آپ تو باتین کرتے
کرتے پانیمین کود کر ادھر ادھر چھپ جاتا تھا ۔ بیٹا اُسکا ہم آواز تھا ۔ وہ پار کھڑا رہتا تھا اور وہان
سے آواز دیتا تھا ۔ لوگ جانتے تھے کہ شاہ جی نے کرامات دکھائی ۔

سلہ اس حکم کی تعمیل بہت کم ہوتی تھی فقط زبانی دھمکی تھی ۱۲

باوجود ان باتون کے کمال اور ہنر کا طالب اور شجاعت کا نہایت قدردان تھا
جب اسکی قدردانی سے اہل فرنگ کی آمدورفت جاری ہوئی تو ایک باجا آیا اسکا نام
ارغنون تھا لفظ ہین تو ارگن کا معرب معلوم ہوتا ہے۔ مگر اسمین بہت کچھ کھٹراگ تھا یعنے
ایک بڑا صندوق تھا اور جدھر سی کھولکر بجاتے تھے آدھر مور کی دم یا کسی اور جانور کے پر
لگے تھے۔ کہ انہین انگلیون سے دباتے تھے۔ اس سے ایسے نغمہ ہای رنگین نکلتے تھے کہ سننے والے
حیران رہجاتے تھے۔ پھر مشہور ہوا کہ اسکے اندر دو آدمی بھی ہین انکا کچھ تصرف ہی۔ انہی
لوگون نے باتون پر اثر کر دیکھنے والون کی عقل اڑائی شاہزادہ مراد اور چند امیرزادون
کو فرنگیون فرنگی کا شاگرد کیا کہ یونانی زبان سیکھین حکیم علی گیلانی نے ایک حوض
ایسا طلسمات کا بنایا کہ پانی سے لبریز تھا اور اندر ایک پہلو مین وسیع حجرہ کھلا تھا
مگر پانی اسمین جا سکتا تھا۔ دریای راوی مین ایک جہاز بنوا کر ڈالا کہ یہان سی روڑی
اور گوڑھی بندر کو رستہ جاری ہوجائے مگر پانی کی کمی سے مشکل پہنچا سنبھل نسکا*
ایکدن گفتگو آئی کہ ہر ملک کے لوگونکی زبان جدا جدا ہی۔ اسلئے انسان کی طبعی زبان
کا بھی دریافت کرنا چاہیے چنانچہ شہر کے باہر بہت دور ایک مکان عالیشان کو سب ضروری
سامان سے آراستہ کیا۔ بہت سی لڑکے اور لڑکیان پیدا ہوتے ہی ماں باپ سے لیں اور
انہین بہت احتیاط سے وہان رکھا۔ بچون کی دائیان اور اہل خدمت اور پہرہ کی سپاہی
بھی گونگے ہی رکھے کہ انسان کی آواز تک کان مین نہ پہنچے۔ اور مکان کا نام گنگ محل
رکھا جب وہ بچے پانچ پانچ سات سات برس کے ہوئے تو انہین دربار مین منگواکر سامنے
چھوڑا۔ سب جنگل کے جانورون کیطرح غائین غائین کرتے تھے۔ ایکطرف سمجھ مین آتا تھا
جشن کے دنو مین مینا بازار لگتا تھا چنانچہ تمام امرا دکان داربنتے۔ جوجو عجائبات

بہم پہنچاتے وہ لاکر سجاتے - اہل صنعت کے جوہر کھلتے - جرثقیل اور طلسمات کے
عمل ہوتے - علم ہیئت کے آلات رکھے جاتے - علم کیمیا اور نیرنجات کے شعبدے
کام میں آتے - جب مردانہ بازار ہو چکتا تو محل کی عورتیں آتی تھیں انکا بازار گرم ہوتا

لطیفہ ایک اچھوت لڑائی میں مارا گیا - بی بی اُسکی حاملہ تھی - جب بچہ پیدا ہوا
تو دیکھا کہ جہاں جہاں باپ کے زخم لگے تھے - وہیں بیٹے کے نشان موجود ہیں
تذکرہ اسکا دربار میں پیش ہوا - اسنکر کہا کہ باپ کے جو زخم لگے تھے تو بدن پر لگے تھے
نہ کہ روح پر - اس بچہ میں اگر اسکی روح خیال کریں تو بدن پر زخموں کے نشان ہونے سے
کیا علاقہ ؟ آپ ہی نقل بیان کی کہ جب خود حمل میں تھا تو ایکدن ہمایون بادشاہ
محل میں آئے - دیکھا کہ بادشاہ بیگم اپنے پانو کا تلوا سوئی سے گود کر سرمہ سے پھول بناتی
ہیں - سبب پوچھا تو کہا کہ جی چاہتا ہے ایسا ہی پھول میرے بچہ کے پانو میں بھی ہو - خدا
کی قدرت کہ جب اکبر پیدا ہوا تو بعینہ وہی نشان تلوے میں موجود تھا ؎

اکبر کی شجاعت اور دلاوری کے معرکے بھی ایسے ہیں کہ انہیں فقط زور اقبال کہنا چاہیے چونکہ اُس زمانہ
میں لڑائی کے وقت ہاتھیوں سے بڑا کام نکلتا تھا اسلیئے اُسکو بھی ہاتھیونکا کمال شوق تھا
خود سوار ہو کر لڑاتا تھا اور مست ہاتھی کہ جنکے پاس فیلبان نہ جاتے تھے - یہہ سایہ کیطرح برابر
جاتا - اور دانت پر ہاتھ رکھتے ہی گردن پر بیٹھا نظر آتا - مست ہاتھی لڑتے ہوتے تھے - اور
یہہ ایک سے اُچھلکر دوسرے پر جا بیٹھتا تھا ایکدفعہ مست ہاتھی جھٹکر شہر میں آیا اور لوگوں کی
جان و مال ضایع کرنے لگا فیلبان جابجا ڈر سے جرات نکر سکتے تھے - اکبر سنتے ہی محل سے نکلا
اور جسطرف اُسکی آمد تھی اسطرف بازار میں آکر ایک کوٹھے پر کھڑا ہو گیا جون ہی ہاتھی برابر آیا
جھٹ جست کرکے پیٹھ پر جا بیٹھا اور اُس دیو کو دباکر زیر کیا **لطیفہ** ایکدن دو راجپوت نوکری

کے طالب آئے۔ اکبر نے پوچھا کہ کیا جوہر دکھا سکتے ہو۔ راجپوت جانبازوں نے نیزہ لیکر
ایک انی اپنے سینہ پر رکھی اور دوسری دوسرے رفیق کے سینہ پر۔ ساتھ ہی تلوارین کھینچ
گھوڑوں کو ڈپٹا۔ دونوں چھد کر بیچ نیزہ پر آگئے۔ اور خود ایک ایک تلوار مین ڈھیر ہو کر
رہ گئے۔ اس بیجگری پر بادشاہ کو بھی جوش آگیا۔ جانتا تھا کہ کوئی تلوار اس طرح میری سامنے
نہ کھڑا ہو گا۔ اسلئے دیوار مین ایک تلوار کا قبضہ گڑوا کر پھل اسکا باہر رکھا۔ اور پسلیکے پر سینہ
رکھکر چاہتا تھا کہ آگے حملہ کرے جو راجہ مان سنگھ دوڑ کر لپٹ گیا اکبر نے اسی اٹھا کر دے مارا
اور نہایت خفہ ہوا کہ تو نے میری دلاوری کا جوہر کیون نہ کھلنے دیا۔ شیر کے شکار کا عاشق
تھا اکثر چیتے اور شیر شمشیر سے شکار کئے۔ چنانچہ اگر اُسکی بہادری کے کارنامونکو کوئی
پھیلائے تو ایک شاہنامہ تیار ہو جا۔ آخر پچاس برس کی سلطنت کے بعد ۱۰۱۴ھ مین خود شیر اجل کا
شکار ہو گیا۔ تاریخ ہوئی کرع الف کشیدہ ملایک فوت اکبر شاہ۔

نورجہان بیگم

ملک ایران مین خواجہ محمد شریف نام ایک عہدہ دار بادشاہی تھا۔ چونکہ آدمی بالیاقت
اور صاحب تدبیر تھا۔ بڑھتے بڑھتے شاہ کے دربار مین وزارت کے مرتبہ کو پہنچ گیا چند
روز کے بعد اُسکا انتقال ہوا۔ مگر وارثوں سے فلک نے دغا کی۔ مرزا غیاث اُسکا بیٹا ایسا تباہ
ہوا کہ معاش کی تلاش مین گھر سے نکلا۔ اور ایک قافلہ کے پیچھے پیچھے مع عیال ہندوستان
کو روانہ ہوا۔ بی بی حاملہ تھی۔ اسی حالت مین ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ بے سامانی کا سفر
جنگل کا مقام۔ مجلو کیسے بیٹھنے والے ماں باپ ساری رات جنگل مین روتے دھوتے
کاٹی۔ صبح ہوتے پھر روانہ ہوئے مگر لڑکی جو ایسے نحوست کی وقت مین پیدا ہوئی تھی

اُسکا بچنا سخت مشکل ہوا۔ آخر باپ نے حالت اور بیٹی ذات کے انجام کو سوچا۔ کہا کہ خدا پر توکل کرو۔ اور اسکی قسمت کے حوالہ کرکے یہیں چھوڑ دو۔ ہر چند ممتا کی آنچ کو دستی اُتارنے نہ دیتی تھی۔ مگر جب کچھ بن نہ آئی تو ماں نے بھی کلیجہ کے ٹکڑے کو زمین پر رکھدیا اور روتی چلی گئی۔ ایک رات کی جان مشکل میں پڑی ہوئی تھی۔ تھک جاتی تو ہاتھ چوسنے لگتی تھی مگر قسمت سرہانے کھڑی ہنستی تھی کہ جلد ہی تو جس محل میں تجھے ملکہ بنا کر بٹھانا ہے۔ وہ ابھی تعمیر نہیں ہوا۔ پیچھے پیچھے قافلہ بھی آتا تھا۔ اس صبح کے ستارے کو زمین پر پڑا دیکھکر سب حیران ہو گئے۔ ایک سوداگر کے دل میں خدا نے رحم ڈالا۔ گود میں لے کے منزل پر آیا۔ اس جنگل بیابان میں دودھ کہاں! سارے قافلہ میں اس بات کا چرچا تھا۔ کسیکو مرزا غیاث کا بھی خیال آیا۔ سوداگر سے کہا کہ وہ فلک زدہ جو قافلہ کے ساتھ ہو اسکے عیال بھی ہمراہ ہیں۔ اگر سپرد کرو تو عجب نہیں کہ اس بچے کی جان بچ جائے۔ غرضکہ پھر لڑکی اُسکے حوالہ ہو گئی۔ اتنی برکت تو پیدا ہوتے ہی معلوم ہوئی کہ کچھ کھانا قافلہ سے آنے لگا اور ایک سواری بھی ملگئی۔ سوداگر نے جب مرزا غیاث کی لیاقت اور خاندان کا حال معلوم کیا۔ تو بہت افسوس کیا۔ اور ہندوستان میں پہنچکر اکبر کے دربار میں پہنچایا۔

ہمایوں بادشاہ جب ہرات میں پہنچا تھا تو خواجہ شریف یعنی مرزا غیاث کا باپ ہرات کا حاکم تھا۔ اور اسوقت میں بادشاہ کی بہت خدمت کی تھی۔ چنانچہ اب مرزا غیاث نے باپ کے حقوق کو سفارش میں پیش کیا۔ اور چونکہ خود بھی صاحب اور خوشنویس اور شاعر خوش تقریر تھا دیوان بیوتات[1] ہوگیا جسطرح اور امرا کی بی بیاں محلمیں جایا کرتی تھیں اسیطرح مرزا غیاث کی بی بی بھی جایا کرتی تھی۔ بلکہ اسکا ایک بیگم سے بہناپا بھی ہو گیا تھا۔ اور چونکہ اس عرصہ

---

[1] ایک عہدہ ہے جس سے ۳۶ کارخانے بادشاہی متعلق ہوتے ہیں ۱۲

مین لڑکی بھی بڑی ہو گئی تھی اُسکا نام مہر النسا رکھا تھا چنانچہ ماں کے ساتھ بیٹی بھی
جایا کرتی تھی۔ مگر اسی عالم مین حسن خداداد کے ساتھ اسکے آن و انداز کو دیکھکر ساری
بی بیان کہتی تھین کہ دیکھئے یہہ بجلی کدھر گرتی ہے۔ ایکدن مینا بازار مین پھرتی تھی جہانگیر
ان دنون شہزادہ تھا۔ دو کبوتر ہاتھ مین لئے روش پر جانکلا۔ اسوقت سرور کے
عالم مین تھا۔ مہر النسا کا الہیلے پن سے چمن مین پھرنا بہت بھایا۔ آپ پھول توڑنے لگا
اور اس سے کہا کہ بی لڑکی ذرا ہمارے کبوتر تو لئے رہو مہر النسا نے کبوتر اُسکے ہاتھ سے
لے لئے۔ اتفاقاً ایک کبوتر پھڑک کر ہاتھ سے چھٹ گیا۔ جب شہزادہ ادھر متوجہ ہوا تو پوچھا
کہ ہین۔ میرا کبوتر کیا ہوا۔ اُسنے کہا صاحب عالم وہ تو اُڑ گیا۔ شاہزادہ نے کہا کیونکر۔ اُسنے
دوسرا بھی اُڑا دیا کہ حضور اسطرح اُڑ گیا۔ یہہ بھولے پن کی ادا اسوقت ایسی بھلی معلوم ہوئی
کہ شاہزادہ کو ایک خیال پیدا ہو گیا ؏

ماں کو جب یہہ حال معلوم ہوا۔ تو بیگم سے شکایت کی۔ اور بیٹی کو محل مین لیجانا چھوڑ دیا
بلکہ رفتہ رفتہ یہہ شکایت بادشاہ کے کان تک پہنچی۔ اکبر بہت خفا ہوا۔ بیٹے کو خلوت
مین بلاکر سمجھایا کہ بیٹا بادشاہون پر واجب ہے نوکرونکی بہو بیٹیونکو اپنی بیٹیان سمجھین۔ اگر
ہم ایسی باتین کرنے لگین۔ تو دنیا مین آج ہی قیامت آجائے۔ تمہین بھی ایکدن بادشاہ
ہونا ہے خبردار۔ پھر ایسا خیال نکرنا۔ ساتھ اسکے مرزا غیاث کی بی بی سے بھی کہا کہ تم بیٹی
کی کہین شادی کر دو۔ اور چند روز اسے جہانگیر کی آنکھون سے الگ رکھو ؏

علی قلیخان ایک شخص شاہ ایران کے نعمتخانہ کا داروغہ تھا۔ وہ شاہ کے مرنے کے بعد
انقلاب سلطنت سے ملتان مین آنکلا عبد الرحیم خانخانان ان دنون بھکر پر لڑتا تھا اس سے
ملاقات ہوئی اور معرکہ مین بڑی بڑی جانبازیان کین۔ جب خانخانان دربار مین آیا

تو اسے بھی حاضر کیا۔ علی قلیخان جیسا الیق بہادر تھا۔ ویسا ہی صورت کا وجیہ تھا۔ اکبر نے ایک معزز عہدہ دیکر اسسے مہر النسا کی شادی کی اور ڈھاکہ کا صوبہ کر کے بھیجدیا مہر النسا حسن و خوبی کے ساتھ عقل کی پتلی اور لطائف وظرائف میں بلبل ہزار داستان تھی۔ چندروز میں میاں کو غلام بنا لیا علی قلیخان کو محل میں بھی دخل تھا۔ ایکدن راجہ دیکھ رہا تھا۔ بیگم نے کہا کہ ذرا میرا بچہ بھی تو دیکھو۔ اسنے قرعہ پھینکا۔ اور دیکھکر کہا کہ بیگم سر پر چتر شاہی نظر آتا ہی۔ بیگم ہنسنے لگی۔ مگر ساتھہ ہی جہانگیر کا معاملہ دلمیں کھٹک گیا ہو

الغرض جبکہ جہانگیر بادشاہ ہوا تو پھر اسکی نیت برگشتہ ہوئی۔ اور عشق کی چنگاری جو کہ بجھ گئی تھی وہ چمک اٹھی۔ علی قلیخان کو ہاتھ سے بلا بھیجا اور چاہا کہ کسی ایسے ڈھب سے مروا ڈالے جسکا الزام نہ آئے۔ چنانچہ ایکدن اسکی شجاعت اور بہادری کی بہت سی تعریفین کر کے مست ہاتھی کے سامنے کردیا۔ اس شیر جنگ نے اسے مار ہٹایا۔ پھر ایک شیر سے بھڑا دیا اسنے بے ہتیار ہی مارا اور شیر افگن خان کا خطاب لیا۔ جب یہہ وار نہ چلے تو ایک رازدار کی زبانی صاف پیغام بھیجا۔ اس غیرت والے کی غیرت نے گوارا نہ کیا اور سوچ سمجھکر یہی مناسب دیکھا کہ اس نوکری پر لعنت کر کے اپنی جاگیر پر جا بیٹھے بادشاہ نے قطب الدین خان اپنے کوکہ کو وہان کا صوبہ کر کے بھیجا اور اشارا کردیا کہ جسطرح ہو اسکا کام تمام کردو شیر افگنخان بے خبر بردوان میں اپنی جاگیر پر بیٹھا تھا سنتے ہی استقبال کو آیا۔ دو چار جان نثار اسکے ساتھ تھے قطب الدینخان کے آدمیوں نے فوراً انہیں گرفتار کر لیا۔ شیر افگن خان دیکھکر حیران ہو گیا سمجھا کہ معاملہ بگڑ گیا۔ تلوار کھینچکر کوکہ جی کے ایسا ایک ہاتھہ مارا کہ دو ٹکڑے ہوکر ہزار رسالہ مرد وہین جا پڑے۔ بادشاہی سپاہی دیکھتے ہی ٹوٹ پڑے اور اس تن تنہا کی بوٹی بوٹی بانٹ لی۔ مگر ننگ و نام کے دیوان میں نام اسکا سر فترون میں لکھا گیا۔ اس بیگناہ کے لئے ہزار جرم ہون

برابر تو یہی جرم تھا کہ جہانگیر کا رقیب تھا۔ اب تو بادشاہی جرم کوارا سلطنت کا گنہگار بھی
ہوگیا۔ سب گھربار ضبط ہوکر دربار کو روانہ ہوا۔ مگر مقصد اسی گوہر بیبہا سے تھا۔ چنانچہ اب تو
پردہ بھی درمیان سے اٹھ گیا تھا۔ ایک بی بی کھلم کھلا پیغام لیکر آئیں۔ مہرالنسا
سنکر آنکھوں میں آنسو بھر لائی اور بولی کہ تیرافگن جیسے خاوند کو کھوا کر دوسرے کا منہ
دیکھنا ننگ وفا کا منہ کالا کرنا ہے۔ بی بی تم میری طرف سے حضور میں عرض
کرو کہ جہان پناہ اس بدنصیب پر جو کچھ گذر گئی اسکی تقدیر میں یہی لکھا تھا۔ مگر
بیوہ بیکس پر اب رحم فرمائیں اور اس مرنے والے کی روح کو ایذا نہ دیجئے۔ اس جواب کو
جسنے سنا یہی کہا کہ سبحان اللہ لائق والی بی بی جسے اپنے پیارے شوہر کا رقیب بھی
اسکی مسند شاہی پر اسطرح خاک ڈالتی ہے۔ مگر جہانگیر اس دکھ درد سے بہت روٹھا ہوا
تو بھی جو دل کی پھانس تھی وہ لگی ہی رہی۔ چنانچہ کچھ عرصے کے بعد ان کو اشارہ کیا
کہ مہرالنسا کو اپنے مصاحبوں میں رکھ لو۔ مدت اسیطرح بھی گذری۔ غرض بہت جتن
کرتے کرتے آخر کو یہہ ہوا کہ مہرالنسا سے نور محل اور نور محل سے نورجہان بادشاہ بیگم
بنکر نورالدین جہانگیر کے پہلو میں بیٹھ گئیں ؛

نورجہان حسن تدبیر کے ساتھ سلیقہ میں بھی بےنظیر تھی۔ بادشاہ تو شراب کا نام رکھکر
اسکی رنگرلیوں میں لگ گئے۔ اسنے تمام سلطنت سنبھال لی۔ یہانتک کہ
جو حضور میں کچھ عرض کرتا جواب پاتا کہ ہم تو دو پیالے شراب اور ایک سیخ کباب
پر سلطنت بیگم کے ہاتھ بیچ چکے۔ جو کہنا ہو انسے کہو۔ روپیہ اشرفی پر سکہ لگ گیا کہ بحکم شاہ
جہانگیر یافت صد زیور ؛ بنام نورجہان بادشاہ بیگم زر ؛ **مہر کا سجع** تھا کہ
گشت بفضل اللہ ؛ ہمدم و ہمراز جہانگیر شاہ ؛ مرزا غیاث یعنی باپ اعتماد الدولہ

ہوکر وزیر سلطنت۔ اور بھائی آصف جاہ ہوکر دربار کے مالک ہوئے۔ جو جھروکہ مین بیٹھکر

حکم احکام جاری کرتی تہی۔ اور تمام منصبدار اپنی اپنی عرض و معروض کرتے تھے۔ بادشاہ کا یہہ عالم تھا

کہ ایکدم بیگم جدا ہوتین تو بے چین ہوجاتے۔ اگر دم کے دم دربار مین بیٹھتے تو پیچھے

پردہ پڑجاتا۔ بیگم پشت پر ہاتھہ رکھے بیٹھی رہتی ہین ——— غرض خلوت و جلوت مین

اسی کا جلوہ تھا۔ راجہ مان سنگہ کی بہن مہاراجہ جودھپور کی بیٹی غیرہ رانیان

اور مہارانیان تھین۔ مگر نور جہان نے سب کے چراغ بے نور کر دئے تھے۔

بادشاہ کے کئی بیٹے تھے۔ مگر ایک بیٹا وہ سب سے چھوٹا خورم تھا۔ کہ وہی شاہجہان

ہوکر بادشاہ ہوا۔ جونکہ ابتدا سے یہہ شاہزادہ ہونہار نظر آتا تھا۔ آصفجاہ نے

دور اندیشی کی آنکھہ سے دیکھکر اُس سے اپنی بیٹی کی شادی کردی تہی۔ نو

نورجہان کی ایک بیٹی شیر افگنخان سے بھی تہی۔ اُسکی شادی بادشاہ کے

چھوٹے بیٹے شہریار سے ہوگئی۔ اب نورجہان کو یہہ فکر پڑی کہ جہانگیر کے بعد

تاج شہریار کی کسیطرح شہریار کے سر پر رکھا جائے۔ اسلئے بھائی سے بھی

کھٹک گئی۔ اور خورم کیطرف سے بادشاہ کے ایسے کان بھرے کہ اُسکا نام تک

شہریار کو لگیا۔ یہانتک کہ باپ بیٹے کو ناکسون کے ساتھہ لڑوا دیا۔ ان لڑائیون

مین بادشاہ کیطرف سے مہابتخان نے بھی خوب خوب جوہر وفاداری کے

دکھائے تھے۔ چنانچہ اب اُسنے ایسا زور پکڑا کہ وہ نورجہان اور آصفجاہ دونو

ہاتھون سے نکلنے لگا۔ جونکہ دربار نورجہان کی مٹھی مین تھا۔ یہان سے الٹے

سیدھے احکام جاری ہونے شروع ہوئے۔ آخر حکم پہنچا کہ اپنے علاقہ سے چلے آؤ

دو حساب کتاب سمجھاؤ۔ ناچار مہابتخان آیا مگر اپنی رفاقت مین پانچہزار راجپوت

ایسے لایا کہ جو آپکے نام پر سر کٹوائے اُسے کو سرخروئی زندگی کی سمجھتے تھے
بادشاہ کابل کو جاتے تھے۔ اور جہلم کے کنارے پڑے تھے جو حاضری کی
اطلاع ہوئی۔ حکم ہوا کہ جب تک آصفجاہ کو حساب نہ سمجھا دو۔ تب تک مجرا موقوف
مہابتخان بہت ادنی ہوا۔ ایک دن تو ٹالا۔ دوسرے دن علی الصباح دیکھا کہ بادشاہ
حرم سرا میں مع چند خواصوں اور خواجہ سراؤں کے رہ گئے ہیں۔ آصفجاہ
اور تمام لشکر پار اتر گیا ہے۔ اُسی وقت پل اور گھاٹ کو روکا۔ خیموں کے
گرد راجپوتوں کو پھیلا دیا اور خود گھوڑے پر سوار تھانوں کے اندر بارگاہ کے
دروازے پر آن کھڑا ہوا۔ حرم سرا میں غل مچ گیا۔ بادشاہ گھبرا کر باہر نکل آئے
اور کہا کہ مہابتخان کیا کہتا ہے۔ اُسنے ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ دشمنوں کے
ہاتھ سے جان بچا کر حضور کی پناہ میں آیا ہوں۔ یہ سر اسکے تین دفعہ تصدق ہوا
اور اُسی وقت اپنے سپاہیوں سے اٹھوا کر گھوڑے پر سوار کرا اپنے خیمہ میں لیگیا
نذریں دیں اور امیروں اور سپاہیوں کو تصدق کیا۔ ساتھ ہی خیال آیا کہ چال چوک گیا۔ بیگم کو
ضرور ساتھ لانا تھا۔ چنانچہ پھر بادشاہ کو سوار کرکے لایا۔ مگر وہ اتنے عرصہ میں پار اتر
گئی تھی۔ ناچار آصفجاہ کے پکڑنے کا خیال کرکے اُسکے ڈیروں پر آیا۔ اور وہیں
بادشاہ کو اُتارا تو

اُدھر بیگم نے بڑے بھائی کے ساتھ تمام سرداروں کو بہت لعنت ملامت کی اور
فوج کو تیار کیا۔ یہاں بادشاہ کو بیگم یاد آئیں۔ اور ہر چند حکم بھیجے کہ خبردار لڑائی کا
ڈھنگ نہ ڈالنا مگر وہ باز نہ آئی۔ پہلے دن ایک سردار فوج لیکر اترا اور ناکام پھرا
دوسرے دن آپ ہودج میں بیٹھی۔ شہریار کی چھوٹی سی بیٹی کو گود میں لیا اور خواجہ سرا

آگے پیچھے ہوا کر سب سے پہلے اپنا ہاتھی دریا میں ڈالا اور فوج کو پایاب اُتار کر میدان گرم کیا۔ بہت ترکش تیروں سے آپ خالی کئے۔ آخر ہزاروں آدمی ضایع ہوئے۔ لڑکی گود میں زخمی ہوئی اور بیگم خود اُسکا بازو باندھتی ہوئی پار اُتر گئی۔ اُدھر مہابتخان بھی جو کہ بادشاہ کے تصدق ہوتا تھا مگر قید کر رکھا تھا اور جو چاہتا تھا سو کرتا تھا۔ دو تین دن کے بعد قول و قسم کر کے بیگم کو بلایا لیکن ایک خیمہ میں اُتار کر قید کر دیا۔ اور جبراً قہراً بادشاہ سے قتل کا حکم لکھوا لیا۔ بعد اسکے خواجہ سرا کو بلایا اور بیگم کو موت کا پیغام سنایا۔ بیگم نے جب یہ حکم سنا تو ہاتھ کے طوطے اُڑ گئے۔ مگر تدبیر کے میدان میں ایک قدم نہ چوکی۔ نہایت بے پروائی سے کہا کہ میرے مالک کا یہی حکم ہے۔ تو ایسا مرنا مجھے ہزار جینے سے بہتر ہے ایک دفعہ اُسکا آخری دیدار کرا دو۔ مہابتخان نے بڑی تکرار سے مانا۔ مگر اس شرط پر کہ ملاقات میرے سامنے ہو۔ چنانچہ وہ نورجہان کہ جسکے پردہ کے سامنے سے اُمرا اور وزرا پنجہزاری ہفت ہزاری حقیقت ہونٹ ہلاتے جاتے تھے۔ نظربندی کے سر پیٹتے سپاہیوں میں بیٹھکر آئی۔ میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے۔ چہرہ پر ہوائیاں اُڑ رہی۔ ہاتھوں میں ہتکڑیاں پاؤں میں بیڑیاں پہنے منہ سے کچھ نہ بولی مگر اس انداز سے آکر کھڑی ہوئی کہ مایوسی اور بے اختیاری کی تصویر سامنے کھینچ دی۔ اُسکی صورت دیکھتے ہی بادشاہ کا جگر پانی پانی ہو گیا اور آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ غرض مہابتخان کی منتیں کر کے جان بخشی کروائی۔ اور تمام لشکر کابل کو روانہ ہوا۔

اب بیگم نے اندر ہی اندر اپنے بندوبست شروع کئے۔ اودھر آصفجاہ جو بھاگے ہوئے تھے وہ بھی صفائی کر کے آ گئے اور مہابتخان کی ہیبت میں فرق آنے لگے

مگر راجپوت جنہیں سوا تلوار مارنے کے اور کسی بات کی عقل نہ تھی وہ بہتو زور و زور پر چڑھے ہوئے تھے۔ چنانچہ کابل میں ایکدن آپس اور بادشاہی سپاہیون کی کسی آپس کی بات پر تلوار چلی۔ کچھہ تو اسکا خیر تھا۔ کچھہ بدا بدلی ہو گئی تھی۔ غرض یہان راجپوتی کھانڈون کی گھنڈ [illegible] بہت سے [illegible] بھاگ کر پہاڑون مین گرا [illegible]۔ پھیرسے خراسان و ترکستان مین [illegible] ہو کر لگ گئی مہابتخان کا زور اور بھی کم ہوا [illegible] نورجہان پھر اپنی چال [illegible] لگی۔ چنانچہ مہابتخان کو شاہجہان کی مہم کا بہانہ کر کے [illegible] کہ دشمن کے ہاتھہ سانپ مرے اور دونون طرح اپنا مطلب قائم رہے۔

بادشاہ چند روز کے بعد وہان سے کشمیر پہنچے گرسروہی ملک کے سبب دمہ کی پرانی بیماری نے زور کیا اور پھر شفا نہ ہوئی تو ان کو پھیری۔ جب بار سے کلکے تو مقام [illegible] پہنچے تو شام کے قریب شکار کھیلنے بیٹھے۔ قراول اور وہان کے پہاڑی میندار ہرن اور شیرہ شکارون کو گھیر گھیر کر لاتے تھے۔ سامنے ایک پہاڑ کی دھار تھی۔ جب ہرن اسکی چوٹی پر آتا تو بادشاہ بندوق مارتے تھے کہ شکار گولی کھا کر قلا بازیان کھاتا نیچے جا پڑتا۔ ایک اجل رسیدہ لڑکا ہرن کو گھیر کر سامنے لایا مگر ہرن ابھی ٹھیک زد کے مقام پر نہ آیا تھا۔ یہہ بیچارا خدمت کے جوش مین آوڑ آگے بڑھا کہ اسے روک کر آگے بڑھا دے۔ اتفاقاً پانو پھسل گیا۔ پاس ایک چھوٹا سا درخت اگا ہوا تھا۔ سہارے کے لئے اسپر ہاتھہ مارا مگر وہ بھی ٹوٹ گیا۔ اور سیدہ اجل کا شکار خود شکار کیطرح ہاتھہ پانو مارتا قلا بازیان کھاتا پہاڑ کی تہ مین پہنچا کہ ہڈیان چور چور ہو گئین۔ بادشاہ گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے اور

حرم سرا میں آ گئے - اسی وقت سے بغاوت و ہنگامہ بگڑنی شروع ہوئی - یہانتک
کہ تیسرے دن جہان سے رخصت ہوئے اور تاریخ ہوئی کہ ؏ جہانگیر از جہان رفت
نور جہان کی جہانداری کا دن ہے نور ہو گیا - بہت روئی - بہت پیٹی - سر نوچا
بال کھسوٹے اور جس روز سیاہ کے اندیشہ کا برسوں سے بندوبست کر رہی تھی
وہ وقت آ گیا - آصفجاہ کو بلا بھیجا کہ شہریار کے لئے کچھ تدبیر کرو - مگر بھائی کو
اپنے گھر میں سلطنت لینی تھی - اسیوقت بہن کو نظربند کر لیا اور سب کی آمد و رفت
بند کر دی - اسنے بھی بہتیرے منصوبے کھیلے مگر عورت تھی کوئی چال اسکی
نہ چل سکی - آخر رضا بقضا دیکر بیٹھ رہی ؏

نور جہان بڑی سلیقہ والی بی بی تھی زیور پوشاک - بناؤ سنگار گھر کی آرائش
میں نئے نئے ایجاد کر گئی - گلاب کا عطر بھی اسکی یا اسکی ماں کی گل افشانی ہے
گھوڑے پر خوب سوار ہوتی تھی - شکار ایسا کھیلتی تھی جسکے نشانے سے ہرن
پاڑا ہو گیا چکارا ہو شیر و پلنگ کو پناہ نہ تھی چنانچہ ایکدفعہ شیر شکار کیا تو کسی
ظریف نے یہہ مطلع کہا اور دفعۃً عالم میں مشہور ہو گیا ؏ نور جہان گرچہ
بظاہر زن است * در صف مردان زن شیر افگن است * حاضر جوابی کا یہ عالم تھا
کہ منہہ سے پھول جھڑتے تھے - ساتھ اسکو خود بھی شاعری تھی - ایکدفعہ رمضان
ختم ہوا - بادشاہ نے عید کا چاند دیکھکر نورجہان کیطرف دیکھا اور کہا کہ ؏
ہلال عید بر اوج فلک ہویدا شد * اسنے فوراً کہا ؏ کلید میکدہ گم گشتہ بود
پیدا شد * ایکدفعہ آسمان پر دمدار تارا نکلا جسے جاہل لوگ بادشاہ یا بادشاہ
پر منحوس سمجھتے ہیں - بادشاہ محل میں کھڑے ہو دیکھ رہے تھے کسی خواص نے

نکلا کہ دیکھو تو کیا لمبی شعاعین ہین ۔ بیگم نے اسیوقت یہہ شعر پڑھا ؎

ستارہ نیست بدین طول سر برآوردہ ۔ فلک بشاطری شاہ پا برآوردہ ۔

ایکدن بادشاہ نے جو قبا پہنی تو اُسمین لعل کی گھنڈیان لگی ہوئی تہین

نورجہان نے دیکھکر یہہ شعر پڑھا ؎ ترا نہ تکمۂ لعل است بر لباس حریر

شدہ است قطرۂ خون منت گریبان گیر

جسطرح خود شاعر تہی اسیطرح شعرا کی قدردانی بہی کرتی تہی ۔ چنانچہ ایکدن باغ کی سیر کو گئی تمام باغ مین پردہ ہوگیا ۔ منہہ پر نقاب ڈالے ہنستی بولتی ساجنون کے ساتھہ چلی جاتی تہی مرزا صیدی شاعر اُسی دن شہر مین پہنچا تہا اور اسی باغ کے کنارے ایک کوٹھے پر اترا تہا ۔ اسے خبر نہ تہی کہ نورجہان یہی ہے بے تکلف یہہ شعر پڑھا ؎ برقع برخ افگندہ برد ناز بباغش ۔ تا نکہت گل بیختہ آید بدماغش ۔ نورجہان نے سنکر حال دریافت کیا پانسو روپیہ تو اُسی وقت انعام دیا اور پہر بلاکر شعرای دربار مین داخل کیا ۔ اکثر شعرا سے مباحثے بہی رہتے تہے چنانچہ سلیم شاعر نے ایکدفعہ یہہ شعر کہا کہ ؎ زشرم آب شدم آب را شکستے نیست ۔ بحیرتم کہ مرا روزگار چون بشکست ۔ نورجہان نے ہنسکر کہا کہ ۔ یخ بستہ بشکست ۔ ایکدن طالب آملی سے کہا کہ تم حضور کی تعریف مین قصیدے کہتے ہو کچھہ ہمارے لئے نہین کہتے ؟ ۔ اُس حاضر جواب نے ہاتھہ باندھکر عرض کی کہ جسے دیکھا ہو اُسکی تعریف کیا کرون ؟

شاہجہان نے بادشاہ ہوکر پچیس لاکھہ روپیہ کی جاگیر مقرر کردی اور بہت عزت و حرمت سے رکہا مگر نورجہان کی آنکھون مین جہان

جہان سیاہ تہار رنگیلے شوہر کے بعد جب تک زندہ رہی رنگین کپڑے نہ پہنے۔ آخر بارہ برس کے بعد دنیا سے منہہ موڑا۔ اور شہر لاہور کے پاس خاوند کے مقبرہ کے پہلو میں آرام کیا۔ چنانچہ ٹوٹا پھوٹا گنبد اسکا اب بھی موجود ہے ٭

شہاب الدین شاہجہان

جب جہانگیر بادشاہ نے مہابت خاں کے دار و گیر سے مخلصی پائی۔ تو آصفجاہ وزیر نے ہرکاروں کے داروغہ کو خلوت میں بلاکے کہا کہ کوئی ایسا تیز رفتار اور بااعتبار ہرکارہ لاؤ کہ اسی وقت جدا ہو جاوے۔ اور یہہ ہمارے ہاتھ کی انگوٹھی ہے اسے شاہزادہ خرم تک پہنچاوے کہ حیدرآباد دکن میں ہے ایک اشرفی کوس کا نوابھی حساب سمجھا دو اور انعام پیچھے دیکھا جائیگا۔ چنانچہ مہتا بنارسی نام ایک ہرکارہ آیا اور انگوٹھی لیکے سلام کر روانہ ہوا یہاں مصلحتہ ایک شہزادے کو تخت پر بٹھا دیا اور تمام لشکر کو لیکر لاہور میں آیا۔ ادھر ہرکارہ انگوٹھی لیکر اڑا۔ کہ کوہ و دریا پر سے ہوا کی طرح گزرتا اور ہوا کو گرد کیطرح پیچھے چھوڑتا۔ دو مہینے کی منزلیں بیس دن میں طے کر کے جنیر کے مقام میں شاہزادہ کو جا مجرا کیا۔ خسرو اد دا باد میں پہلے ہی سے انشار ہی ٹھہری ہوئے

جہانگیر کا مقبرہ جہان ہے پہلے یہہ جہد سی قاسم خان کا باغ کہلاتا تھا ۱۲

تھے - انگوٹھی کو دیکھتے ہی مطلب سمجھہ لیا اور فوراً آگرہ کیطرف کوچ کیا منزل بمنزل دارالخلافہ مین پہنچا اور جشن شاہانہ سے دربار کیا - جا بجا فرمان جاری ہوئے اور شہاب الدین شاہجہان کے لقب سے فرمانون کی پیشانی نے رونق پائی ۞

شاہجہانی سلطنت کے لئے اول تو کئی پشت سے سکہ بیٹھا ہوا تھا - دوسرے جن ہونہارون کیطرف سے کھٹکا تھا تخت پر بیٹھتے ہی انسے میدان کو صاف کیا ساتھہ اسکے عام رعیت کے لئے بھی اسکی نیت بہت نیک تھی اسلئے کوئی خرخشہ ایسا نہوا جس سے بنیاد سلطنت مین خلل پڑے خانجہان لودھی اپنی نمکحرامی کی بغاوت کے سبب سے دکن مین فساد ہوا - چنانچہ لودی تو ناکام مارا گیا مگر ملک دکن اسکی آفت مین گرفتار ہو گیا - اور نتیجہ اسکا یہہ ہوا کہ وہان کے حاکمون سے خاطر خواہ اطاعتین لینے کے لئے بڑے بڑے معرکے ہوئے اور جہاندار تازے ہوکر انکے زور گھٹا ئے گئے - علیمردان خان شاہ ایران کے کاردار نے اپنے آقا سے ناراض ہوکر قندھار شاہجہان کو حوالہ کر دیا مگر شاہ ایران نے پھر چھین لیا - ہر چند ایکدفعہ داراشکوہ اور دوسری دفعہ اورنگ زیب بڑے بڑے سامانون سے گئے مگر دونو ناکام پھر آئے بلخ کو بھی فتح کیا مگر سنبھال نسکے - اہل پرتگال نے چاٹگام مین ایک کوٹھی مستحکم بنائی اور ہگلی اسکا نام رکھا - ڈھاکہ کے حاکم کو انکی طرف سے شبہہ پیدا ہوا - چنانچہ اسنے دربار کو انکی شکایت لکھی اور یہہ بھی لکھا کہ یہہ لوگ روز بروز گستاخ ہوتے جاتے ہین بلکہ قلعہ پر توپین بھی چڑھالی ہین - بادشاہ نے حکم بھیجا کہ

بت پرستون کو نکال دو چنانچہ بہت سے آدمی انکے قتل ہوئے باقی اسطرح نکالے گئے کہ پھر اہل پرتگال کو بنگال مین قدم رکہنا نصیب نہوا - اسکے علاوہ جاہ و حشم کے آئین نے جشن جمشید اور آئین سکندر کو گرد کر دیا - اکبری عہد کے خلاف شرع قواعد و آئین جہانگیر کے وقت کے عیش رنگین سب موقوف کئے اور بندوبست کے آئین و قوانین جاری کئے ٭

قلعہ دہلی جب جاہ و حشم کے ہجوم کے لئے آگرہ اور لاہور کے قلعون مین گنجایش نرہی تو دلّی مین ایک نیا قلعہ بنوانا شروع کیا کہ قلعہ آگرہ سے دوچند اور لاہور سے چند در چند زیادہ ہو چنانچہ کرو ڑ روپیہ کی لاگت سے دس برس مین بنکر تیار ہوا - میر عمارت نے عرضی لکہی - خود بدولت ہوا دار آبی پر سوار ہو کر لب دریا کے دروازہ سے قلعہ مین داخل ہوئے قلعہ کو ملاحظہ کیا سر سے پانو تک سنگ سرخ سے گلرنگ اسپر سنگ مرمر کے حاشیہ کا نرالا ڈہنگ - برجیان فصیلین اور مرغولین خوشنما - عمارتین اور باغ اور باغون کی نہرین ایسی دلکش کہ اگر بے مبالغہ بھی ایک ایک کی تفصیل لکہی جائے تو ایک دفتر آراستہ ہو جائے - کل قلعہ کا نقشہ دیکہو تو کاغذ پر ایک ہشت پہلو پہول نظر آتا ہے غرض کہ جشن کا سامان شروع ہوا دیوان عام کے سامنے وہ شامیانہ کہ جسکا نام دل بادل تہا - اور دیوان خاص کے میدان مین سُہا منڈل خیمہ استادہ ہوا جسکا کلس خیمہ فلک کے پار نکلا جاتا تہا - یہہ بہی سات برس کے عرصہ مین تیار ہوئے تہے - اور ہزاردن گز پشمینے کشمیر کے اور مخمل زربافت گجرات کے

؎ ۱۰۴۸ھ مین بنیاد رکہی گئی ۱۰۵۸ھ مین تیار ہوا - تاریخ ہوئی کہ شد شاہجہان آباد از شاہجہان آباد

انپر خرچ ہوئے تھے۔ دونو سونے کے ستونون اور چاندی کے استادو نپر
کھڑے تھے۔ اسکے آگے خوشنما شامیانے اطلسی زربافی سنہری وپہری
چوبونپر تانے گئے ایوان عالی جسطرح طلائی چھت کی مینا کاری سے گوناگون
تھا۔ ویسی ہی ایرانی قالین اور بنارسی کمخوابون سے بوقلمون تھا۔ صدر سے
لیکر باانداز کے ایک ایک مکان تک درودیوار کو مخمل زرباف بادلہ و کمخواب
پردہ ہای فرنگی۔ دیبائے رومی۔ اطلس چینی سے۔ نگارخانہ چین کردیا۔ صدر
مین تخت طاؤس سجایا گیا ❁

تخت طاؤس نمونہ عجائبات دنیا کا تھا۔ کروڑ روپیہ کہنے کو تو
دو لفظ اور ایک بات ہے مگر خیال کرنا چاہیے کہ آج اسقدر سونے اور جواہرات
کے لئے کسقدر دریا اور پہاڑ الٹنے پڑتے ہین۔ پشت کا تختہ جسپر بادشاہ
تکیہ لگاکر بیٹھتا تھا۔ دس لاکھ روپیہ کا تھا ❁

بارہ مرصع ستونون پر مغرق محرابین۔ اور جڑاؤ مینا کاری کی چھت دھری
تھی چھت سے پایہ تک خالص کندن اور آبدار جواہر سے جگمگ جگمگ کر رہا
تھا۔ اور تین سیڑھی بلند چبوترہ پر یہہ عالم تھا گویا ایک ستارہ کا نگینہ ہے
کہ انگوٹھی پر دھرا ہے۔ اسکی روکار کی محراب پر ایک درخت طلائی بہاری دھرا
تھا۔ جسے سبزہ و الماس سے سرسبز اور لعل و یاقوت سے گلرنگ کیا تھا
ادھر ادھر اسکے دو مور رنگا رنگ کے جواہرات سے مرصع چونچ مین موتیون
کی تسبیحین لئے اسطرح کھڑے تھے گویا اب ناچنے لگتے ہین۔ چارون طرف
چارون چتر زرنگار جنمین موتیون کی جھالر جھلملاتی تھی۔ آگے ایک شامیانہ

کہ جواہرات اور موتیوں کی آبداری سے دریا ہی نور کیطرح لہراتا تھا اور ایک لاکھ
روپیہ کی لاگت مین تیار ہوا تھا سونے روپی کی چوبونپر شامیانہ تھا گرد اُسکے کرسیان
اور چوکیان انپر لپنے مرتبہ سے سجی ہوئی تھین تخت کے گرد پاس ادب کے لئے کئی کئی
گز تک حاشیہ چھوڑ کر چاندی کا کٹہرا ایسا خوشنما لگا تھا کہ جسکی مینا کاری جالیان مرغ نظر کو
شکار کرتی تھین۔ غرض دربار آراستہ ہوا گو اقبال کا رعب داب دیکھکر قدرت خدا یاد آتی تھی
چنانچہ کٹہرے کے باہر اول مین سپاہ سالار شاہزادے والا تبار بعد انکے راجہ مہاراجہ ملک ملک کے
حاکم امیر و وزیر اپنے اپنے عہدے سے لئے کھڑے۔ مگر تمام فرمانبرداروں کی آنکھین زمین پر اور
گوش دل انکے فرمانروا کے حکم پر لگے تھے۔ ہر ایک در مین دو دو خاص بردار مخمل کی
غلاف دار بندوقین کندھونپر۔ بادلہ کی جھنڈیان ہاتھونمین لئے بت بنے ہوئے قائم تھے
باہر کے دالان مین اور عہدہ دار و منصبدار حکم کے منتظر حاضر تھے اُس سے آگے کے درونمین
تین تین حبشی جیسے کالے پہاڑ۔ آنکھین لال لال زربفت کی وردیان پہنے ہتیارون مین
ڈوبے بنے۔ گرز ہائے فولادی کندھونپر۔ بادلے کی سپرین ہاتھون مین۔ تیسرے درجہ مین
اہلکار۔ اور ہر کارخانے کے کاردار منشی متصدی۔ قلمدان کمر مین بستے آگے رکھے
موجود تھے اور درونمین سپاہی ننگی تلوارین علم کئے۔ قد آدم چاندی کے کٹہرے سے لگے
خاموش کھڑے تھے۔ باہر تیس گز کا فاصلہ دیکر پھر چاندی کا کٹہرا کھڑا تھا۔ اور
اسکے برابر بہادر سپاہی۔ خاص بادشاہی۔ جنمین داہنے پر ترک بائین پر افغان سامنے
راجپوت اپنی وردیان پہنے سنہری پہلی سپرین ہاتھون مین لئے جمے تھے
پھانسی دروازہ تک سوارون کے پرے۔ دورستہ پلٹنہ آراستہ تھے۔ جو درباری لوگ آتے
پہرے پہرے پر اپنے اپنے نام و نشان بتاتے اور آگے چلے جاتے۔ مگر دبدبہ و دہشت

کا یہہ عالم تھا کہ ہوش و حواس کے قدم تھرتھراتے تھے۔ دربار مین پہنچکر تین سلام کا ہو تسلیم بجا لاتے تھے جب نقیب آواز دیتا تھا کہ آداب بجالاؤ۔ جہان پناہ بادشاہ سلامت عالم پناہ بادشاہ سلامت تو دل سینون مین ہل جاتے تھے۔ کٹہرے کے پاس کورنش کا آداب ادا کرتے تھے۔ غرض اوّل شاہزادون کی نذرین گذرنی شروع ہوئین۔ ہر ایک کو خلعت اور ترقی منصب کے احکام سنائے گئے۔ سعد اللہ خان[۱] وزیر اعظم کو ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا منصب عنایت ہوا۔

عبرۃ دربار مین یہہ شان پروردگار آشکار تھی کہ دفعۃً بادشاہ آبدیدہ ہوئے اور دونو ہاتھہ فاتحہ کو اُٹھائے۔ ساتھہ ہی سب اہل دربار نے ہاتھہ اُٹھائے۔ مگر پاس آداب سے کوئی شخص جرات سوال کی نکرسکا۔ بعد فاتحہ کے خود بادشاہ نے کہا کہ ای بندگان با اخلاص جو خیال اسوقت میرے دل مین گذرا اُسکا اظہار تم پر بھی واجب سمجھتا ہون۔ وہ یہہ ہی کہ فرعون نے ایک آبنوس اور ہاتھی دانت کے تخت پر بیٹھکر دعوی خدائی کا کیا۔ گواہ اور آگاہ ہو کہ جس نخوت اور تکبر سے اُسنے وہ دعوی کیا تھا مین اُس سے لاکھہ مرتبہ عجز و نیاز کے ساتھہ عبودیت الہی کا اقرار کرتا ہون یہہ کہکر اُٹھا اور دوگانہ شکرانہ کا بجا لاکر دیر تک پیشانی کو زمین نیاز پر ملتا رہا۔ وقت کی تاثیر سے دربار مین سناٹے کا عالم ہوگیا۔ سب کے دل آب ہوگئے اور سینون کے ولولون نے دم گرم سے اُس ایوان مین ایک گونج پیدا کی۔ بادشاہ سجدہ سے اُٹھکر دوبارہ مسند پر

۱؎ چنیوٹ علاقہ جہنگ کا رہنے والا تھا اور ایک غریب گمنام کا بیٹا تھا۔ لاہور مین علم حاصل کیا اور فقط علم کی برکت نے اس مرتبہ تک پہونچایا کہ شہنشاہ ہند کا وزیر اعظم ہوگیا چنانچہ ۱۰۵۰ ہجری مین ملازم ہوا ۱۰۵۲ مین دیوان خالصہ ہوا ۱۰۵۵ ہجری مین وزیر اعظم ہوگیا اُسکی مسجد مقام چنیوٹ مین اب بھی موجود ہے جسکے دو مینار سنگ لرزان کے ہین کہ ہلانے سے حرکت کرتے ہین۔

بیٹھا ملک الشعرا نے قصیدہ مبارکباد کا پڑہا کسی باکمال نے کبت سنائی کوئی اشرفیون مین تلا۔ کسیکا منہہ موتیون سے بہر اگیا۔ اتنے مین غلامان خاص جواہر کا خوان ہاتہون مین لئے آئے۔ جنکے جواہر نگار خوان پوشون مین موتیون کی جہالر لٹکتی تہی۔ میر دربار نے اشارہ کیا۔ اشارہ کے ساتہہ ہی سونے روپے کے پہول اور جواہرات کا مینہہ جہم جہم برسنے لگا ٭

رات کو **جشن ماہتابی** ہوا کہ تمام دیوانعام ایک بقعہ نور نظر آنے لگا فرش مین سفید مخملین سفید ہی قالین۔ دیوار ونپر داق طلسین زربفت وکمخواب کے پردے۔ مگر وہ بہی پرہلی۔ آرائش کے سامان اور روشنی کے سب لوازمات موجود مگر تمام بلور اور شیشے سفید۔ سامنے چمن اور درختون کے پہول پتے تمام سفید روشونپر گہاس سفید۔ دربار کا لباس سفید۔ یہانتک انگوٹھی بہی چاندی کی۔ اسپر بہی الماس سفید غرض کہ زمین سے آسمان تک نور کا عالم تہا۔ اور دریا سے مہتاب لہراتا نظر آتا تہا چندر ما کی تلا کے جشن مین نودن باقی تہے اسلئے نودن تک برابر جشن انعام واکرام جاری رہے ٭

شاہجہان کی ایک بی بی ممتاز محل آصفجاہ کی بیٹی تہی کہ نہایت نیک نیت ونیک طبیعت تہی چارون بیٹے بہی اُسی کے شکم سے تہے اور جو محبت کہ بادشاہ کو اس سے تہی کسی سے نہ تہی وہ حاملہ ہوئی۔ جب ولادت کا وقت قریب آیا تو اندر کاردان دائیان اور باہر حاذق حکیم جمع ہوئے دفعۃً پیٹ مین سے بچے کے رونے کی آواز آئی سب سنکر حیران بلکہ ہراسان ہوئے۔ بیگم نے خود بادشاہ کو بلایا۔ اور کہا کہ اب وقت قریب آیا ہے۔ دو وصیتین میری ہین

وہ سن لو۔ اوّل یہہ کہ بعد میرے اور شادی نکرنا۔ کہ ایسا نہو سوتیلے بہائیون
مین بگاڑ ہو۔ اور میرے بچون کی جانین تلف ہون دوسری یہہ کہ میری قبر
پر ایسی عمارت بنوانا کہ عالم مین یادگار رہے۔ تہوڑے برس کے بعد لڑکی پیدا ہوئی
اور بیگم کا انتقال ہوا۔ بادشاہ کو بڑا غم ہوا۔ دو برس تک دنیا کی لذتون کا لطف
نہ اٹھایا۔ ناچ رنگ کی صحبتین بند کردین۔ اور دل و دماغ پر ایسا صدمہ ہوا کہ
چند روز مین بال سفید ہوگئے۔ عمارت جو بیگم کے مزار پر بنی وہ حقیقت مین ایسی
ہی بنی ہی کہ روئی زمین پر ثانی نہین رکہتی۔ چنانچہ تاج گنج کا روضہ خاص و عام مین
مشہور ہے۔ الغرض اکتیس برس کی سلطنت کے بعد اقبال کا آفتاب ڈہلنا شروع ہوا

محی الدین اورنگ زیب کی عالمگیری

اخیر عمر مین بادشاہ خود بادشاہی کرتے تہے اور چارون بیٹے ملک گیری اور ملکداری
کرتے تہے مراد اور شجاع تو بڑے شہزادے ہی تھے۔ دارا شکوہ جو سب مین بڑا تہا شہزادہ
پن کے ساتھہ فقیری اور تصوف مین بہی ڈوبا ہوا تہا۔ فقرا خواہ صوفی خواہ ویدانتی صحبت
مین رہتے۔ انکی کتابین پڑہوا تا۔ باتین سنتا۔ عربی اور فارسی مین تصوف کی کتابین تصنیف
کرواتا بلکہ سنسکرت سے فارسی مین ترجمہ کرواتا۔ اورنگ زیب برخلاف اُن سب کے ایسا
شدید شخص تہا کہ پابندی شرع کے لحاظ سی ملکی جوڑ توڑون کے سوا دوسرا خیال نہ رکہتا
تہا۔ جابجا پرچہ نویس بٹھا رکہے ہوئے تہے ہر طرف کان لگائے رہتا۔ بلکہ ہر بات کی پیش بندی
برسون پہلے سے کرتا۔ مگر باپ کو چارون بیٹون مین دارا ہی پیارا تہا۔ اور اکثر اسی کو پاس
رکہتا تہا چنانچہ تیس برس کی سلطنت کے بعد ایکدفعہ ایسا بیمار ہوا کہ کل کاروبار دارا کے ہاتہہ

ین آ گئے۔ چونکہ یہہ ناز پروردہ او سلطنت کے کاروبار ین بے تجربہ تہا۔ باپ کو چراغ سحر او تخت کو زیر قدم پا کر بہائیون کے نام ایسے حکام جاری کیے کہ انہین پڑہکر اور باپ کو بیمار سنکر گہبرا اُٹھے۔ ساتہہ ہی انکی وکیلون کو نظر بند کر لیا اور دربار کی خبر کی بندش کے لئے اُدھر کے سوداگرون اور بنجارون تک کو بہی روک لیا۔ یہہ حال دیکہکر تینون بہائی اپنے اپنی علاقون سے چلے ۔۔ مراد اور شجاع نے تو کہلم کہلا سلطنت کی نشانون پر پہریری چڑہا دیئے مگر اورنگ زیب نے یہان بہی اپنی نمانت خرچ کی یعنی در پردہ تو پورے سامان کیے۔ مگر ظاہر مین مراد چہوٹا بہائی جو گجرات دکن مین اسکے قریب تہا اُسے نہایت دردمندی کے ساتہہ ایک خط لکہا خلاصہ اُسکا یہہ کہ مجہے سلطنت کی ہوس نہین ہے مگر چونکہ دارا شکوہ بدعقیدہ اور بدمذہب ہی اور تم جیسے چہوٹے بہائی پر کہ قابل سلطنت ہو ناحق جبر کرتا ہی۔ مین برادر عزیز کے حق تلفی ناجائز سمجہکر اعانت فرض سمجہتا ہون۔ میرا ارادہ یہہ ہی کہ اس مہم کے بعد حج کو چلا جاؤن اور وہین گوشۂ عافیت مین بیٹھکر یاد الٰہی مین خاتمہ کرون۔ یہ چہوٹا بہائی سمجہا کہ بڑا بہائی شفقت کے پردہ مین دغا کرتا ہی۔ صاف دل سی آیا اور جان جگر سی رفیق ہو کر آگرہ کو روانہ ہوا۔ یہان بادشاہ کو شفا ہو گئی دیکہا تو عالم تہ و بالا ہی اُسی وقت کاروبار سلطنت کو سنبہال بیٹون کے نام فرمان جاری کیے مگر ادہر تو انہین یقین نہ آیا اُدہر دارا شکوہ جو اس عرصہ مین ایکدفعہ شجاع کو شکست بہی دے چکا تہا مقابلہ کو تیار ہو گیا باپ بڑہا تجربہ کار تہا وہ اس ناز پروردہ کی حقیقت کو بہی جانتا تہا اور اورنگ زیب کو بہی خوب پہچانتا تہا۔ اسلیے مقابلہ کو منع کیا اور کہا کہ دونو تمہاری چہوٹے بہائی ہین ہم صفائی کروا دینگی دارا نے نمانا اپنی نسکوہ مین آ کر دونو بہائیون سے بہی جا اڑا اگرچہ وہ میدان جنگ کا مشتاق نہ تہا اسلیے شکست فاش

کھائی اور ہاتھی پر سے ننگے پاؤن کود کر پنجاب ہی علاقہ مین بھاگ آیا کہ یہہ ملک وسیع اور باسامان بھی ہے اور ادھر سے ایران کا رستہ بھی کھلا ہے یہان بیٹھکر خاطر خواہ بندوبست ہو جائیگا ؞

فتحیاب نشان اقبال اُڑاتے آگرہ مین داخل ہوئے مگر مراد اس مہم مین ایسی جانبازی سے لڑا کہ شجاعت کا چہرہ زخمون سے گلرنگ ہو گیا - ہاتھی کا ہیکڈمبر اری تیرون کے سیہہ جانور کا نمونہ بن گیا - عالمگیر نے باپ کو عرضی لکھی اور چونکہ آپ ابتک سلطنت کا دعوی نہین کیا تھا اسلئے بھائیون کی بے اعتدالی کا افسوس بھی لکھا - باپنے ایک تلوار بھیجی اور نہایت محبت سے لکھا کہ فتح مبارک ہو مگر مجھے آکر منہہ تو دکھاؤ - اسنے عذر معذرت کے بہانے ہمراہ کر کے بیٹے کو بھیجا - آپ باہر رہا مگر یہین بیٹھے بیٹھے ایسا پیچ مارا کہ بوڑھا باپ نہ سمجھا سنا تو دفعۃً یہی سنا کہ تمام دروازون اور چوکی پہرون پر عالمگیری سپاہی بیٹھے ہین - غرض باپ کو قید اور آگرہ کا بندوبست کر کے آگے بڑھا ؞

مراد کے زخمی ہونے سے اسکی مراد خاطر خواہ بر آئی - چنانچہ سلطنت کی صورت بنتی دیکھکر اُسکے نامراد کرنے کے بندوبست کرنے لگا - روز عیادت کو جاتا اور جو انعام و اکرام فوجونکو دیتا اُنسے کہتا کہ نذرین شکریہ کی اُسی کو جا کر دو - چند روز کے بعد ایکدن اپنے خیمہ مین اسکی ضیافت کی - وہ بے تکلف چلا آیا اور چونکہ سکا دل صاف تھا اسلئے خاطر جمع سے عیش و عشرت مین مصروف ہوا اور رات کو وہین رہا اسنے فوراً گرفتار کر کے گوالیار کے قلعہ مین قید کر دیا ؞

اب دارا کا حال سنو کہ لاہور مین بیٹھکر ادھر کے سردارونکو شامل کیا اور ہندوستان کے راجاؤن کو بغاوت کے لئے خطوط لکھے - باپ کو بھی منت وزاری کے ساتھہ عرضیان لکھین اُدھر سے بھی ہر طرف تحریرین جاری ہوئین - چونکہ لاہور کا خزانہ ہاتھہ مین تھا - لشکر جمع

کرکے ستلج اور بیاس کے گھاٹون کا بندوبست کیا۔ مگر جب اُدھر سے سکندری نقارہ بجتا آیا تو دارائی فوجین بھاگین اور خود بھی گھبراکر ملتان پہنچا کہ بھکر سے ہمایون کے قدمون ایران چلاجائے۔ شاہ ایران کو ایک خط لکھکر مدد مانگی۔ مگر وہان سے جواب آیا کہ اسطرح فوج کا مدد کے لئے آنا بہت مشکل ہے تم خانہ بے تکلف سمجھکر یہان آجاؤ اور چند روز اس ملک کی سیر کرو۔ ہم خود تمھارے باپ اور بھائیون سے خط کتابت کرینگے اگر تحریر سے کام نکلا تو بہتر ہے نہین تو جسطرح ہوگا تمھارا حق تمھین دلوا دین گے اس آوارہ نصیب نے قندھار کا ارادہ کیا مگر ساتھ فقط رفیقون کی رفاقت۔ اور خدمتگارونکی جمعیت باقی تھی وہ بھی اکثر ہندوستانی یا وہ ولایتی تھے کہ ہندوستان مین رہکر ایسی ایسی محنتون کے چور ہوگئے تھے۔ رفیقون نے ساتھ چھوڑنا شروع کیا سب سے زیادہ یہہ کہ پیاری بی بی اور کچھہ عیال بھی ساتھہ کجاوون مین سوار تھی۔ جب کوہستان مین داخل ہوئے اور اونچے اونچے پہاڑ نظر آئے تو بی بی ہندوستان کے محلون کی پلی ہوئی تھی اور اسطرح آگے جانے کو راضی نہوئی۔ دارا کو اس سے نہایت محبت تھی ناچار الٹا پھرا اور بلوچستان کی جنگلون مین گھس گیا۔ اسحالت مین جسونت سنگھ جودھپور کا راجہ جو پہلی معرکون مین اُسکے ساتھ حق رفاقت کا ادا کر رہا تھا اُسکی طرف سے جواب آیا۔ اور اُسنے وہین بلایا۔ ایسی ڈوبتی کو اس تنکے کا سہارا غنیمت ہوا اور پھر ادھر کیطرف چلا۔ سندھ کی مصیبتون کا کیا بیان ہو کہ ہمایون کی مصیبتون سے بھی قلم کا دم نہین ٹھیرا۔ غرض جودھپور کے پاس پہنچکر خط لکھا اور راجہ کا انتظار شروع کیا عالمگیر نے اُسے پہلے ہی توڑ لیا تھا۔ جواب مین اُدھر سے غبار بھی نہ اُٹھا۔ امیر سردار سب گئے بلکہ ناچار ہوکر بیٹے کو بھیجا اور بہت سی منت و زاری کی مگر وہان سے جو ہمایون کو ناکامی

نصیب ہوئی تہی وہی میراث اسے ملی - وہ یہی کہے گیا کہ ہم اجمیر مین جبکہ محصور ہوئے ہین
آتا ہون - ناچار یہان آیا اور ہر چند کہ پہاڑون کو مورچون اور توپون سے
سکندری بنا لیا مگر نصیبہ مین تو خود دارا تہا - یہان بہی شکست کہائی - شام تک ایک پہاڑی [illegible]
پر کہڑا لڑائی کا رنگ دیکہا کیا - رستے رستے جان نثار [illegible]
دشمن چہاتے چلے جاتے تہے - جب رات ہوگئی تو مایوس ہوکر بہاگا [illegible]
اہل عیال کہین کے کہین جا پڑے - صبح ہوتے انکو بہی بہٹکتا پایا اور [illegible] آباد کا رخ
کیا - پہاڑون اور جنگلون کی راہ خود بے سامان - دشمن کے تعاقب [illegible] رستہ
مین تباہ تباہ بلا نظر آتا تہا - اگرچہ عالمگیر نے پیچہا کیا مگر پہاڑون [illegible] باہر چلے
آتے تہے - جب موقع پاتے تہے - آن گرتے تہے - اور جو پیچہے رہجاتا تہا [illegible] کہسوٹ کر بدن
پر کپڑا نہ چہوڑتے تہے - غرض آٹھ دن تک گرتا پڑتا - برابر چلا گیا - [illegible] دیکہا کہ ایک قافلہ دلی
کو چلا جاتا ہے اور اسمین ڈاکٹر فرنگی بہی [illegible] - دارا کی بی بی زخمی ہوگئی تہی اور حکیم جراح کوئی
ساتہہ نہ تہا - اس بے سروسامان نے ڈاکٹر صاحب سے خود ملاقات کی اور کہا کہ اس تباہی کے وقت
مین تم ہمارا ساتہہ دو تو بندون کی [illegible] کے علاوہ خدا کے ہان بہی ثواب ہے - اسکی
بیکسی دیکہکر مروت نے ڈاکٹر صاحب کو بہی [illegible] بہر نے دی اور قافلہ کو چہوڑ اسکے ساتہہ روانہ
ہوئے - تین دن کے بعد جب احمد آباد ایک منزل رہا تو سب خوش ہوگئے کہ کل شہر مین پہنچکر امن امان
کے گنبد مین بیٹہہ جائینگے گویا اتنی راہ مین رات کو سر نصیب ہوئی - اور یہی غنیمت ہوا کہ دشمنون
کی آفت سے تو خاطر جمع ہوئی - مگر مکان کی قلت اور آدمیون کی کثرت سے ایسی کچہ تلیش تہی
کہ جو بی بیان کئی کئی ڈیوڑہیون کے اندر محلون مین بیٹہتی تہین آئین اور ڈاکٹر صاحب مین
فقط ایک ٹاٹ کا پردہ تہا - غرض جون تون رات کاٹی صبحکو کوچ کی تیاری ہوتی تہی جو ایک

شخص نے اندر جا کر کچھہ کہا کہ دفعتہ ساری بی بیان رونے لگین - اور انکی باتونسی یہہ سمجھہ مین آیا
کہ احمد آباد کے دروازے بند ہین - یعنی آفت نصیبونکو اندر جانا نصیب نہوگا - اب جان کی خیر
اسمین ہے کہ یہین سے پہرین اور کسی اور طرف کو نکل جاوین اتنے مین ذرا اُس کوہ اندر سے ہمایون
نکلا - سب نے تعظیم دی مگر جب کہڑے ہوے اُسکے چہرے سے معلوم ہوتا تہا کہ گویا زمین آسمان مین اُسے
کہین ٹہکانا نہین نظر آتا اور سوے یاس کے کسی کی آس نہین - دل شکستہ نوکرون سے
آبدیدہ ہوکر کہا کہ مین نہین جانتا مجہبر اور ان پردہ نشینون پر ظالمونکے ہاتہہ سے کیا کیا کچھہ ہوتا
خیر - رفاقت کا وقت ہے - یہہ حالت اُسکی دیکھکر ڈاکٹر صاحب کے بہی آنسو نکل پڑے - غرض
اس غم واندوہ کی دھوئین سے دلکو خالی کرکے ڈاکٹر صاحب سے بہی رخصت ہوا - چار پانچ زنانی
سواریون کے ساتہہ دو ہاتہیون پر چند صندوقچے اور کئی گٹھڑیان لادکر سوار ہوا - اور چند
رفیقون اور خواجہ سراؤن کو لیکر چلا - مگر لٹیرون کے ہاتہہ سے امید نہ تہی کہ چار قدم بہی
صحیح سلامت چل سکے غرض جس رستہ آیا تہا انہین قدمون پہر بہکر کو روانہ ہوا۔

جاتے ہوے کچھہ کے راجہ نے بڑی خاطر کی تہی - اور اپنی بیٹی اُسکے بیٹے سے نامزد کی تہی
ابکی دفعہ وہ بہی اس بے مروتی سے پیش آیا کہ دنیا کی بیوفائی کی تصویر دل پر
کھنچ گئی اور اُسکے پنجہ سے نجات پانی غنیمت ہوئی - ناچار پہر بہکر کو روانہ ہوا
کہ اُدھر سے قندھار کی راہ ایران کو نکل جائے - اب فقط گنتی کے خدمتگار
اور چند خواجہ سرا عیال و اطفال کے ساتھہ تھے اور دریاے سندھ کے کنارون
اور سرحد کے پہاڑون مین ٹکراتا پھرتا تہا - چنانچہ اُنہی پہاڑون کا ایک سردار
بڑے خلوص اور خاطرداری سے پیش آیا اور یہ وعدہ کیا کہ قندھار تک خود
جاکر پہنچا آئیگا مگر ملک جیون نام ایک افغان اُدھر کا سردار تہا - کہ ہمایون

نے ایکدفعہ اُسے ہاتھی کے پاؤن سے کچھوانے کا حکم دیا تھا اور دارا شکوہ نے
اُسے بچایا تھا۔ اسوقت مین اُسکے خط پہنچے دارا کو پھر لالچ آیا کہ شاید اسکی مدد سے
یہین کچھہ بات بن جاے چنانچہ بے تکلف اسکے گھر چلا آیا۔ وہ بڑی تعظیم و تواضع
سے پیش آیا۔ یہہ فلک آوارہ اُسکے دل کی دغا سے بیخبر تھا۔ بے تکلف رہنے لگا
کہ چند روز بیٹھکر یہان دم لے۔ مگر قسمت کی سرگشتگی کب ٹھیرنے دیتی تھی۔ جس
پیاری بی بی کے سوا کوئی غمخوار و رفیق نرہا تھا ان دُکھون کا وہ بھی ساتھہ ندے
سکی۔ یعنی مصیبتون کے علاوہ کئی مہینے سے جو بیماری کے دکھون مین مبتلا تھی
جان و یکر عذاب دنیا سے چھوٹ گئی۔ دارا کو نہایت رنج ہوا۔ دل زندگی
سے بیزار ہوگیا اور رہے سہے ہوش و حواس بھی جاتے رہے چنانچہ جو جانثار
ایسے وقتون کے رفیق تھے اُنہین جنازہ کے ساتھہ کرکے لاہور بھیجا کہ اپنے
پیر یعنی میان میر صاحب کی خانقاہ مین دفن کرین۔ اسوقت اُس آفت زدہ
کو اکیلا دیکھکر ملک جیون کی بدنیتی بھوٹ نکلی اور فوراً گرفتار کر لیا۔ بادشاہی
کاردار سرحد پر موجود تھے۔ اُنہین خط لکھہ بھیجے اور اُنہون نے بادشاہ کو خبرین
کین۔ چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی کی گرفتاری کی خبر سنکر شادیانے بجوائے
اور ملک جیون کے لئے خلعت بیش بہا۔ اور بختیار خان کا خطاب بھیجکر حکم دیا
کہ جلد لیکر حاضر ہو۔ دارا بیچارا مع عیال و اطفال پانوین زنجیر ہاتھون مین
ہتکڑیان پہنے اُسیوقت روانہ ہوا۔ جب شہر ایک منزل رہا تو بادشاہ نے
ایک معتبر خاص بھیجا کہ جاکر خود دیکھہ آئے اور نئے حکم پہنچائے۔ چنانچہ دوسرے
دن اُسی ہدایت کے بموجب شہر مین لائے۔ ایک ہتنی کہ جسکی پیٹھہ پر عماری تک بھی

نہ تھی اسیر وہ قیدی طوق و زنجیر مین مسلسل تہا۔ بیٹا برابر بیٹھا تہا اور خدا کی قدرت کو دیکھتا تہا کہ یہہ کونسا شاہجہان آباد ہے اور آج اسمین میرا کیا حال ہے شہر کے لوگ بازارون مین کھڑے زار زار روتے تھے اور دم نہ مار سکتے تہے چنانچہ تمام شہر مین پہرایا اور پرانی دلی مین لیجاکر قید کر دیا دوسرے دن بختیار خان بدبخت بھی اپنے حسن خدمت کے انعام کے لئے دربار مین حاضر ہوا۔ جون ہی شہر مین قدم رکھا۔ ہزارون آدمی کوٹھون اور دکانون پر کھڑے ہو گئے۔ چارون طرف سے لعنت پھٹکار کا غل ہوا۔ جوتیان ٹھیکرے خاک مٹی جو کچھ جسکے ہاتھ مین آیا برسانے لگے۔ اور اسقدر ریلا گرے کہ کئی ہمراہی اُسکے پامال ہو گئے بلکہ اگر کوتوال نہ آپہنچتا تو لوگ بدبخت خان کی بوٹیان اُڑا ڈالتے۔

دارا شکوہ نے اس عالم مین ایک **رقعہ** اپنے ہاتھ سے لکھکر بھیجا جسکا ترجمہ یہہ ہے

برادر من بادشاہ من سلامت سلطنت تمہین اور تمہاری بچون کو مبارک ہو مجھے اب کچھہ ہوس نہین رہی فقط ایک گوشہ عافیت اور ایک لونڈی خدمتگار چاہتا ہون کہ لقمہ کہا کر پانی کا گھونٹ پیون اور تمہارے لئے دعا کرتا رہون والدعا۔ بادشاہ بھائی نے اسکے جواب مین کیا تو یہہ کیا کہ علما کو بلا کر چند رسالے اور کتابین جو اُسنے علم تصوف مین تالیف و ترجمہ کروائی تہین وہ پیش کین۔ اور پوچھا کہ جس شخص کا یہہ اعتقاد ہو اُسکے لئے شرع مین کیا حکم ہے۔ اُنہون نے کہا کہ انکے مضامین شریعت کے خلاف ہین جس مسلمان کا یہہ اعتقاد ہو اُسکا قتل واجب ہے چنانچہ اپنے نزدیک یہہ حجت شرعی قائم کی۔ مگر معلوم ہوا کہ کوئی شخص اس مظلوم کا قتل

لہ یعنی مرد خدمتگار رہی مطلوب نہین کہ تم کسی سے سازش دوڑانے کا خیال کرو ۱۲

...بول نکریگا۔ ایک سنگدل اپنی عداوت ذاتی سے اُسکے لہو کا پیاسا تہا اُسے حکم
...یکر چند ظالمون کے ساتہہ بہیجا وہ نوباپ بیٹے اُس ویران گہرمین بیٹہے مسو
...ی وال پکار رہے تہے۔ بلکہ اس عالم مین بہر کے خوف سے اکثر وہی کہا کرتے تہے
...سپندون نے اپنے قسائیون کو سامنے آتے ہی پہچان لیا۔ لیکن تہوڑی لہونے
...سوقت بہی بیکسی سے خاک مین ملنا گوارا نکیا۔ ایک چہوٹی سی چہری یا ورچینانہ
...مین پڑی تہی وہی اُٹہالی۔ اور جب تک کہ ظالم چارون طرف سے نہ آن گرے
...ب تک وہ بہی نہ گرا۔ آخر زخمون سے چور ہوکر ہار گیا اور مرکر پہر کوچہ و بازار
...ین تشہیر ہوا۔ بلکہ جن لوگون نے بختیار کے ہمراہیون کو پامال کیا تہا اُنپر بہی خلیفہ
...ی مخالفت کا جرم ثابت کرکے مارا اور رعب اپنا لوگون کے دلونپر قائم کیا
...ہی سکندر نہی تیری بہی عالمگیری تو کتنے دن آپ جیا جلئے دارا مارا اور بڑے
...ہائی کا تو یہہ حال ہوا مرادبخش چہوٹے بہائی کا حال سنو کہ گوالیار کے قلعہ مین
...ید تہا معلوم ہوا کہ اُسکا ارادہ بہاگنے کا ہے۔ اُسے وہان سے طلب کیا۔ او
...ل کا سامان اسطرح طیار کیا کہ مرادبخش کو دکن سے چلتے وقت ایک خدمتگار پر
...ازش کا شبہہ ہوا تہا اور اظہارون کے وقت اُسنے بہت گستاخی سے
...اب سوال کئے تہے۔ چونکہ میدان جنگ کا سامنا تہا اور موقع نازک تہا اسلئے
...سے مروا ڈالا تہا۔ اب اُسکا بیٹا دربار مین مدعی بنکر پیش ہوا۔ چنانچہ بادشاہ
...دل نے اُس نامراد بہائی کو گوالیار سے بلالیا۔ اور قصاص کے حکم سے اطلاع
...بجی۔ اُسنے جواب مین کہلا بہیجا کہ مرنے سے مین نہین ڈرتا۔ مگر جسوقت قتل کا حکم
...ذ تہا تو مین حاکم بااختیار تہا بلکہ تمنے بہی مجہے بادشاہ مانا ہوا تہا اور حاکم بااختیار

اپنی مسند حکومت پر جو حکم تجویز کرے اگر اسکی رای درست ہے تو بارگاہ الہی مین دو
ثوابون کا مستحق ہے اور اگر خطا پر ہے تو ایک ثواب کا۔ حاکم پر کسی شرع او قانون
مین اسطرح قصاص مجریانہ نہین آیا فقط۔ اورنگزیبی عدالت مین یہہ عذر بیجا سمجھی
ہوکر حکم قتل کا جاری ہوا اور وہ نامراد نوجوان اپنے نامہربان بہائی کے حکم سے مارا گیا
شجاع نے اگرچہ بہت دفعہ شجاعت دکہائی مگر ہر دفعہ شکست کہائی۔ جب اورنگزیبی
فوج برابر دبائے چلی گئی اور کسیطرح پیچھا نہ چھوڑا تو ناچار ہٹتا گھٹتا اراکان کے
راجہ کے پاس چلا گیا۔ اور وہان جاکر مفقود الخبر ہوگیا ۔

عالمگیر کا لشکر دکن پر جاتا ہے

ملک دکن کے اضلاع اکبر کے عہد مین بہی خراج دینے لگے تہے۔ شاہجہان نے
اپنی حکومت کو ان مین زیادہ زور دبایا تہا اور خود عالمگیر ہی اسوقت بہی فوج لیکر
گیا تہا۔ اب جو سب طرف سے خاطر جمع ہوئی اور دیکھا کہ جواہرات کی کانون اور
سمندر کی بندرگاہون سے اس زرخیز ملک مین روپیہ کی بڑی کثرت ہے۔ چاہا
کہ اپنی عالمگیری کو وہان پورا کرے۔ اسواسطے اسکے لینے کا ارادہ کیا۔ اگرچہ
ریاستین وہان اور بہی بڑی بڑی تہین مگر ابوالحسن تاناشاہ حیدرآباد اور
گولکنڈہ کا حاکم بڑا صاحب اقتدار اور عالی دماغ بادشاہ تہا۔ اسکی خوش مزاجی
ا[illegible] نیتی سے رعیت بہی اسے نہایت عزیز رکھتی تہی۔ چونکہ بادشاہ مذکور
عالمگیر [illegible] ساتہہ بہی عہد و پیمان پر صدق دل سے قائم تہا اسلئے سر و بہت
سمجھہ بہا [illegible] نہ آیا۔ آخر ایک جان نثار خاص کو روانہ کیا اور پیغام بہیجا کہ شا

ایک الماس نہایت نایاب تمہاری جواہر خانہ مین ہے وہ بادشاہی جواہر خانہ مین داخل کرو- امیر ندکور کو خلوت مین یہہ بہی سمجہا دیا کہ غرض اس وکالت سے فقط لڑائی کا بہانہ پیدا کرنا ہے- اسلئے تمہین ہیچا جاتا ہے کہ تاناشاہ کی ہر ایک بات پر نظر رکہنا اور جسطرح ہو تکرار کے بڑہانے مین کوشش کرنا- بلکہ اسطرح بیباکی او گستاخی کی باتین کرنا جسکا تاناشاہ متحمل نہو سکے اور کسیطرح لڑائی کیلئے ایک سبب معقول پیدا ہوجائے امیر ندکور وہان گیا تو تاناشاہ نے نہایت تعظیم و تکریم سے استقبال کیا اور بڑی دہوم سے مہمانداری کی- جب اسنے الماس کے باب مین کہا تو اپنے جواہر خانہ کے داروغہ کو بلاکر تمام جواہرات مع فرد کے سامنے رکہدئے- بلکہ قسمیہ کہا کہ ان جواہرات کے سوا میرے پاس کوئی اور الماس نہین ہے اور جو کچہہ یہان ہے بندگانعالی کا مال ہے انہین دیکہکر جو اعلی سے اعلی قسم ہو وہ لے لو- چنانچہ ایک قطعہ الماس اسنے لیلیا مگر جب تک وہان رہا کوئی موقع بگاڑ کا نہ ہاتہہ آیا- چونکہ وکالت کی اصل خدمت یہی تہی اسنے سر در بار سخت سخت کلام لڑائی کیلئے شروع کئے- پہر بہی تاناشاہ ایسے معقول جواب دیتا تہا کہ یہہ بند ہوجاتا تہا اور کوئی بات ایسی نہوتی تہی جسپر گرفت کرسکے- چنانچہ ایکدن تاناشاہ نے اثنائے تقریر مین کہا کہ اگرچہ ہم بہی بادشاہ ہین مگر اپنے تئین عالمگیر بادشاہ کے نوکرون مین جانتے ہین- امیر ندکور نے بگڑ کر کہا کہ عالمگیر بادشاہ کے نام کے ساتھہ اپنے لئے بادشاہی کا نام لینا آپ کو نہین چاہئے- ابوالحسن نے ہنسکر کہا کہ نہین- تمہاری غلطی ہے- اگر ہم بادشاہ نہونگے تو عالمگیر کو شہنشاہ کون کہیگا غرضکہ باوجود ان سب باتون کے شہنشاہ ہوس پناہ نے فوج کشی کے سامان کردئے

لیکن اب اکبر کے آئین اور جہانگیر کی خوش منیون نے عہد شاہجہان کے امن و امان
مین پرورش پاکر عجیب وغریب رنگ پیدا کئے تہے یعنی سلطنت کی شان شکوہ کے ساتھہ
فوج کا بہی ڈہنگ بدل گیا تہا - چنانچہ جب دیکھنے والے اُنہین دیکھکر تیموری اور
بابری سوارون کا اور اُنکی تگپوٹ بلغارون کا خیال کرتے تہے تو تعجب آتا تہا - لشکر
کے ادنے ادنے رسالہ دار کا یہہ عالم تہا کہ اسکے ساتھہ رسالہ ایک دولہہ کی برات
معلوم ہوتی تہی - خیال کرنا چاہیے کہ ایک ایک شاہزادہ کا اور خود بادشاہ کی
سواری کا کیا عالم ہوگا - غرض لشکر شاہی نے نشان چڑہایا اور دکن کو روانہ ہوا -
سب سے پہلے ایک ہاتہی پر علم اژدہا پیکر - پیچھے اُسکے ہاتھیون پر ہندوستان کا ماہی مراتب
اپنی ولایت کے طوغ وعلم - برنجی اور فولادی نقارے اور دمامے - بعد اُنکے ہزارون
ہاتھی - ہودج عماری سے سجے - سونڈہون مین فولادی زنجیرین لئے گلے مین ہیکلین
پیشانیان شام شفق کیطرح رنگین - اُس پر سنہری روپہلی ڈہالین - زربفت کی جہولین پاؤن
تک لٹکتی - کسی پر ہودج کسی پر عماری - ریشمی اور کلابتونی رسون سے کسی گردنون پر
جہاوت جنکے گلے مین زربفت کی کرتیان سر پر جوڑے وار پگڑیان - کمر مین کٹار -
ایک ہاتھہ مین گجہاک ایک مین انکس - جہومتے جہامتے چلے جاتے تہے - آگے
پیچھے چرکٹے سانٹے مار - بہالے بردار - برچہیت - باندار - فتیلے سلگاتے
بہاگے جاتے تہے ۔

پھر ہزارون سوارون کے پرے - سرسے پاؤن تک لوہے مین ڈوبے
بہادر نوجوان ترک بچے افغان - حبشی راجپوت - دو دو تلوارین باندہے فولادی
خود سرون پر دہرے - کمر مین تروڑی اور کٹار - پشت پر گینڈے کی ڈہال چار آئینہ

ہے۔ کہنیون تک دستانے چڑہے۔ ہاتہہ مین سات گز کا برچہا۔ نگاہون سے
خون ٹپکتا۔ موچہون کو تاؤ دیتے۔ گہوڑے اڑاتے چلے جاتے تہے۔ پہر
ہزارون سانڈہنیان خوش رفتار کہ جنکے سو سو کوس کے دم۔ انپر بانکے راجپوت
لال پگڑیان باندہے۔ زرد انگرکہے پہنے۔ آبی بانات کے پاجامے چڑہائے
ہتیار لگائے مہارین اٹہائے۔ جب یہہ گذر گئے تو سواری کے خاص خاصے
نظر آئے۔ عربی۔ ترکی۔ عراقی۔ یمنی۔ کاٹہیاواڑ کے دکنی۔ چاندی سونے کے
بہاری بہاری ساز۔ کسی پر جڑاؤ زین دہرا۔ کسی پر چار جامہ کسا۔ قجریان اور
پاکہرین پہونپہڑی جنمین قاقم وسمور کی جہالر۔ کلابتون کے پہندنے۔ گلے
مین سراکاؤ کی جوڑیان لٹکتی۔ سر پر کلگیان طلائی اور نقرئی۔ ریشمی باگڈورین
سائیسون کے ہاتہہ مین ایلیل کرتے اور چوکڑیان بہرتے جاتے تہے۔ اسکے بعد
عربی۔ رومی۔ تاتاری۔ فرنگی۔ ہندی باجے۔ نقیبون اور چوبدارون کے آوازے
دمامے کی چوٹ کے ساتہہ کڑکیتون کے کڑکون کا وہ سماں بندہا ہوا کہ بزدلون کے
دلونمین لہو جوش مارنے لگے۔ انکے بعد احدیون اور خواصون کا انبوہ کہ بندوقین
جنپر بانات کے غلاف۔ پہر خاص بردارون کا غول۔ سرو پر کشمیری شالین بندہی
کمخواب کے انگرکہے۔ زربفت کی ہما آستینین پہنے۔ گجراتی مشروع کے گہٹنے چڑہائے
صفہانی تلوارین سونتے مرصع قبضے ہاتہہ مین سنہری پہلی میان کمرمین۔ انکے
بعد سقون کا غول آیا کہ چہڑکاؤ سے روی زمین کو تر و تازہ کر دیا۔ غلام اور خواجہ سرا
انگیٹہیان اور عود سوز لئے۔ خوشبویون سے دماغ معطر کرتے چلے گئے پہر ارکان
دربار کے جہمگٹ مین شاہ خورشید کلاہ سفید ڈاڑہی۔ بڑہاپے کا نور مہنہ پر سوادا

مین سوار۔ ساتہہ ایک خاصہ کا گہوڑا۔ پیچہے سونے کی عماری ہاتہی پر دہری جرِ جب کا پیمانہ اور کوس کا پتا پٹتا چلا جاتا تہا۔ سواری سے کوس بہر پیچہے۔ سینکڑون ہاتہی مست جنگی۔ دیوزاد کیصورت۔ ستکونپر فولادی ڈہالین۔ ایکا کالی گہٹا چلی آتی تہی۔ کہ جسطرح بجاے پانی کے مستی ٹپکتی تہی۔ پیچہے چیتون کے چہکڑے آنکہونپر زردوزی دیدہ بند۔ کمر مین کلابتونی اور ابریشمی حلقے پڑے۔ ساتہہ ہی شکاری کتے تازی۔ ولایتی۔ بودار۔ بلڈوگ۔ کہ شیر کا سامنا کرین اور پلنگ سے منہہ نہ پہیرین۔ پیچہے کوسون تک شاہزادون اور ارکان دولت کے لشکر۔ راجون اور مہاراجون کی فوجین۔ پیادون کے غول۔ اور سوارون کے رسالے رنگارنگ کے نشان جداجدا پہریرے اڑاتے چلے آتے تہے۔ بہیرو بنگاہ کا تانتا لگا تہا کہ جسکا صبح سے شام تک خاتمہ نتہا ٭

غرض[1] شاہ فتح نصیب نے پہلے شاہزادون کو روانہ کیا انہون نے جاکر سرحد کے قلعون سے چہیڑ چہاڑ شروع کی اور بیجاپور اور حیدرآباد پر بہی فوجین گئین۔ دکہنی جوان ایک ایک قلعہ اور گڑہی پر ایسے جان توڑ توڑ کر مٹے کہ بادشاہی سپاہ کے بہی چہوٹ چہوٹ گئے۔ اور اورنگزیبی تدبیرین اور انکے جاسوسون کی تحریرین کچہہ کام نکرتین یہہ باہر سے بندوبست کرتے۔ مگر وہ بہادرانہ حملون اور دلاورانہ مقابلون سے ایسی ایسی کہین دیتے کہ بادشاہ کے قدیمی جان نثار اور بڑے بڑے سپہدار ندامت پر ندامت اٹہاتے۔ آخر محاصرہ سے تنگ ہوکر حاکم بیجاپور نے اطاعت اختیار کی اور حیدرآباد اور گولکنڈہ کی نوبت آئی — عالمگیر عقل و تدبیر مین سکندر کو اور شجاعت مین رستم و اسفندیار کو خاطر مین نہ لاتے تہے۔ اور اخبار نویسون کی بہرو سے

[1] یہہ حالات سیر المتاخرین اور خافی خان کی تاریخ سے درج کئے گئے ہین ۱۲

یہہ سمجھے ہوئے تھے کہ کوئی بات مجھہ سے مخفی نہین - چنانچہ کسی سردار پر بزدلی کا الزام کسی امیر پر بے لیاقتی کا جرم قائم کیا - بلکہ جن نمکحلالون نے حد سے زیادہ جان نثاریان کین تھین انہی کو سازش کی تہمتین لگائین - انتہا یہہ کہ ولیعہد سلطنت کو مع اسکی بی بی کے ادنے گنہگارون کیطرح قید کیا غسل اور حجامت تک بند کردی اور زیور اور ضروری اسباب سب چھین لیا - اور اسمین بھی شک نہین کہ طرفثانی آخر مسلمان تھے - اور چونکہ یہہ لڑائی بادشاہ نے فقط شوق طبیعت اور وسعت سلطنت کے اشتیاق مین اٹھائی تھی اسمین لاکھون مسلمان کا خون ناحق ہوتا کسیکو بھلا نہ معلوم ہوتا تھا - غرض بادشاہی لشکر اور سلطنت کے سامان کے سامنے ایک صوبہ کی کیا بساط ہے ! برسون کا طول کھینچ گیا - چنانچہ اس عرصے مین بعض قلعے فتح ہوئے بعض کے محاصرے سالہا سال تک قائم رہے آخر خود بدولت پہنچے اور تدبیرون کے جال پھیلانا شروع کردئے - چونکہ لڑائی مین ایسے کام کرنے کچھ فریب نہین بلکہ سپاہیانہ پیچ ہین اسلئے سازش کے سلسلے دوڑا کر ابوالحسن کے نوکرون کو توڑنا شروع کیا بہت سے ادھر کے بیوفا ادھر آگئے - شاہ مصلحت پناہ نے انکے دل بڑھانے اور درجے چڑھانے کے لئے اپنے پنجہزاری اور ہفت ہزاری منصبدارون کو موقوف کیا اور موروثی کاردار بیکار کردئے - غرض انواع واقسام کی تدبیرین اور رنگارنگ کی تجویزین ہوتی تھین لیکن چونکہ حقدار کا حق بھی ایک قوی زور رکھتا ہے اسلئے فتح کیصورت نہ دکھائی دیتی تھی بلکہ ہر بات مین ندامت حاصل ہوتی تھی *

ایک دفعہ بہت سے مشورہ اور گفتگو کے بعد یہہ ٹھیری کہ خان فیروز جنگ جوان دنون مین بڑی چلتی تلوار نکلا تھا رات کو شبخون کرے اور کمندین ڈالکر قلعہ

پر چڑہ جاسکے چنانچہ وہ ایک سب بڑے بڑے جانباز سپاہیون کو ساتہہ لیکر
رات بھر اندھیری رات کی چادر مین چھپا رہا - صبح ہوتے کمندین اور زینے لگادئے
اور جب سپاہی اُنپر چڑہنے لگے تو حاجی محراب مقرب خاص کہ اکثر معاملون مین خفیہ
گٹہہ جوڑ اُسکا کام تہا - اِنکی کارگزاری دیکھنے کے لئے کہین لاگا ہوا تہا - وہ اُسی
وقت دوڑا ہوا آیا - بادشاہ ابہی سجّادہ پر تہے کہ دور ہی سے مُجرے سلام مبارکباد
کرنے لگا - یعنی فوج قلعہ پر چڑہ گئی - بادشاہ بھی باوجود اپنی تمکنت و وقار کے خوشی
کے مارے اُٹھہ کھڑے ہوئے اور اشارہ کیا کہ ہون یعنی فتح کے شادیانے کیون نہین
بجاتے - ساتھہ ہی پوشاک پہنکر سواری منگائی اور خود تماشا دیکھنے کو تیار ہوئے
تمام آس پاس کے لوگ آتے تہے اور آداب تسلیم بجالاکر مبارکبادین دیتے تہے اتنے
مین خبر آئی کہ منصوبہ الٹا پڑا اور جان نثارون کو بڑی چشم زخم پہنچی - صورت یہہ ہوئی
کہ برجون کے پہرہ دار انکی آہٹ سنکر ہشیار ہو گئے - مگر دغاباز چپکے بیٹھے رہے - بلکہ
ہتیار لگا لئے اور لوہے کے نیچے ہاتھہ نیر چڑہا لئے - جون ہی نیچے والون نے
فصیل سے سر نکالا - اُنہون نے پہلے ہی وار مین پگڑیان اور خود اُڑا ئے - بعد
اسکے سر کھوٹ اور منہہ نوچ نوچکر اسطرح دھکیلا کہ اوپر والون نے اپنے نیچے
والون کو لیتے ہوئے زمین پر آکر دم لیا - جو زندہ رہے خراب خستہ لوٹتے پیٹتے
ڈیرون مین آئے - مگر ایک کیفیت نہ پہچانی جاتی تہی - بادشاہ کے نمک حلال
اخبارنویس اور معتبر جاسوس جنپر کل کاروبار کا مدار تہا اُنہون نے اس حملے کے بگڑ جانے
کی اصل دریافت کرکے حق نمک ادا کیا اور لکہا کہ دلیرون کی دلیری مین کچھہ شک شبہہ
نہین مگر حقیقت یہ ہے فصیل پر ایک کتّا بیٹھا تہا وہ ناپاک انکی آہٹ سنکر بھونکنے لگا

کہ پہرہ دار جاگ اٹھے - نہین تو آج قلعہ کے فتح ہو جانے مین کچھہ باقی تھا - چنانچہ
ابوالحسن اُس کتے کی نمک حلالی سے بہت خوش ہوا ہی سونے کی ہنسلی اور زنجیر
گلے مین پہنا کر زربفت کی جھول کا خلعت دیا ہے اور وہ منصب و خطاب عطا
کیا ہے کہ تمام منصبدار اُس سے رشک کرنے لگے ہین - چونکہ ایسی ہی خبرین حضور مین بہ
سلطنت کے راز سمجھی جاتی تھین اسلئے شاہ با تدبیر نے بہی اخبار نویس کو خوشنودی
مزاج کا پروانہ لکھا -

ایک دن بہت مینہہ برسا - قلعہ کی فوج اُسی عالم مین نکلی اور راس دلاوری سے حملے
کئے کہ مورچالون کے دہوئین اُڑا دئے - اور بارہ نامو منصبدارون کو پکڑ لیگئے
تانا شاہ نے کئی دن انہین مہمان رکھا اور غلہ اور رسد کے سامان جو انبار در انبار
بھرے پڑے تھے سب دکھائے - بعد اسکے خلعت دیکر رخصت کیا اور بادشاہ کے لئے
عرضی بہی دی - خلاصہ اُسکا یہہ تھا کہ اختیار ریا بے اختیاری سے جو کچھہ خطا ہوئی
فدوی اُسکی سزا کو پہنچا - اب امیدوار معافی کا ہون اور قلعہ کا حال یہہ ہے کہ
رحضور نے فتح کیا تو آخر یہہ پامال ملک کسی جان نثار کو عطا کر کے تشریف لیجائینگے
ہ جان نثار آپ فدوی ہی کو تصور فرمائین - حضور پر روشن ہے کہ لشکر منصو
ے اسقدر قیام کرنے سے یہہ ملک آشیانہ جغد و بوم سے بدتر ہو گیا ہے - جسکو
پ مقرر کرینگے وہ اپنے اور اپنے منصبدارون اور فوج اور دفتر کے لئے سالہا
ال تک یہانکی آمدنی کے علاوہ لاکھون روپیہ خزانہ شاہی سے لیگا - مین اپنا
راج معمولی بدستور دیتا رہونگا اور اُسکے علاوہ جب آپ تشریف لاوینگے تو پہر کروڑ
لاکہہ روپیہ داخل کرونگا - بلکہ جتنی دفعہ کہ ابتک حضور مورچہ پر آئے اور گئے یاد

سمت کو قدم رنجہ فرمایا ہے اُسکے شکریہ مین معمولی نذرانہ الگ حاضر کرونگا۔ یہہ سب
باتین فقط اسلیئے ہین کہ طرفین کے مسلمان اور بندگان خدا ناحق نہ مارے جائین۔
اور حضور کی سپاہ کے لوگ جو برسون سے گہر کو ترس گئے ہین۔ یہہ عیال و اطفال کی
جدائی کا رنج نہ اُٹھائین۔ اگر یہہ عرض بہی قبول ہو تو اتنی اجازت ضرور ہو کہ پانچ
چہہ لاکہہ من غلہ جو جلال غلام نمک حلال حضور کا خود دیکھہ گیا ہے وہ لدوا کر بہیج دُون
کیونکہ سنتا ہون حضور کے لشکر مین رسد کیطرف سے بڑی تکلیف ہے ۔

تمام لشکر جو کئی برس سے یہان پڑا تہا اس مضمون کو سنکر خوش ہوگیا اور تاناشاہ
کی تعریفین کرنے لگا۔ مگر بادشاہ نے اسکا جواب کچہہ نہ لکہا۔ ہان زبانی بہت سی
باتین کہین۔ خلاصہ انکا یہہ تہا کہ اگر وہ فرمانبردار بنتا ہے تو دروازے کہولدے کہ
ہمارے آدمی جائین اور طوق زنجیر پہنا کر لے آئین۔ بلکہ برخلاف اسکے برار کے حاکم کے
نام حکم بہیجا کہ پچاس ہزار تہیلے ٹاٹ کے بہیجدو کہ دوبارہ خندق کو بہر کر قلعہ پر حملہ ہو
اہل فوج سنکر کہنے لگے کہ کاش تاناشاہ کا پانچ لاکہہ من غلہ آجاتا ہو تا کہ بہوکون
کی جانین بچ جاتین اور تہیلے خندق کے کام آتے ۔

لشکر کے دل شکستون کے دل بڑہانے کے لئے۔ ایکدن خود بدولت نے وضو
کر کے نماز پڑہی۔ اور سجادہ پر بیٹہکر پہلا تہیلا دست مبارک سے سیا اپنے ہاتہہ سے
اسمین خاک بہری اور حکم دیا کہ پہلے اسی خندق مین ڈالین اور ساتہہ ہی سرنگین
لگانی شروع کین۔ چندروز کے بعد ایکدن رپٹ گزری کہ سرنگین تیار ہوگئین اور باروت
فتیلے سب درست ہین۔ اسیوقت حکم پہنچا کہ پہیر بازار کے لوگ رات کو قلعہ کے پیچہے جاکر
چہپ جائین اور صبح ہوتے خوب دلیرانہ غل مچائین تا کہ قلعہ والے اُدہر فصیل پر جہکین

اور یہان سرنگون کو آگ دکھائی جاے - چنانچہ اُسی وقت حکم کی تعمیل ہوئی اور دوسری
طرف کو تمام فوج ہتیار سج کر حملہ کو تیار کھڑی ہوگئی - مگر جب فتیلون کو آگ دی تو سرنگ
باہر کیطرف سے اُڑ کر رہگئی - اور مصیبت یہہ ہوئی کہ جو خاک پتھر اُڑے وہ اُدھر
ہی آئے - چنانچہ لشکر منصور کے صد ہا بہادر اور نامی منصبدار ضایع ہوگئے - آخر
بادشاہی جاسوسون نے پھر حق نمک ادا کیا اور سراغ نکالا کہ قلعہ والون کو خبر
ہوگئی تہی وہی چوہے تھے اندر سے سرنگین توڑ کر بارود چرا لیگئے - اور نہر کاٹ کر
پانی ادھر توڑ دیا - چنانچہ باہر کا حصہ خشک باقی تھا وہ اُڑگیا - یہی سبب تہا کہ ملبہ
اُسکا ادھر ہی زور کرکے آیا اور لشکر کے بہادرون کو تباہ کیا - یہان بادشاہی
مورچون کے لوگ قلعہ کی دیوار کیطرف حیران دیکھہ رہے تہے کہ کب گرے اور ہم
آگے بڑھین اندر سے قلعہ کی فوج دفعتًہ آنگری - اور مار مار کرکے مورچون مین ایک
قیامت برپا کردی - آخر بہت سی جانین دین اور اُن سینہ زورون سے پیچھا چھڑایا و
ادھر تو اپنی مردون اور مجروحون کو سنبہال رہی تہے کہ دوسری سردار نے اپنی نقب کو
آگ دیدی - وہان بہی دغا باز اپنا کام کرگئے تہے وہ نقب جسقدر اُڑی اُس سے بہی
آفت برسی اور پہلے سے بہی دوچند بہادرون کا خون ہوا - یہہ حال سنکر پھر بادشاہی کے
دریا میں طوفان آیا - خود سوار ہوکر مورچہ پر آئے اور دہاوے کا حکم دیا - بے ادب
گستاخون نے بادشاہ کا بہی خیال نہ کیا ایسی توپین مارین کہ کئی گولے چتر شاہی پر
تصدق ہوئے اور کئی پاؤن مین گرے - برابر سے ایک خواص کا ہاتھ اُڑگیا اُسپر بہی شاہ
مستقل مزاج شوق فتح مین برابر حملہ کا حکم دئے جاتا تھا - مگر غضب یہہ ہوا کہ باران بے محل
آسمان سے نازل ہوا - اُسنے سارا کام مٹی کردیا - کہ توپ بندوق سے لیکر کمان تک

بیکار ہوگئی۔ وہ دمدمے جو لاکھون روپیہ اور ہزارون آدمی کی جانفشانی سے
تیار ہوئے تہے سب بیٹھہ گئے۔ اور جو ٹیلا حضور نے بعد نماز کے باوضو سیا
تہا وہ بہی بہہ گیا۔ سواری خاصہ کا ایک ہاتہی کہ مبصرون نے چالیس ہزار روپیہ
اسکی قیمت آنکی ہوئی تہی وہ بہی ساتہہ تہا۔ گولا کہا کر بہاگا اور کیچڑ مین پانو بہسل کر
حضور کے سر پر قربان ہوا۔ اتنے مین قلعہ والی باغی پہر شیر ہوکر اندر سے نکلی۔ حضور
فوج کو سنبہال کر نہایت شجاعت اور کمال احتیاط سے پیچہے ہٹے۔ مگر انہون نے
دمدمو پر آ توپین اور بہت سا سامان جو ہزار مشکل سے وہان تک پہنچا تہا آسان
لے لیا اور خاطر جمع سے قلعہ مین چلے گئے۔ توپین جو چل سکین وہ لین باقی
مین میخین مار گئے۔ دوسرے دن پہر حضور سوار ہوئے اور بہادر حملے کے لئے تیار ہو
ایسی ایسی باتون سے جب بادشاہ بہت تنگ ہوئے تو ابوالحسن تاناشاہ کی عملداری
کی خلاف شرع باتون سے ناراض ہوکر حیدرآباد کا نام دارالجہاد رکہا۔ اور جنگ
دین کی نیت سے لڑائی شروع کی۔ مگر اپنے لشکر اسلام کے لوگ ایسے بداعتقاد تہے
کہ خلیفۃ اللہ کے فتوے پر ذرا خیال نکرتے تہے۔ بلکہ [illegible] کنار۔ لڑنا گناہ محض
سمجہتے تہے۔ جو ادہر کے لوگ ادہر ٹوٹ کر آتے تہے [illegible] مین تالیف قلوب کے
لئے عہدے ملتے تہے اسے اپنی حق تلفی سمجہتے [illegible] اور بے سامانی اور اہل و
عیال کی جدائیون سے تکلیفین ہوتی تہین [illegible] بادشاہ کی بے تدبیری کہتے
تہے۔ اور جب اپنی جانفشانی اور [illegible] ہوتے تو بادشاہ کی بدنیتی خیال کرتے
تہے۔ اگر بادشاہ سازش کا احتیاط کرکے انکا عہدہ گہٹاتا تو باوجودیکہ خانہ زاد قدیم
تہے پہر بہی برا مانتے تہے۔ اور آپسمین چکا بتین کرتے تہے بلکہ اسکی بدتدبیریان پہ

...ملک ہنستے تھے - مگر اسپر بھی خود بادشاہ اور اُسکے سردار با وفا تدبیر کرنے سے بین
...بھی کوتاہی نہین کرتے تھے - چنانچہ اور سامان جنگ کے ساتھہ عاملون اور
...حرون کے عمل بھی کام مین آتے تھے ۔

...قلعہ کو فوج شاہی گھیرے ہوئے پڑی تھی - کوئی مکار عامل لشکر مین آیا اور
...ہر کو ایک دعوی سے قلعہ کے فتح کروا دینے کا بیڑا اُٹھایا - سپاہ اور سپہ سالار
...لون کے مارے تنگ آگئے تھے - سب نے غنیمت سمجھا - اور اُسکی طرف رجوع کی اُسنے
...بب عجیب پکھنڈ باندھے - اور بڑے بڑے دعوے کئے - بموجب اسکے کہنے کے
...رچے کے پاس ایک بڑا کنگھڑ تیار ہوا اور اُس متفنی نے ایک موٹا روئی دار دگلہ
...ریشم کا بھرا ہوا چلتا پہنا - اسپر ببر کا لبادہ اوڑھا - اور ایک زنجیر طلائی کہ وزن
...ن سوا دو سیر سے کم نہی ہاتھہ مین لیکر بڑی گھمنڈ سے کھڑا ہوا - چند الفاظ بیمعنی منتر کی
...ر پڑھنے شروع کئے اور کہدیا کہ جسوقت ہم اشارہ کرین اُسی وقت حملہ کردینا - اگرچہ
...حتل سار نے تیر و تفنگ کا بند و بست پکا کر لیا تھا - مگر کوئی ٹھنڈا گولا یا پتھر ایسا آکر
...یا کہ خود کنگھڑ سے گرا اور گرتے ہی ٹھنڈا ہو گیا - آخر دو تین دن کے بعد فتح سے نا امید
...کر محاصرہ اُٹھا لیا - چنانچہ سب سردار لباس بدل بدل کر چلے - اور چلتے ہوئے کمینے
...ملا اُس کنگھڑ کو بھی آگ لگا دی - قلعہ والے پیچھے دوڑے اور چلانے لگے کہ اپنے کنگھڑ
...تو جل لینے دو - اِسکی راکھہ منہہ پر مل کے جانا کہ اچھی طرح صورت بدل جائے ۔

...یہ سب باتین تھین مگر بادشاہ اندر سے جو خفیہ سازشون کی سرنگین لگاتے تھے وہ سب سے
...یادہ کارگر ہوتی تھین - فی الحقیقۃ ایسے مرد آزمائی کیوقت مین راہ رفاقت پر ثابت قدم رہنا بڑے
...ردو نکا کام ہے - چنانچہ بہت سے نامرد نمک حرام اپنے ولینعمت کو چھوڑ کر ادھر سے ادھر

آن ملے۔ اور چونکہ وہ اسملک کے حالات اور سلطنت کی معاملات سے بخوبی واقف تھی اسلیے تاناشاہ کو کہ بے یار و مددگار دشمن کے منہہ کا شکار رہگیا تھا بالکل ضعیف کردیا۔ باوجود اسکے وہ استقلال کی تصویر اپنی جگہہ سے نہ ہلی۔ اور باوفا نمک حلال اُسکے اسطرح لڑتے اور جانین فدا کرتے رہے۔ کہ جانبازی اور جانفشانی قیامت تک انکے نام کی قسم کھایا کریگی۔ مگر ساری مہم کا خون ایک نمکحرام بے ایمان کی گردن پر رہا۔ یعنے قلعہ مین ایک دروازہ پر کسی افغان سردار کے ماتحت فوج تھی وہ بدذات ملگیا۔ اور آقا کا گھر بگاڑ کر آخرت کا عذاب اپنی گردن پر لیا۔ چنانچہ دن کو بڑے زور سے لڑائی ہوئی اور دن بھر اہل قلعہ نے اس زور شور سے فوج شاہی کے حملون کو دفع کیا کہ سب کے منہہ پھر گئے۔ شام کو طرفین کے بہادر اپنے اپنے خیمہ گاہون کو پھرے۔ اسوقت محمد اعظم عزیز فرزند بادشاہ کا اور کئی عمدہ سپہ سالار فوجین لیکر اُسی دروازہ کیطرف پہنچے جدھر افغان مذکور کا مورچہ تہا۔ چنانچہ اُس نمکحرام نے چپکے سے دروازہ کہولدیا۔ فصیلونمین بھی جابجا سوراخ ہو گئے تھے تمام فوج بادشاہی سیلاب کیطرح قلعہ مین گھس گئی۔ اور دفعتہً ایک غل اُٹھا کہ تمام قلعہ مین ہلچل پڑگئی۔ جو جانباز تمام دن توپ و تفنگ سے سینہ بسینہ رہے تھے بہر دوڑے۔ اور باقی رات اسطرحکی تلوارین مارمار کر کاٹی کہ وفاداری کے چہرے گلزار اور جان نثاری کے پھول شاداب ہوگئے۔ غرض جب صبح نے رات کا گریبان چاک کیا۔ اور تارون نے آنکھونمین آنسو ڈبڈبا کر دامن سحر مین منہہ چھپایا تو فتحیابون نے اور بھی زور دیا۔ اور تاناشاہ کو موت سامنے دکھائی دی۔ ساتھہ ہی حرم سرا سے فریاد و زاری کا غل اُٹھا۔ اُسوقت دیوانخاص سے اُٹھکر گھر مین گیا۔ در و دیوار پر اُداسی اور سوگواری برس رہی تہی۔ ہر طرف نظر حسرت سے دیکھا۔ ہر ایک کو سامنے بلا کر تشفی اور

دلاسا دیا۔ اور ایک ایک سے حق بخشوا کر رخصت ہوا۔ بعد اسکے باہر آیا۔ اور اُسی صبر و
وقار سے مسند پر بیٹھ گیا۔ خبردار نے خبر دی کہ چند سردار فوج عالمگیری کے شاہزادہ
کے دربار سے اسطرف رخصت ہوئے ہین۔ چونکہ اسکے کہانیکا یہی وقت تہا۔ اسواسطے
بموجب معمول کے بکاول کو حکم بھیجا۔ اور بن بلائے مہمانون کے انتظار مین توقف کیا۔ باوجود
اسکے چہرہ پر وہی بشاشت تہی اور تیوری پر بل تک نتھا۔ اتنے مین سرداران ہتہ کو
ہتیار سجے ننگی تلوارین ہاتہون مین لئے پہنچے۔ اس صاحب اخلاق نے خود سلام علیک
مین سبقت کی پھر بہی تاناشاہ تہا۔ بادشاہی آن بان کو نہ چھوڑا۔ یعنے ہاتہہ سر پر نہ رکھا
مگر نہایت گرم جوشی اور تپاک سے اور آداب ریاست کے لحاظ سے بات کی اسکی ریاست نے
ایسا رعب ڈالا کہ وہ بہی کچھہ کہہ نہ سکے۔ اور آکر خاموش بیٹھہ گئے۔ اتنے مین دور روشن
ہوگیا تہا۔ بکاول نے عرض کی کہ صحنک تیار ہے۔ تب اُسنے اجازت چاہی اور اُنہین
بہی چلنے کے لئے کہا۔ اگرچہ کسی عالمگیری نمکخوار اجازت کے روادار نتہے۔ مگر کچھہ انسانیت
کے نمک پروردہ بہی اُنمین تہے۔ چنانچہ اُنہون نے اشارہ کیا کہ جو کچھہ ہونا تہا دہ ہوچکا
ایسی ادنی بات پر حکومت جتانی تنگ ظرفی معلوم ہوگی۔ چنانچہ کہانے کی اجازت دی
ورخود بہی شریک ہوئے۔ ایک سردار نے طعن سے کہا کہ یہہ کیا وقت کہانیکا ہے تاناشاہ
نے نہایت بے تکلفی سے کہا کہ ہان مین اسی وقت کہانا کہایا کرتا ہون۔ اسنے کہا کہ
یہہ تو مین جانتا ہون۔ مگر اس حال مین آپکا جی کہانے کو کیونکر چاہتا ہے۔ جواب دیا
البتہ علی العموم تو لوگونکا یہی حال اور خیال ہے۔ مگر انسان کو خدا پر بہی نظر رکہنی چاہئے
بادشاہ و گدا دونو کا خالق ہے۔ باپ دادا نے نہایت فارغ البالی سے عمر گزاری
مینے چند روز نہایت فقیری اور تنگدستی اُٹھائی۔ پھر خدا کی عنایت ہوئی تو اس

ہمیشہ دار کو اس درجہ پر پہنچا دیا کہ جسکا وہم و گمان بھی تھا۔ یعنی ایکدم مین بادشاہ
ہوگیا۔ الحمد للہ کہ اب کوئی آرزو باقی نہین۔ لاکھون حاصل کئے۔ اور لاکھون
وے ئے۔ عالم سلطنت مین جو باتشانہ عمل ہوئی اسکی تنبیہ و نادیبے لئے خدا
عالم نے بادشاہت دی۔ مگر الحمد للہ کہ استقلال اور اختیار کا سررشتہ اسیطرح
میرے ہاتھہ مین رکھا ہے۔ غرض کہانا کہا کہ پھر آیا۔ آپ بان کھایا۔ اور دن کو
کھلایا۔ عطر لگایا۔ اور اسی آن بان اور رو کے لئے اطمینان سے سوار ہوکر چلا۔ قلعہ
کے دروازہ پر اعظم شاہ ایک مختصر خیمہ مین بیٹھا تھا اور دم دم کی خبرین پہنچ رہی
تھین اسکے پاس لیگئے۔ ملاقات کے وقت گلے سے نایاب موتیون کی ایک مالا
اتار کر شاہزادہ کو تحفہ کے طور پر دی۔ بعد اسکے دربار شاہی مین آیا۔ یہان
سوائے ذلت و خواری کے اور کیا توقع تھی۔ چنانچہ قید ہوکر دولت آباد کے
قلعہ مین گیا اور وہان سے عالم بقا کو پہنچا ✝

عالمگیر دکن کے ملکون کا انتظام کر رہا تھا کہ بڑہاپے کے سبب بیمار ہوا جب
وقت قریب آیا تو ملک کو تین حصون مین تقسیم کرکے تینون بیٹون کے لئے
وصیت نامہ لکھدیا۔ اور آپ اس ملک فنا سے رخصت ہوا

عالمگیر کے بلند ارادے اور مستحکم استقلال اکثر موقع پہ قابل تعجب تھے۔ چنانچہ اکبر
کے عہد سے یہ آئین مقرر تھا کہ بادشاہ ہفتہ مین دو دفعہ ہاتھیون کی لڑائی کا
تماشا دیکھا کرتے تھے۔ شاہجہان کے سامنے ایکدفعہ دو مست ہاتھی لڑ رہے تھے
خود بادشاہ جھروکہ مین بیٹھے ہوئے تھے اور اکثر شاہزادے امرا وغیرہ خاص و عام نیچے
تماشا دیکھہ رہے تھے عالمگیر کی چودہ برس کی عمر تھی اور گھوڑے پہ سوار کھڑا تھا

اتفاقاً ایک ہاتھی بھاگا اور جدھر یہہ کھڑا تھا اُدھر ہی آیا۔ سب بھاگ گئے مگر
یہہ اُسیطرح اڑا رہا۔ اور جب ہاتھی حملہ کرکے آیا تو ایک برچھا کان مین مارا کہ سر
مین غرق ہو گیا۔ ہاتھی نے چاہا کہ گھوڑے کو سونڈ مین لپیٹ کر دے مارے گھوڑا
اسطرح جھکا کہ یہہ پشت سے گرا اور پھر اُٹھکر تلوار سونت ایک ہاتھ سونڈھ پر مارا۔ اس عرصہ
مین اور جان نثار آپہنچے اور ہاتھی بھاگ گیا۔ بادشاہ نے ہزارون روپے تصدق
کئے۔ اور سمجھایا کہ نورچشم ایسی موقع پر اسطرح اڑا رہنا نہین چاہئے ہٹ جانا چاہئے تھا۔ اسنے
ہاتھ جوڑکے کہا کہ غلام ہٹنے کو پیدا نہین ہوا۔ اس استقلال نے سخت مزاجی کو پہنچکر
یہانتک نوبت پہنچائی کہ غیر تو درکنار سگے بھائیونکا وہ حال کیا۔ باپ کو ایسا
قید کیا کہ قید زندگی سے چھوٹکر اُسکی قید سے چھوٹا

مشہور ہے کہ عالم قید مین ایکدن باپنے کہلا بھیجا کہ خالی بیٹھے بیٹھے جی
گھبراتا ہے۔ چند لڑکے ہی بھیجدیا کرو کہ اُنہین سبق پڑھا کر دل بہلایا کرون۔ عالمگیر
نے سنکر کہا کہ ابتک حکومت سے حضرت کا جی نہین بھرا؟

عالمگیر کو ہر قسم کے لہو ولعب سے یہانتک کہ شعر و سخن سے بھی بالکل نفرت تھی چنانچہ
دیوان حافظ کا درس مکتبون سے موقوف کروادیا تھا۔ مگر باوجود اسکے گلستان
اور دیوان حافظ ہر وقت سرہانے دھرا رہتا تھا۔ بعض مصاحبون نے اسکا سبب
پوچھا۔ جواب دیا کہ لوگون کی طبیعتین خام ہین۔ حافظ کے اصل معنی پر خیال نہین
کرتے۔ ناحق شراب گلنار اور معشوق گلرخسار کے نام سنکر مست ہو جاتے ہین اسلئے
اُنہین اسکا دیکھنا جائز نہین

شاعرون کا بازار اسکے عہد مین سرد ہو گیا تھا مگر دربار مین اکثر امیر ہی موزون طبع

اور عالی دماغ تھے - بعض دفعہ ایسے قصیدے کہکر لاے کہ خود ہی محظوظ ہوکر اسکے اشعار کو پڑھتا رہا - مگر جب وہ پڑھ چکے تو اونسے فرمایش مین یہہ کہا کہ آیندہ ایسے بیفایدہ کام مین اوقات ضایع نہ کریا - باوجود اسکے کبھی کبھی خود بھی شعر کہتا تھا چنانچہ اُسیکا شعر ہے ؎ غم عالم فراوان است ومن یک غنچہ دل دارم ٭ چسان در شیشۂ ساعت کنم خاک بیابان را ٭

لطیفہ حالت شہزادگی اور عالم نوجوانی مین ایک حرم سے محبت تھی وہ قضا الہی سے مرگئی - چنانچہ نہایت رنج ہوا اور جی بہلانے کے لئے دوسرے دن شکار کو سوار ہوا جنگل مین جاکر جب خواص خدمتگار ادھر اُدھر پھیل گئے تو عاقلخان نام ایک امیر نے چپکے سے عرض کی کہ اس رنج و ملال مین شکار کی تکلیف وراے آبدیدہ ہوکر یہہ شعر پڑھا ؎ نالہا ہر کلبۂ احزان تسلی بخش نیست - در بیابان میتوان فریاد خاطر خواہ کرد - عاقلخان نے اپنا شعر پڑھا ؎ عشق چہ آسان نمود آہ چہ دشوار بود ہجر چہ دشوار بود یار چہ آسان گرفت ٭ یہہ سنکر زار زار آنسو جاری ہوگئے جب دل ٹھیرا تو پوچھا کہ یہہ کسکا شعر ہے ؟ اُسنے عرض کی ایسے شخص کا ہے جو حضور کے سامنے اپنے تئین شاعر نہین کہہ سکتا - مسکرایا اور کئی دفعہ پڑھوایا -

قدیم سے قاعدہ تھا کہ جب بادشاہ تخت پر بیٹھتا تھا تو سب شعرای بادشاہ اسکا سکہ کہکر لاتے تھے - اور جسکا سکہ پسند آتا تھا اُسے ایک لاکھ روپیہ انعام ملتا تھا - اسکے لئے بھی لوگ سکے کہکر لائے - اُنہون نے کہا کہ ہمنے بھی اپنا سکہ کہا ہے تم سب دیکھو اور اپنی رای ظاہر کرو - چنانچہ روپیہ کے لئے یہہ کہا ؎ سکہ زد

جہاں جو بدر منیر شاہ اورنگ زیب عالمگیر اور اشرفی پر یہ سکہ زدو
یان جو مہر منیر شاہ اورنگ زیب عالمگیر نے متفق اللفظ اقرار کیا
حقیقت میں اس سے بہتر سکہ نہیں ہو سکتا- چنانچہ وہی سکہ جاری ہوا

سیواجی

کہتے ہیں کہ دکن کے ملکوں میں مالوجی نام ایک سردار تھا- خاندان اسکا بہوسلا
کہلاتا تھا اور چند خود اپنے سواروں سے بیجاپور کے دربار کا ملازم تھا- انہی مالک
ن لکھہ جی جادو راؤ بھی ایک نامی سردار تھا کہ دربار نکور سے دہ ہزاری منصب
رکہتا تھا اور مالوجی کی نسبت ذات میں بالادست شمار ہوتا تھا- ایکدن جادو راؤ کے
میں کسی تہوار کی تقریب سے بڑا جلسہ ہوا- تمام ٹھاکر سردار آکر جمع ہوئے- مالوجی بھی اس
سہ میں آیا اور ساتھہ اپنے چھوٹے سے بیٹے کو بھی لایا- بچہ کی پانچ برس کی عمر تھی
ساہجی نام تھا محفل میں کھیلتا پھرتا تھا- اتفاقاً جادو راؤ کی چھوٹی سی بیٹی کھیلتی
ہوئی ہیں آگئی- چونکہ صحبت بے تکلف تھی- جادو راؤ نے دونو بچوں کو دونوں زانو
بٹھالیا- اور باتوں باتوں میں کہنے لگا کہ بچپنے کا زمانہ عجب زمانہ ہے اور اس عمر میں آگے پیار زندگی
ہو تو انکا بیاہ رچانا ہے- مالوجی سنتے ہی بول اٹھا کہ ساری سبھا گواہ رہے میرے
زند کا رشتہ جادو راؤ جی کی بیٹی سے ہوگیا- اگرچہ جادو راؤ کی عالی خاندانی اور بلند
نی ہیہات کی برداشت نکر سکتی تھی مگر مالوجی کا اقبال بھی اب اوج عروج دکھانے لگا تھا
سلئے بدمزہ ہو کر چپکا ہو رہا- چند روز کے بعد مالوجی کا ستارہ اور بھی چمکا اور احمد نگر
کے دربار سے پنجہزاری کا منصب اور ملک حاصل کیا جسکا راج گدی مقام پونا تھا- مگر اُس

ستگاہی کا دعویٰ اسنے اب بھی نچھوڑا - اور فی الحقیقت اب دعویٰ کچھہ بچا بھی تھا - چنانچہ جہانگیر
بھی راضی ہوگیا - چند روز کے بعد ہرساجی جوان ہوگیا - ادھر لڑکی نے بھی ہوش سنبھالا - غرض
دونو کی سنجوگ نے ایسا زور کیا کہ خاندان کی ریت رسوم کے بموجب شادی ہوگئی - بڑے
بڑے حاکم اور فرمانروا بیاہ میں آئے - احمد نگر کا بادشاہ اپنے دربار سمیت براتیوں میں
شامل ہوا - لیکن عجب یہہ لگن اور مبارک گھڑی سے یہہ بیاہ رچا تھا جسکا گل مراد
یہہ کھلا کہ چند سال کے بعد سیواجی پیدا ہوئے - جنکے قدم سے مرہٹوں کے خاندان
میں حکومت کی بنیاد پڑی - جب سیواجی ۳ برس کا تھا جو ساہجی اسکے باپ نے ایک دوسری شادی
کرلی اور بیٹے کو ماں کے پاس بھیجدیا - وہان داداجی نام ایک نامی گرامی نیتہہ کا گرو تھا
تعلیم تربیت کے لئے اسکے سپرد کردیا - یہہ ہونہار لڑکا وان پرورش پاتا اور وہ تربیت
پاتی جو ایسے ہونہار الوالعزم کے لئے چاہئے تھی - پڑہنے لکھنے کیطرف تو خیال نکیا مگر تیر اندازی
نیزہ بازی شمشیر زنی شہسواری - وغیرہ سپہگری کے ہنر حاصل کئے - جب ہوش سنبھالا
تو ہندو کی ریت اور جوہر ذاتی سے ایک جتی ستی پکے عقیدہ کا ہندو نکلا - اسکو اپنی
زبان میں لکھی اور کہانیاں اور نظم کی داستانیں سننے کا بہت شوق تھا - چنانچہ انکے
جوش کلام نے دل میں اور بھی خروش پیدا کیا - اور یہہ شوق ہوا کہ جو مضامین ان کہانیوں
میں سوتے ہوئے ہیں انہیں میں میدان جنگ میں للکار کر بیدار کروں - جب ۱۹ برس
کا ہوا نوجوان جوان پہاڑی اور جنگلی اہل وطن موجود تھے - وہیں کے جنگل اور پہاڑوں
میں چند روز پھر کر شکار کی مشق کرتے کرتے آدم شکاری اور راہ ماری کے میدانوں
میں جا پڑا - اس اتفاقی تعلیم نے اسملک کے تمام رستے اور گھاٹیوں کی مقاموں سے
آگاہ کیا - گویا جنگل اور پہاڑوں کی بن اسکے دل کی امنگ کے لئے پرورش کا پنگوڑا

ہو گئے۔ جب ۱۹ برس کا ہوا تو لوٹ مار کرکے ایک قلعہ مار لیا۔ دو برس کے
بعد ایسا ہو گیا کہ خود ایک جنگی قلعہ بنا کر برج و خندق سے خاطر خواہ مستحکم کیا۔ و
بیجاپور کا بادشاہ یہہ خبر سنکر صبر نکر سکا اور داداجی سے اسکے سمجھا دینے کو جواب طلب کیا
اگرچہ داداجی اپنے نونہال کو پہلتا دیکہکر دل مین تو بہت خوش ہوتا تہا۔ مگر ظاہر مین
صاف انکار کر گیا اور لکہا کہ لڑکے نے جو کچہہ کیا اپنی شوخ مزاجی سے کیا ہوگا
مجھے اس معاملہ سے مطلق علاقہ نہین۔ چند روز کے بعد داداجی بیمار ہوا۔ جب حال
اپنا غیر دیکہا تو سیواجی کو بستر مرگ پر بلا کر پاس بٹھایا اور کہا کہ اے فرزند مین
قضائے آسمانی سے وہ سفر پیش آیا ہے جس کی کسی فرد بشر کو چارہ نہین
اور سوقت اسکا ایسا ہے جہان سے پھرنے کا گذارہ نہین تجھے اس دریا کی تہا
مین پار اترنا ہے اور بڑی بڑی مہمون کا سر کرنا ہے مگر دیکہتا ہون کہ اکیلا ہے
اور دنیا کا ابہی کچہہ دیکہا نہین ہے اسلئے چند نصیحتین کرتا ہون اور خدا کے
سپرد کرتا ہون سب سے اول یہہ کہ دہرم گیان پر قائم رہنا۔ اور گائے برہمن کا ادب
رکہنا۔ پہر خاندان کی حمایت کو لازم سمجہنا۔ سپاہی کو جان سے پیارا سمجہکر اسکی دلداری
اور پرورش مین ساعی رہنا۔ ٹہاکر اور ٹہاکر دوارہ کی حفاظت فرض عین سمجہنا
اور جس میدان مین قدم مارا ہو پیچہے نہ ہٹانا۔ آگے جو کرے سو خدا۔ داداجی نے تو یہہ
کہکر قضا کی۔ سیواجی نے فرزندی کے دعوی سے اسکی جاگیر اور مال و متاع پر قبضہ کیا
بلکہ جو روپیہ خزانہ اور علاقہ سے ہاتہہ آیا اسے تمام فوج پر تقسیم کر دیا۔ اور ملک گیری
کے میدان مین دل کہول کر گہوڑے دوڑانے شروع کر دئے۔ پہلا تکا تو یہی مارا کہ کوئی
دو شاہی سردار تین لاکہہ اشرفی کا خزانہ بیجاپور کو لئے جاتا تہا۔ آسپر جا گرا اور سارا

اسکا لیکر چلا [illegible] زمین میں گھس گیا۔ چند دنون کے بعد ایک انبوہ کثیر ساتھ لیکر نکلا جسکے
[illegible] کیا [illegible] صنم کیان صنم کی گونج اٹھتی تہی۔ اس حکمت سے تمام گرد پیش کے
علاقون مین ایک طوفان مچ گیا۔ چنانچہ اکثر قلعے فتح کئیے اور قلعہ دار انکے گرفتار کر لئے
مگر جب انہین [illegible] بلایا تو بہت عزت سے پیش آیا اور انعام و اکرام دیکر رخصت کیا تو
[illegible] گیان صنم کیطرف غضب تہی اسیطرح مسلمانون سے رنج
سے متنفر تہی اور اس سے زیادہ حمایت قومی کے حق مین سرگرم تہی۔ چنانچہ یہہ سب باتین
اسوقت کی [illegible] اتفاق تہین کہ خاص و عام ہنود کے دلون مین [illegible]
دلیرے جوش [illegible] لگے۔ اور ترقی کے دریا لہرانے لگے۔ اور جب مضا [illegible] ہے تو
شاعری آسمان [illegible] چنانچہ اسنے بہی جتنی ستی ہو کر [illegible] بنالی۔ اور اس کے
اشعار [illegible] لگا جس سے معلوم ہو کہ اسکی حال [illegible] اور دیوی اور دیوتاؤن کیطرف
سے ضرور [illegible] کی لگاوٹ تہی

بیجاپور کا بادشاہ یہہ سب کچھ دیکھکر [illegible] ہو گیا۔ ساہجی یعنے سیوجی کا باپ
بادشاہ بیجاپور کیطرف سے کرناٹک کا [illegible] تہا۔ اس سے بدعملی کا جواب طلب ہوا مگر
ساہجی نے وہی معمولی جواب [illegible] دیا تہا۔ چنانچہ بادشاہ نے کسی بہانے
اسکے دربار مین بلاکر قید کر لیا اور [illegible] کہ اگر تمہارا بیٹا اپنی حرکتون سے باز نہ آئیگا تو
قیدخانہ کا دروازہ تیغہ کر دیا جائیگا کہ پہر جیتے جی نکلنا نصیب نہوگا۔ سیواجی
اسوقت مین بائیس برس کا نوجوان تہا۔ یہہ خبر سنکر رنج تو بہت ہوا۔ مگر ذرا نہ گہبرایا
بلکہ تدبیر کے [illegible] ہوا اور [illegible] کہ اس کٹہن وقت مین بادشاہ دہلی کیطرف رجوع
کرنی چاہئیے۔ چنانچہ یہہ [illegible] اور انتہا کا مطلب یہہ کہ شاہجہان

کے دربار سے پنجہزاری کا منصب حاصل کر لیا۔ اس عرصہ میں سیواجی کے بوڑھے نصیبہ نے
ہی آنکھ کھولی یعنی اسکے علاقہ پر کوئی غنیم آگرا۔ اسوقت دربار بیجاپور میں صلاح ہوئی
ساہجی کو رہا کر کے اسکے علاقہ پر بھیجنا چاہیے۔ چنانچہ اسے طوق زنجیر سے نکالا۔
بحالی کا خلعت پہنا دیا۔ اور وہ کہن سال بڈھا مونچھوں پر تاؤ دیتا پھر اپنی حکومت
پر قائم ہوا۔ سیواجی کا زور اور اطمینان دوبالا ہو گیا۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ کو چار ا
ہی قلعے تسخیر کئے۔ کئی قلعے خود تعمیر کئے۔ اورنگزیب شاہزادگی کے عالم میں دکن کی
ملک گیری کر رہا تھا۔ اس نے ملک سند شاہی کو تازہ کیا۔ اور اپنے مقبوضہ کو زور سکو
زیادہ تحقیق کر کے خدمت گزاری کے لئے ساتھ ہو گیا۔ لیکن تھوڑے دنوں کے بعد جو
ایک موقع ہاتھ آیا تو اسکے علاقہ میں بھی کئی جگہ ہاتھ مارا اور پھر ایسا صاف اڑ گیا کہ
اورنگزیب بھی دیکھتا رہ گیا۔ چند روز کے بعد شاہجہان کی بیماری کے سبب شاہزادہ
کو ہندوستان کی طرف پھرنا پڑا۔ اسنے پھر موقع پایا۔ اور وکیل بھیجا کہ میری پہلی خدمتیں
خاطر ہو اور قصور معاف ہو۔ چونکہ وقت نازک تھا۔ اسلئے شاہزادہ نے فرمان معافی
بھیجا لکھا کہ قصور معاف۔ ملک برقرار۔ لیکن اپنی فوج ہمارے ہمراہ رکاب کر دو۔ جب تک
شاہزادہ ادھر رہا سیواجی زبانی باتوں میں ٹالتے رہے مگر فوج کے بھیجنے کو صاف اڑا گئے
جب اورنگزیب ادھر آیا اور ہندوستان اور پنجاب کی پھوٹ میں لگ گیا تو دکن کا
میدان خالی ہوا۔ انہوں نے پھر بادشاہ بیجاپور کو دق کرنا شروع کیا۔ چنانچہ وہاں سے
افضل خان نام ایک سردار بادشاہی دھوم دھام میں فوج لیکر روانہ ہوا اور حکم ہوا کہ سیواجی
کا خاطر خواہ علاج کر کے پھرے تو

افضل خان بڑا سپہ سالار بڑی آن بان سے اپنی نمود کے زور میں بھرا چلا آتا تھا۔ اس

نوجوان کو جب خبر پہنچی تو اپنی کمزور حالت کو اور بھی خوف زدہ بنا کر اپنے قلعہ مین ہو بیٹھا
اور عذر معذرت کے خطوط بھیجنے شروع کر دیئے خان ایک تو پہلے ہی ہوا مین بھری
ہوئی تھے اب اور بھی پھول گئے - مگر سیواجی نے بڑا پیچ یہ کھیلا کہ افضل خان کا دیوان
ایک برہمن تھا اسی بلا لیا - اُسنے خان مذکور کو بالکل منقوش خاطر کر دیا کہ لڑکے مین
اصلا تاب مقابلہ کی نہین - ایک قلعہ مین پناہ پکڑ کے بیٹھ گیا ہے اور اپنے حال
مین سخت پریشان ہے کہ کیا کرے اور کیا نکرے - افضل خان شیر ہوکر اور آگے چلا
اور راہی پیغام سلامون مین بہت سے بن اور کوہستان دشوار گزار طے کرتا ہوا آگے
بڑھ گیا - جب قلعے کے نیچے دامن کوہ مین پہنچے تو سیواجی نے وکیل بھیجا اور کہا کہ
آپ بزرگ ہین آپ کو میری حال پر شفقت اور مرحمت کرنی چاہیئے - اگر آپکی بدولت دربار
سے میری عزت مین فرق نہ آئے تو مجھے اطاعت اور جان نثاری مین کچھہ عذر نہین
مگر چند باتین زبانی کہنی ہین - آپ اُدھر سے خود تشریف لائے - ادھر سے مین حاضر ہوتا ہون
بالمواجہ انکا فیصلہ ہو جائے - خان مذکور چند سپاہیون کو ساتھہ لیکر دامن کوہ سے قلعہ
کیطرف بڑھا تھا جو دیوان مذکور کی معرفت پھر عرض ہوئی کہ مجھہ بیمقدار کو اس جمعیت سے بھی
اندیشہ آتا ہے - مین حاضر ہوتا ہون میری ساتھہ بھی ایک خدمتگار سے زیادہ نہین آپ بھی
اپنی جمعیت کو وہین چھوڑ دین - خان بہادر نے اپنی خانی کے گھمنڈ مین انہین بھی وہین چھوڑا
فقط ایک خدمتگار ساتھہ گلے مین تن زیب کا جامہ - ہاتھہ مین ایک سیدھی سیف کہ وہ
بھی کسی ارادہ سے نہ تھی فقط نمایش و زیبایش کی غرض سے لی تھی - خراماں خراماں
قلعہ کیطرف چلے - ادھر سے سیواجی ایک روئی دار زرد دگلہ پہنے - اُسکے نیچے فولادی زرہ بغلین
تلوار دبائے سکڑے سمٹے نمودار ہوئے - مگر اسطرح کہ گویا ڈرے جاتے ہین اور خان کے رعب سے

مارے چل بہی نہین سکتے۔ خان بہادر نی اسکی سوکہی سہمی صورت کو تیوری بدلکر ترچہی نگاہ سے دیکہا اور بڑی فخر کے ساتہہ گلے ملنی کو ہاتھہ بڑہائے۔ سیوا جی نی دونو ہاتہون پر فولادی باگ نونہ چڑہائی ہوئی تہے۔ گلے ملتے ہی اسطرح چبہوئی کہ اسکی پیٹہہ کے پار ہوگئے۔ خان بیچارہ ابہی حیران ہی تہا کہ یہہ بلا کیا ہوئی؟ جو آسنے ایک جہوہری سے اسکا کام تمام کردیا۔ اگرچہ افضلخان نے بہی ایک ہاتہہ مارا مگر سیوا جی کے خود نے بچا لیا سیوا جی نے کمال یہہ کیا تہا کہ جنگل کی جہاڑیون مین جا بجا اپنے سوار لگا رکہی تہی چنانچہ اسیوقت انہین پکارکر دوڑائے۔ خان کا لشکر جہان جہان بیفکر اور بیخبر پڑا تہا یہہ چارونطرف سی گہیر کر اسطرح اسپر گری کہ سب تتر بتر ہوگئے۔ اور بیشمار لوٹ ہاتہہ آئی۔ چند روز کے بعد جب ادہر سے پیٹ بہر کر خاطر جمع کر لی تو عالمگیر کو وقت کا غنیمت جانا عالمگیر اب بالاستقلال بادشاہ ہوگیا تہا۔ اور سیوا جی اس عرصہ مین کہلا میدان پاکر چارونطرف دوڑتا پہرتا تہا۔ چنانچہ اسکے بندوبست کے لئے عالمگیر نے شائستہ خان حاکم اورنگ آباد کو نام فرمان جاری کیا۔ شائستہ خان نے اسکی دست درازیونکی روک تہام شروع کی۔ اور فوج لیکر بارہا پیٹتا آگے بڑہا۔ اچہے اچہے میدان ہوے۔ اور مرہٹے انمین ایسی ایسے اڑی کہ مرمر ہٹے۔ آخر شائستہ خان نے بڑہتے بڑہتے خاص پونا مین جاکر مقام کیا۔ اور اتفاق یہہ کہ اس محل مین سکونت اختیار کی جہان سیوا جی نے بچپنے مین پرورش پائی تہی۔ الغرض یہان بیٹہکر ادہر ادہر فوج پہیلادی۔ اور اسطرح کاکڑا بندوبست کیا کہ اکیلا دوکیلا آدمی بہی بیخبر نہ نکلنے پاتا تہا۔ لشکر شہر کے گرد پڑا تہا اور آپ خاطر جمع سی محل مین بیٹہا تہا چونکہ پونا کی سرزمین وہی میدان تہی جہان سیوا جی تیر نے بچپن مین کودہا ندکر ملک گیری کی مشق کی تہی۔ اسلئے وہان کے گہر گہر بلکہ اسکی چپے چپے زمین سے

ٖ دکن کے سپاہی فولادی بیچہے ہاتہہ پر چڑہا لیتے تہے جن سے اپنا لوگونکو دو چیتے تہے اور انہین بگنونہ کہتے تہے۔ یعنی پنجہ شیر ۱۲

خوب واقف تھا۔ اور آپ باوجودیکہ بادشاہی فوج ہر طرف پھیلی تھی مگر اس پاس
داؤ گھات میں لگا ہوا تھا۔ چنانچہ سوچ سوچکر یہہ رستہ نکالا کہ شایستہ خان کی
فوج میں ایک سپاہی نوکر تھا اُس سے سازش کی۔ اور وہ اسکی صلاح سے ایک برات
بناکر شہر کو لیچلا۔ اسنے سو سو۔ پچاس پچاس۔ پیادے کچھہ کچھہ فاصلہ سے راہ میں
چھوڑے۔ اور آپ پچیس جانباز ونکو ساتھہ براتیون میں ملگیا۔ سر شام برات شہر کے قریب پہنچی
اور بے تکلف لشکر کے بیچ سے گزر کر شہر مین داخل ہوئی۔ شیر لیرنے محل کے نیچے کھڑے ہوکر دم لیا
اور چارونطرف نگاہ دوڑائی۔ دیکھا کہ سب اپنے اپنے کاروبار مین بیخبر ہین۔ یہہ پچھواڑے کے
دروازے سے اندر داخل ہوکر دفعتاً بادل کیطرح گرجا اور ایسا بلائی ناگہانی کیطرح پہنچا کہ شایستہ خان
حیران ہوگیا ایسے وقت مین جان بچاکر نکل جانا فتح عظیم سمجھا۔ چنانچہ گھبراکر ایک کھڑکی سے
کود کر بھاگا۔ بلکہ اپنے ہاتھہ کی دو انگلیان بھی وہین چھوڑ گیا و

شایستہ خان تو ناشایستگی کا داغ پیشانی پر لیکر بھاگا مگر اُسکا بیٹا اور بہت سے رفیق
مارے گئے۔ اور سیواجی اپنا کام کر جسطرح آیا تھا اسی طرح پاک صاف نکل گیا۔ راہ مین
جہان جہان سپاہی چھوڑ آیا تھا وہ بیٹھے اسکی سیوا کر رہے تھے۔ چنانچہ انہین لیتا
اور نقارہ پر فتح کا ڈنکا دیتا اپنے سورجون مین جا پہنچا۔ اس کامیابی کی اسکے لشکر
مین بڑی بڑی خوشیان ہوئین۔ اور ایسی روشنی کی۔ کہ ۱۲ میل کے فاصلہ پر بادشاہی لوگ
پڑے تھے۔ مگر تمام چراغان دکھائی دیتے تھے حقیقت مین کل قوم کے لئے یہہ معرکہ
باعث فخر اور سرمایہ عزت ہوا۔ چنانچہ اب تک بھی مرہٹے اس کارنامہ کو بڑی دھوم دھام سے
فخریہ بیان کرتے ہین۔ مرہٹے کا فرقہ طبیعت کا محنت کش بدن کا ایسا چالاک اور پھرتیلا
تھا کہ دکن کی سرکارون مین پلٹنون اور سوارون مین بھرتی ہوکر دھاون اور یلغارون مین

خوب کام دیتے تہے چنانچہ سیواجی نے اپنی قوم کے آدمیون کو اس کام کا اور ار
دیکھکر اُنسے کام لینا چاہا۔ سب کو سمیٹ کر لشکر مین بھرتی کر لیا۔ اور اپنی نمک کے
زور سے قومی حرارت کو دلون مین اور بہی اشتعال دی۔ چنانچہ اب قدم ہمت کو
آگے بڑھایا۔ اور بڑہتے بڑہتے یہانتک ہوا کہ سورت جیسے مالا مال شہر اور بیزر
بندر کو جا مارا۔ اور چونکہ مقام مذکور کہلا میدان اور بے آڑ جگہہ تہی اسلئے خوب جی
ہولکر لوٹا اور دولت و مال بیقیاس باندہ باندہ کر اپنی ٹہکانے لیگیا۔
چندروز کے بعد ساہجی کی سنائی آئی۔ اب سیواجی اور بہی کہل کہیلے۔ چنانچہ نام
پر راجگی کا طرہ اور زر و پیہ اشرفی پر سکہ لگایا۔ اور سلطنت کی جہوٹ بنا کر راج قائم کردیا
ادھر بیجاپور سی لڑائی شروع کردی۔ اُدھر ایک بیڑا کشتیونکا بنواکر دریا مین دوڑادیا
اور لوٹ مار سے تر و خشک کو یکسان کردیا۔ مگر مشکل یہہ ہوئی کہ اُنمین چند کشتیان
وہ بہی لوٹ لین جن پر حاجی لوگ ممالک ہندوستان سے جاتی تہی اور بادشاہ دہلی
کی رعایا تہی۔ اورنگزیب کو انتقام لینے کے لئے اس سی بہتر موقع نہ ہاتھ آیا او
اسقدر غصہ ہوا کہ گویا آپے سے باہر ہوگیا۔ فوراً جہاد کا فتوی لگایا اور لشکر جرار
روانہ کیا۔ فوج شاہی جاتے ہی چارون طرف پہیل گئی۔ اور جا بجا اسکے قلعون پر
محاصرے ڈالدئے۔ سیواجی جب ہرطرف سی تنگ ہوا تو دیکھا کہ اورنگزیب کو دکن کے
قلعون کی تسخیر کا بڑا شوق ہے۔ مصلحت یہہ ہے کہ اسوقت اس سی ملک بیجاپور پر چلئے
اور فوج کو لوٹ کی چاٹ دیجئے۔ جب بادشاہی فوج کا ٹڈی دل و ہی چلا جائیگا۔
پھر جیسا ہوگا دیکھا جائیگا۔
راجہ جی سنگہ عالمگیر کا سپہ سالار تھا۔ اس سے خط کتابت جاری کی۔ اور چند

ہمراہیون کے ساتھہ بے تکلف آن موجود ہوا۔ سپہ سالار نے اُسکو بڑی خاطرداری سے پیش آیا
اور اسنے بھی بڑی عاجزی سے جان نثاری اور وفاداری کے قول و قرار کیئے۔ راجہ کی
سفارش سے اکثر درخواستین اُسکی دربار شاہی مین منظور ہوئین اور عزت و توقیر کی سرخی
سے فرمانون کی پیشانی نے رونق پائی۔ چنانچہ سیواجی اپنی فوج کو لیکر راجہ جی سنگھ
کے ساتھہ لشکر مین شامل ہوگیا۔ اور فوج شاہی نے بیجاپور پر علم اُٹھائے ان میدانون
مین مرہٹون نے ایسی ایسی جانبازیان دکھائین کہ اورنگزیب بھی قائل ہوگیا
چنانچہ اسنے خود اپنے خطوط مین لکھکر فرزندون اور نمکخوارون کو انکی جرأتین جتائین
سیواجی کو راجہ کی رفاقت اور بادشاہ کی عنایت نے بڑا دہوکا دیا۔ یعنی علاقہ پر اپنے
معتبر کو چھوڑا۔ اور آپ سنبھاجی بیٹے کو مع پانسو سوار اور سو پیادے مرہٹے کے ساتھہ
لیکر دلّی کو چلا۔ مگر افسوس کہ دلّی کے تخت پر اُسوقت نہ اکبر تھا نہ شاہجہان جو اس اولوالعزم
بہادر کو دل و جان سے بندۂ احسان بنالیتا۔ یہان اورنگزیب تھا اور سیواجی کی
ساری اگلی پچھلی باتون کو دل کے اندر امانت لئے بیٹھا تھا۔ کھلم کھلا سزا دینی تو مناسب
نہ سمجھی۔ یہہ چاہا کہ اسکی کم ذاتی کا داغ اور بے حقیقتی کا رنگ لوگونکو دکھا کر بیعزت کرے
اور جو جو حرکتین اسنے کی ہین انکا بخار نکالے۔ چنانچہ جب سیواجی۔ دلّی کے پاس پہنچے تو
راجہ جی سنگھ کے بیٹے کے ساتھہ ایک سب سے بے حقیقت آدمی کو لینے کے لئے بھیجا سیواجی
کو یہہ امر ناگوار تو گزرا مگر پھر بھی دربار مین آیا اور نذرانہ گرانبہا پیش کرکے بڑے حوصلہ کے
ساتھہ دعا و ثنا کے فقرے ادا کرتا ہوا آگے بڑھا کہ بادشاہ نظر عنایت سے دیکھین
شاہ عالی دماغ نے آنکھہ اُٹھا کر بھی نہ دیکھا اور چوبدار نے اُسے تیسرے درجہ کے
امیرون مین لیجا کر کھڑا کر دیا۔ سیواجی کو صدمات کا ایسا رنج ہوا کہ چہرہ کا رنگ بدل گیا اور ضعف سے

پیچھے کو ہٹا۔ اسپر بہی دلکو تاب نہ آئی اور غش کھا کر گر پڑا۔ جب ہوش مین آیا تو جی سنگہ کے
بیٹے کو سرہانے کھڑا پایا۔ جی سنگہ کو بہت برا بہلا کہا کہ اُسکی بدولت یہہ ذلت و خواری
مجھے نصیب ہوئی۔ خیر جب بادشاہ نے میری آبرو کو خاک مین ملایا تو جان کو کسکے
لیے چھوڑا ہے اسکا بہی فیصلہ کردے۔ غرض ایسی جلی کٹی باتین کرکے دربار سے بے رخصت
اپنے فرودگاہ کو چلا گیا۔ اورنگ زیب ایسی باتین خدا سے چاہتا تہا۔ اس حرکت
کو ایسا ٹال گیا گویا گستاخی سمجہا ہی نہین۔ کہا تو یہہ کہا کہ خیر جی سنگہ نے جو اس سے
وعدے وعید کئے ہین ہمین معلوم نہین۔ اُس سے دریافت کیا جائیگا۔ مگر اسکی فرودگاہ
پر پہرے بیٹھہ جائین ٭

سیواجی سمجہی کہ قید تو ہو لئے مگر اب اس پھندے سے کسطرح نکلنا چاہیے۔ چنانچہ اسکا رستہ
یہہ نکالا کہ پہلے اپنے ساتھیون کو بیمار ڈالا اور ہوا کی ناموافقت کا بہانہ کرکے انکے وطن
جانے کی اجازت مانگی۔ سیانا بادشاہ چوکا اور اسکی جمعیت گھٹنی غنیمت سمجہکر خوشی خوشی
منظور کر لیا۔ وہ لوگ یہان سے نکلے مگر کچہہ تو بہیس بدلکر شہر ہی مین رہ گئے۔ اور کچہہ منزل بمنزل
وطن تک پھیلکر بیٹھہ گئے۔ بعد اسکے خود سیواجی بہی بستر بیماری پر پڑ گیا۔ عالمگیر نے
بید حکیم بہیجے۔ انکا علاج شروع ہوا۔ روز نسخے لکہے جاتے اور دوائین تیار ہوتین۔ مگر
عالمگیر کا بہی استاد تہا اسنے روپیہ کی چاٹ پر لگا کر حکیمون کو گانٹھہ لیا۔ اور مٹھائی
وغیرہ کہانے پینے کی چیزین غریب فقیرون کو بانٹنے کے لئے منگانی شروع کین
یہ اشیا مذکور بڑے بڑے ٹوکرون مین رکھکر اونٹون مین کسکر آنے لگین۔ چنانچہ اول اول
پہرے دارون نے روکا۔ مگر جب دیکہا کہ اسمین کہانے کے سوا کچہہ نہین تو انہون نے بہی روک
ٹوک موقوف کردی۔ سیواجی ایکدن سر شام سے منہہ لپیٹ کر لیٹ رہا جب کچہہ رات گئی

تو ایک نوکر کو اپنی جگہہ سلا دیا۔ اور ایک ٹوکرے مین آپ بیٹھکر دوسرے مین بیٹے کو
بٹھایا۔ رازدار نمک حلال موجود تھے۔ بے تکلف سر پر دھر پہرہ دارون کے سامنے
سے لئے چلے گئے کسیکو خبر نہوئی۔ باہر جان نثار منتظر بیٹھے تھے اور گھوڑا تیار
تھا۔ اُسیوقت سوار ہوا اسطرح نکل گیا گویا یہان تھا ہی نہین۔ ادھر کچھہ دیر کے بعد
پہرہ دارون کو کھٹکا گزرا۔ دیکھا تو بستر پر نوکر پڑا پایا۔ دارونے بچارا بہت گھبرایا۔ ادہر
اُدھر دیکھنا شروع کیا۔ اتنے بادشاہ کو خبر ہو۔ اور حکم احکام جاری ہون لیکن وہ ایک
بے خطر رستہ لیکر متھرا کو سیدھا ہوا اور پل کے پل مین کہین کا کہین نکل گیا۔
متھرا مین سیواجی کے سلوک و برات بیٹھے انکی سیوا کر رہے تھے چنانچہ وہان پہنچکر ڈاڑھی
مونچھہ کو صفائی بنائی۔ سادھوون کی صورت بنائی۔ بدن پر بھبوت رمائی اور اُسی رستہ
سے دکن کو نکل گئے جہان سے کسیکے وہم و گمان کا بھی گذر نہوا۔ بیٹے کو ایک برہمن کے
سپرد کر گئے کہ خاطر جمع سے ہمارے پاس پہنچا دینا۔ دکن مین پہنچتے ہی سیکڑون ہی سے تھے
اور انکے ہتھہ کھنڈے وہی تھے۔ وہان جاکر خوب دل کا بخار نکالا اور تمام ضلاع کو زیر و
زبر کرکے قیامت برپا کر دی۔

ادہر جب عالمگیر کو خبر ہوئی تو بہت پیچ و تاب کھایا۔ اور ولیعہد سلطنت کو مع دو اور
جنگ آزمودہ سردارون کے فوجین دیکر بڑی دھوم دھام سے روانہ کیا۔ ادہر سیواجی
بھی ایک آفت تھے انھون نے ولیعہد اور سرداران مذکور سے سازش کرنی شروع کر دی
اُدھر عالمگیر بھی قیامت تھے انہون نے پہلے ہی پٹی پڑھا دی تھی کہ سپاہیانہ پیچون
مین کسیطرح دریغ نکرنا بیشک ملجانا۔ مگر جسوقت موقع پر چڑھے تو دشمن خواہ قتل کیجئے
[illegible]

سیواجی کا وار پورا پڑا کہ عالمگیر اپنے بیٹوں اور سرداروں کی جانب سے بدگمان ہو گیا۔ اور انہیں
ادہ سرداروں کو بھیجدیا۔ مگر سیواجی کی خوش نصیبی یہہ کہ بادشاہ خود پنجاب کی سرحد پر
انوں کو دبا رہا تہا۔ چنانچہ وہ کوئی برس تک ادہر مصروف رہا۔ دکن کا فساد ادہر
طرح سے پرورش پاتا رہا۔ اور جو سپہ سالار وہان تہا اُسکا یہہ حال ہو گیا کہ خود حملہ کرنا
بالائے طاق۔ غنیم کا روکنا بہی اُسے مشکل ہو گیا ؛

سیواجی اب اپنی جی کے راجہ ہو گئے جب چاہتے اُٹھتے اور کوئی نہ کوئی قلعہ مار لیتے
عرصہ مین انکی سالگرہ کا دن آیا۔ اُنہوں نے راج تلک کا جشن کیا۔ اور تمام راجگانہ
بن سے کروہ زرق و برق کہاہی کہ بکرماجیت اور راجہ بہوج کے دربار گرد ہو گئی۔ تل اُٹھکر
بیکا تلادان کیا۔ سونا روپا جواہرات نچھاور کئے۔ سرداروں کو خلعت منصب۔ بڑی
ے انعام اور جاگیرین عطا کین۔ فارسی خطابوں کی جگہہ سنسکرت لفظوں سے
ماب ہی۔ اور وہ حکمتین کین جس سے ہندی پن اور قومی خروش ملک کا عجب ہیولا اٹھ رہا ہو گیا
جی اس عرصہ مین اپنی ملک کو پہیلاتا اور ملکی زور کو بڑہاتا رہا۔ چندروز کے بعد عالمگیر بادشاہ
بہوج کثیر کے ساتہہ ایک سپہ سالار کو گولکنڈہ پر چڑہایا اور پیچہے اسکے ولیعہد کو بھیجا کہ
بور کا محاصرہ کرے۔ بیجاپور کا مسند نشین تو خرد سال تہا۔ اسکے وزیر نے گھبرا کر
راجی سے مدد مانگی اسنے غنیمت سمجہکر اُسیوقت سواری کا حکم دیا۔ ہزاروں پرجہیت مرہٹا
لے اور سپہی سنبہال سنبہالکر اُٹھ کہڑا ہوا۔ اور یہہ انہی تیاریوں کو لیکر روانہ ہوا
سپاہی تہا۔ اپنی بازوؤں مین عالمگیری لشکر کے مقابلہ کی طاقت نہ دیکہی۔ اسلئے
سے بچکر علاقوں پر آن گرا۔ اور جہاں گیا ہوا تمام ملک کو ستیاناس کر دیا۔ عالمگیر بہی
نامہ ۔ رکا و بند و بست کا لکا تہا سہارو نظر احکام جاری ہوئے اور سرہیر کر

ایسی جگہہ لا ڈالا جہاں سیواجی چاروں طرف سے گھر گئے - ادھر یہہ بھی بقول عالمگیر کے پہاڑی
چوہا تھا - اسطرح وہ بچ کر نکل گیا کہ اہل لشکر دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے - عالمگیر تو اپنی کارگزاری پر
غصہ اور عتاب کے وہاں جاری کرتے رہے - یہہ چند ہی دنوں کے بعد نکلی - اور ایسی کڑک کے ساتھ
سے نکلے کہ پہلے سے دہ چند زیادہ - اس عرصہ میں عالمگیری فوج نے بیجاپور کو نہایت
تنگ کر رکھا تھا چنانچہ ایکدفعہ وزیر بیجاپور نے سیواجی کو بڑی منت و سماجت سے مراسلہ لکھا اور اخیر میں
یہہ بھی لکھا کہ زیادہ تحریر کی گنجایش نہیں لیکن آنا ہے تو اسوقت سے پہلے کام آؤ کہ بعد آکر آنا بیکار ہے
بہادر کو پھر سپاہگری کا جوش آگیا - اُسیوقت لشکر جرار پیادہ اور سوار کا لیکر دکنی گھوڑے
کی باگ اٹھائی یلغار کرتا جاتا تھا جو رستہ میں پرچہ لگا کہ سنبھاجی یعنی راج کنور اپنا سپہ سالار
عالمگیر سے جا ملا - سیواجی سنتے ہی گھبرا گیا مگر پھر بھی ہوش حواس کو قائم رکھکر فوج کشی کے
کاروبار بدستور جاری رکھے - ادھر سنبھاجی جب سپہ سالار کے پاس آیا تو بڑی آؤ بھگت سے
اُسکا استقبال ہوا اور خیمہ گاہ میں پہنچا تو سپہ سالار سروقد کھڑا ہو گیا - نہایت تپاک سے ہاتھ
کھول کر بغلگیر ہوا - اور اعزاز و احترام سے خیموں اور سراپردوں میں اتارا - سپہ سالار مذکور نے
تدبیر یہہ سوچی تھی کہ جب بیٹے کو فوج و حشم اور طبل و علم سے ساتھ لیکر آگے بڑھائینگے تو باپ
کی جمعیت خاندانی میں تفرقہ پڑ جائیگا - مگر سیواجی کا ستارہ اوج پر تھا - اول تو لڑکے نے
باپ کے اطوار و خصائل میں سے خودسری اور بے شوری کے سوا کچھ نہ لیا تھا - دوسرے یہہ
پیچ پڑا کہ سپہ سالار مذکور نے جو عالمگیر کو یہہ سارا عرض حال لکھا تو وہاں سے حکم آیا کہ اسے فوراً قید
کرلو اور پابزنجیر کرکے ہمارے پاس بھیجدو - سپہ سالار نے ایسی اطاعت کو عہد و مروت کے برخلاف دیکھ کر
اُسے چھوڑ دیا - اور وہ چھوٹتے ہی سیدھا باپ کے پاس پہنچا - اب سیواجی نے لشکر شاہی کو دست
درازی کرکے اور جابجا رسد و نیز چھاپے مار کے ایسا تنگ کیا کہ سپہ سالار مذکور کو بیجاپور سے

ملا اُٹھا لینی کو سوا کُچھ نہ بن آیا۔ یہہ مدد جو عین فتحیابی کا تاج تھی اُسکے صلہ مین بار بیجاپور
سید جی کے بڑی تسکین ہوئی بلکہ مبارکباد کے خلعت او تحفون کے ساتھہ پانچ سوار
ثابت ہوئی۔ اتنے مین شان و شوکت کے سامان اور زور و شور کے نشان ایک ہزار ہو گئے۔ اور
وہ وقت آ گیا کہ جو جو آرزو مین دل کی ہین انہین جی کہولکر پورا کرے۔ یعنی انہی حریفون
سینہ بسینہ مقابلے کر کے ملک کو خاطر خواہ پہیلا دے۔ یہہ ان فکرون مین تہا جو فرشتۂ پیام
اجل آیا اور ایسی یکایک طبیعت بگڑی کہ ۵۰ برس کی عمر مین سارے ارمان سینہ مین لیکے دنیا
سے چلا گیا ٭

محمد شاہ کی تمہید سلطنت

بہادر شاہ یعنی عالمگیر کے بیٹے نے باپ کے بعد سوا پانچ برس بادشاہت کی۔ مگر اسکے
امیرون کے کئی جتھے ہو گئے۔ اور تخت کے وارثون مین ایسی تلوار چلی کہ برسون مین کئی
دعویدار شہزادے مارے گئے۔ آخر فرخ سیر تخت پر بیٹھا۔ مگر وہ عیش و عشرت مین ایسا بد
مدہوش ہوا کہ تاج شاہی کو سر پر سنبھال نسکا۔ بلکہ وزیر اور سپہ سالار کو جو اسکی باعث تقویت
تھے۔ انہی کے مارنے کے درپی ہوا۔ چنانچہ سستی کا وار تو پورا نہ پڑا۔ ہشیاری اُنکا کام
کر گئی۔ انہون نے ۵ مہینے مین پے درپے دو اور شہزادے بہولے بہالے ڈہونڈ کر تخت پر بٹھائے
شہزادے تو بہت سے نظر بند پڑے تھے مگر انہین ایسا عقل کا پورا چاہئی تہا جو کٹ پتلی کیطرح انکی
مختاری پر چلے۔ آخر ایک شہزادہ بہادر شاہ کا پوتا سلیم گڈہ مین قید تہا۔ اسکے نام پر سلطنت کا
سکہ پڑا۔ دربار اور اہل دربار اُسوقت آگرہ مین تہے۔ چنانچہ چند امیر اُسکے لینے کو روانہ ہوئے ٭

محمد شاہ کا زمانہ اور نادر شاہ کا آنا

روشن اختر شاہزادہ اگرچہ قید خانہ مین تہا۔ لیکن دنیا کی آفتون سے محفوظ

ماں کے پہلو میں تخت بیٹھا تھا۔ دفعتہً ستارۂ اقبال اوج پر آیا۔ چند روز تک آگرہ بھیجا گیا۔ اور درخواست کی کہ تخت حاضر ہے چلکر اپنے قدم سے رونق دیجئے شاہزادہ تو لڑکا تھا اور برسوں سے قیدخانہ میں آنکھیں بند پڑا تھا۔ گویا دیکھ ہی چکی تھی کہ جو بادشاہ ہوتا ہے وہی تخت کی قربانی ہوتا ہے۔ اسلئے ہاتھ جوڑتی پردہ سے نکل آئی کہ بابا خدا مجھے تاج نہیں چاہئے۔ اس یتیم کا سر سلامت رہنے دو اور سلطنت سے معاف کرو۔ امیروں نے ہر طرح عہد پیمان سے اسکی تشفی کی۔ بعد اسکے خود جبر کرکے شاہانہ خلعت پہنائی۔ اور تاج سر پر رکھ محمد شاہ بادشاہ غازی بنا دیا۔ شہزادہ یا تو قیدخانہ کی کوٹھری میں بند پڑا تھا۔ یا دفعتہً تمام ہندوستان کا شہنشاہ ہو گیا۔ اکبری اور جہانگیری دربار میں سارے امیروں وزیروں کو سامنے ہاتھ باندھے دیکھا۔ آنکھیں کھل گئیں۔ مگر دل میں حیران تھا کہ عجیب بادشاہت ہے۔ محل سے نکلتا ہے تخت پر آبیٹھتا ہے۔ تخت سے اٹھتا ہے اندر چلا جاتا ہے۔ معلوم نہیں دربار کیا ہے؟ اور ملک میں کیا ہو رہا ہے؟ ماں کے سوا کوئی اپنا نظر نہ آتا تھا جس سے دل کا حال کہے۔ اور کچھ مشورہ کرے۔ وزیر اور سپہ سالار دونو دربار کے مالک تھے۔ جو چاہتے تھے سو کرتے تھے۔ اور انہی کے بھائی بند سارے کاروبار میں پھیلے ہوئے تھے باقی سب امیر برائے نام تھے

محمد شاہ تو لڑکا ہی تھا۔ ماں نے پھر بھی زمانے دیکھے ہوئے تھے۔ وہ سمجھی کہ وزیر اور سپہ سالار کے پنجہ سے رہائی ممکن نہیں۔ مگر اتنی بات ہے کہ یہ سید ہیں۔ اور باقی جو دربار کے امیر ہیں اکثر ترک ہیں۔ اور ہر چند وہ بھی بڑے بڑے حوصلہ والے ہیں۔ مگر اتفاق وقت سے دب گئے ہیں۔ اور ان دونو فریقوں کا آپس میں بگاڑ ہے۔ بلکہ مذہب میں بھی اختلاف ہے۔ غرض ماں نے بیٹے کو سمجھایا کہ ترکوں سے جوڑ کر سیدوں کو توڑو تو بات بنجاتی ہے۔ چنانچہ بادشاہ نے بھی اسبات کا خیال شروع کیا۔ ساتھ ہی زور طالع یہ ہوا کہ وزیر و سپہ سالار کو بعض کاموں کے

لئے دربار سے دور رہنا پڑتا تھا۔ کاروبار مین بادشاہ سے گفتگو کرنے کے لئے اور امرا کو
ہی رستے ملنے لگے۔ اگرچہ اُن دونو کی معتبر آدمی ہر وقت موجود رہتے تہے۔ مگر بڑی بات
یہ ہوئی کہ محمد شاہ۔ ترکی زبان جانتا تہا۔ چنانچہ اُنسے اُسی زبان مین باتین کیا کرتا۔ اور
س پردے مین جو نکتے مطلب کے ہوتے وہ بہی ہوجاتے۔ رقیبون کے آدمی کھڑے دیکھا کرتے
چپہہ سمجھتے نہ کچپہ کہہ سکتے تہ
فتہ رفتہ بادشاہ کی حمایت سے ترکون نے زور پایا۔ اور اُنکے زور سے بادشاہ کی
دشاہت مین زور آیا۔ چنانچہ وزیر اور رسالہ دار ہو گئے اور اُنکی قوم کا نام دربار سے مٹ گیا
چہ صوبون مین اب بہی فساد تہے مگر جب دربار غبار سے صاف ہوا تو بادشاہ کی رنگین طبیعت
نے اپنا اصلی رنگ دکہانا شروع کیا۔ چنانچہ ملک کا انتظام امیرون وزیرون پر چہوڑا
ر خود ناچ رنگ شراب کباب ہے ایسا عیش کے دریا مین ڈوبا کہ کسی بات کی خبر نہ رہی عیشت
کی چیزون سے امن چین کے ساتہہ انعام و اکرام سے مالا مال ہوتی چلی آتی تہی۔ گھر گھر عیش و
شرت سے دن عید رات شب برات ہو گئی۔ ایسی قدردان اور عالی شان سلطنتون مین علما و
عرا اور عام اہل کمال کا کیا ٹہکانا تہا۔ ہزارون آدمی جمع تہے۔ مگر بادشاہ کی طبیعت کو رنگینی پر
ل دیکہکر سب رنگین ہو گئے۔ موزون طبع۔ لطیفہ گو۔ نوجوان آکر مصاحبت مین داخل ہوئے۔ بلکہ
ئے پرانے بڈہے سر سے پانون تک خضاب ہو گئے۔ اسی عالم مین بادشاہ خود بہی شعر
ہتے تہے۔ چنانچہ فارسی کا شعر ہے ع یار در بر صبح بر سر فکر جایش کنید تو عاشقان
سا ہیر و در زنجیر در پایش کنید تو اور اُردو کا شعر ہے ع ہبری مین نہ سطح کردن
ہر جہان کی تو دن ڈہلتی ہی ہوتا ہے تماشا گزری کا تو
رۃ الملک نواب امیر خان ایک قدیم الخدمت اور خاندانی امیرزادہ تہا کہ دلیرانہ ہمت

اور امیرانہ دماغ رکھتا تھا۔ ساتھہ اسکے لطیفہ گوئی اور بذلہ سنجی کا یہہ عالم تھا کہ پھلجھڑی کیطرح منہہ سے پھول جھڑتے تھے۔ خلوت و دربار مین ایسی گل افشانیان کرتا تھا کہ تمام دربار لوٹ لوٹ جاتا تھا **لطیفہ** ایک دن بادشاہ نے پوچھا کہ امیرخان یہ جو۔ پوت۔ سپوت۔ کپوت۔ لوگون مین زبان زد چلے آتے ہین ابہی کچھہ انکی اصل ہے؟ عرض کی کہ حضور اسی دربار مین سب موجود ہین۔ بادشاہ نے کہا کیونکر؟ - کہا۔ پوت تو یہی جیسے حضور یعنی سلطان ابن السلطان ابن السلطان اور سپوت برہان الملک کہ محمد امین نام ایک مغل ایران سے آیا۔ یہان حضور کے تصدق سے وہ مرتبہ پایا کہ باپ دادا کا فخر ہو گیا۔ اور کپوت یہہ خانہ زاد کہ باپ دادا۔ حضور کے بزرگون کی جان نثاری مین اعلی اعلی عہدون پر ممتاز رہے اور فدوی اسحالت مین گرفتار ہے **لطیفہ** ایکدن امیرخان حضور مین اپنے بزرگون کی جان نثاریان۔ اور شاہجہان اور عالمگیر کی قدردانیان بیان کرتا تھا۔ اسمین یہہ بہی کہا کہ میرا باپ کابل مین ناظم تھا۔ اور اپنی عقل و تدبیر سے اسقدر مورد عنایت تھا کہ کئی مہمین دکن مین فتح ہوئین۔ اور عالمگیر نے انکی فتح اسکے نام پر لکھی۔ یہہ ننگ خاندان اس حال مین حضور کے سامنے حاضر ہے برہان الملک نے کہا کہ

ع پسر نوح با بدان بنشست خاندان نبوتش گم شد

امیرخان نے کہا کہ دوسرا شعر بہی تو پڑھیے کہ

ع سگ اصحاب کہف روزی چند پئے نیکان گرفت و مردم شد

لطیفہ جب امیرخان۔ صوبۂ الہ آباد سے آئے تو بادشاہ نے پوچھا کہ امیرخان ہمارے لئے کیا لائے؟ عرض کی کہ۔ دو ہزار احمق۔ بعد اسکے اپنے بادشاہ سپاہیون کو جو وہان سے ساتھہ آئے تھے موجودات کے لئے حاضر کیا بادشاہ نے

جب وہ بھیلی جوان اور انکی وردیان اور سامان دیکھی تو بہت خوش ہوئے اور کہا کہ
انہی لوگون کو تم احمق کہتے تہے؟ عرض کی کہ حضور - نہ میری پاس خزانہ - نہ ملک
فقط زبانی بات پر تین سو کوس سے چلے آئے - یہہ احمق نہین تو اور کون ہین - بادشاہ نے
کہا کہ خیر - انکو اپنی رفاقت مین رکہو - تنخواہ حضور سے مجرا ہوا کریگی -

غرض ایسے ایسی لوگون کی صحبتین تہین اور عیش و عشرت کے ہجوم تہے - مہتاب باغ
اور حیات بخش کے باغون کو سجا کر طلسمات کا نمونہ کر دیا - نہرون مین نواڑے پڑے
رہتے - بادشاہ اُنمین بیٹھتے - ناچ رنگ کے جلسے جمتے - اور شراب کے دور چلتے - جب
برسات آتی تو اُسکے ہان بہار آتی قطب صاحب کے جنگل سبزے سے ہری بھری ہو جاتے
یہہ شہر کو چھوڑ کر وہان جا رہتے - حکم تہا کہ ابر سیاہ ہمارا نقیب ہے جب گرجنے کی آواز آیا
کرے اُسیوقت کمر بندی ہو جایا کرے ٭

تمام اُمرا ایک ایک ملک اور علاقہ پر تعینات تہے - مگر یہہ دربار کی لطف اُٹہانے کو
نائب اپنے وہان چہوڑ دیتے اور خود دربار مین چلے آتے - ظاہر ہے کہ جہان اہل دربار ایسی ایسے
خیالات مین ہون وہان ملک کے انتظام کا کیا ٹہکانا - مگر بارہ گل یہہ کہلا کر وزیر اور سلطنت
کے توڑنے کے لئے سب نے تجویز کی کہ نظام الملک آصفجاہ کو دکن سے بلانا چاہئے - چنانچہ
وہ آیا - کل کاروبار اسکے سپرد ہو گئے اور ہر مقدمہ اُسی کی صلاح سے طے ہونے لگا - مگر اُس
دیرینہ سال نے عالمگیر کے عالم دیکھے ہوئے تہے - دربار کے رنگ دیکھکر بہت گھبرایا
اور بادشاہ کو صلاحیت پر لانا چاہا - یہان کے رنگین مزاج بہی اس سے گھبرائے - اور
اپنے توڑ جوڑ مارنے لگے - لیکن چونکہ آصفجاہ ایک تہ کا شخص تہا - انکے وار اسکے
مقابلہ کے قابل نہوتے تہے البتہ دق کرتے تہے - چنانچہ ایکدن بادشاہ نے اسی ملبوس

خاص کا خلعت اور وزارت کا عہدہ دیا۔ اہل دربار کو حسد کا داغ ہوا۔ چنانچہ توڑ
اسکا یہہ کیا کہ اسی بات کو ناچ کے جلسہ مین ایک بہانڈ نے بادشاہ کو بہت خوش کیا
یارون نے اسی بہی ملبوس خاص کا خلعت دلوا دیا۔ اسپر بہی اس دل شکستہ نے جو طریقے اور
آئین بادشاہی دربارونکے ہین وہ جاری کرنے شروع کئے۔ خلوت اور جلوت مین بادشاہ کی
وقتون کی تقسیم کی اور کاروبار ملک کے پیش کرنے لگا۔ رنگین مزاجون نے اسکی
ہنسی اڑانی شروع کردی۔ رنگیلے بادشاہ کو کچھہ تو خود یہہ کام وبال معلوم ہوتے تہے
کچھہ امیرون نے بہکایا۔ چنانچہ آصفجاہ کی عرض معروض پر بادشاہ کی بہی وہ توجہ
نرہی۔ ایک امیر نے اپنی جگہہ یہہ بہی کہا کہ کیسا بندر کیطرح بادشاہ کے سامنے اچہلتا
پہرتا ہے۔ آصفجاہ کو بہی دم دم کی خبر لگتی تہی۔ سنکر کہا کہ اگر یہی حال ہے تو دیکہوگے کہ
فصیل قلعہ کی ایک ایک کنگرہ پر بندر ناچیگا۔ آخر تنگ ہوکر کسی بہانہ سے اپنے علاقہ پر چلا گیا
کہ ایسے مسخرون مین بکر وزیر ہندوستان کہلانے سے حیدرآباد کی صوبہ داری بہتر ہے۔ اتفاقاً
انہی دنون مین نادرشاہ افغانون کو ایران سے نکالتا ہوا قندھار تک آیا تہا۔ اور
افغان ادہر سے نکلکر تمام کوہستان کابل مین پہیل گئے تہے۔ چونکہ کابل مین دربار دہلی کی
طرف سے صوبہ رہتا تہا۔ اسلئے نادرشاہ نے محمد شاہ کے پاس اپنا ایلچی بہیجا کہ تم بہی
اپنے صوبہ کے نام حکم بہیجدو تاکہ دونو طرف سے دباکر اس فرقہ کو واقعی گوشمالی دین
یہان ان دنون عیش و عشرت کے شغل سے آواز تک بہی سنائی دیتی تہی۔ چنانچہ ایلچی
راہ مین رہ گئے اور کسی نے خبر بہی نہ لی۔ کہتے ہین کہ آصفجاہ خود تو دکن کو گیا تہا۔ مگر
نادرشاہ کو خفیہ ایلچی بہیجکر کہلا گیا کہ آپ بے تکلف چلے آئین۔ یہان دلی تک میدان
صاف ہے۔ چنانچہ چند روز کے بعد نادرشاہ نے ایلچیون کی تباہی سنکر پہر کہلا لکہا

اور اخیر کو خطوں کی بیجوابی نے خود اُسے بھی ہندوستان کیطرف کھینچا۔ مگر یہاں یہہ حال تھا کہ عام خبروں کے علاوہ کابل لاہور وغیرہ کے حاکموں کی عرضیاں بھی آتی تہیں۔ اور کوئی خبر نہوتا۔ بلکہ جب لوگ نادر شاہ کے آنے کی خبریں دیتے تو امراے دربار سنکر خفا ہوتے اور کہتے کہ لوگوں کے گہر بہت بلند ہیں۔ دور سے نادر شاہ کا لشکر دکھائی دیتا ہے۔ جب ناچار ہوکر نادر شاہ نے کابل کو آن گھیرا تو وہاں کے حاکم نے نہایت اضطراب سے عرضی لکھی۔ چنانچہ جسوقت خریطہ پہنچا تو بادشاہ مہتاب باغ میں عالم آب کا تماشا دیکھ رہے تھے۔ اور سامنے ناچ ہو رہا تھا چونکہ اُسوقت نہایت سرور کا عالم تھا۔ عرضی کو لیکر گوشہ اُسکا شراب میں ڈبو دیا اور یہہ مصرعہ پڑھا کہ ع این دفتر بیمعنے غرق مے ناب اولی۔ چونکہ آصفجاہ کی دانائی اور تجربہ کاری کو اُسکے حریف بھی مانتے تہے۔ اسلئے نادر شاہ کی آمد آمد سنکر اسی بھی دکن سے بلوایا۔ اُدھر نادر شاہ نے کابل کو فتح کرکے پھر نامہ لکھا اور اپنا دوسرا ایلچی دربار دہلی میں رُکا ہوا تھا اُسے طلب کیا۔ یہاں دربار میں یہہ مقدمہ الجھ رہا تھا کہ کئی خط اور کئی ایلچی لیئے اور ادھر سے جواب بھی نہیں گیا۔ اب جواب کیا لکھیں؟ اور لکھیں تو اسمیں القاب کیا لکھیں؟ کیونکہ وہ اصل میں نادر قلی ہے کوئی خاندانی بادشاہ نہیں ہے۔ اتنے میں خبر آئی کہ اُسکا لشکر اٹک اتر آیا۔ یہاں بھی کوچ کی تیاریاں ہونے لگیں۔ اور چلتے چلتے دو مہینے میں کرنال پہنچے۔ سب نہر کے کنارہ برات کیطرح پڑے تھے اور جسطرح لوگ شہر سے عیدگاہ کو جاتے ہیں اُسطرح آتے تہے اور لشکر میں شامل ہوتے جاتے تہے۔ برہان الملک کا انتظار ہو رہا تھا۔ کیونکہ اُسکی فوج توپخانہ کی کثرت گرمی سے اندنوں بہت نامور تھی۔ اتفاقاً جسدن وہ آکر لشکر میں شامل ہوا اُسدن نادر شاہ بھی پاس پہنچ گیا تھا۔ اور یہاں کسیکو خبر بھی نہ تھی

برہان الملک نے دربار کی بے پروائی کی شکایتین کر کی کوچ کی تاکید شروع کی ؛
اُسی دن چند گھسیاری کچھ زخمی کچھہ بدحواس دوڑے آئے کہ ہم جنگل مین گھاس کھود نے
گئے تھے نادری قراولون[1] نے کئی آدمیون کو گرفتار کر لیا۔ اور ہمنے بھاگ کر
اپنے تئین یہان پہنچایا ہے۔ امرانے جمع ہوکر پھر گفتگو شروع کی۔ اتنے مین خبر آئی
کہ چند قزلباش نادری برہان الملک کے ڈیرون پہ ہاتھہ مار گئے برہان الملک تلوار
ٹیک کر اُٹھہ کھڑا ہوا۔ اور کہا کہ صاحب اب کونسی بات باقی ہے جسکا انتظار کیا جائے
اُسیوقت فوج لے لڑنے کو روانہ ہوا اگرچہ خان دوران نے بادشاہ کو اطلاع دی۔
اُنہون نے آصفجاہ کو خبر کی۔ آصفجاہ بولا کہ پہر دن باقی ہے۔ برہان الملک کو روکنا
چاہیے کیونکہ لشکر انکا منزلین مارتا ہوا آیا ہے۔ اسوقت بیموقع جرأت کرنی مناسب نہین
کل توپخانہ سامنے رکھکر اور سب لشکر کو ترتیب بندوبست سے لڑین تو مناسب ہے۔ بادشاہ
نے یہی بات خان دوران کو کہلا بھیجی خان دوران سنتے ہی بگڑ کر اُٹھہ کھڑا ہوا اور کہا کہ بڑے
حیف کی بات ہے ایسا جوانمرد سردار آقا کے نام پر نثار ہونے جائے اور ہم پہلو مین بیٹھے
اُسکے مرنے کا تماشا دیکھین۔ چنانچہ بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ برہان الملک اب مقابلہ مین
جا پڑے ہونگے اسلئے واپس بلانا مصلحت نہین۔ ساتھہ ہی خود ہاتھی پر بیٹھہ۔ فوج کو لے
روانہ ہوا۔ اور آدہ کوس کا فاصلہ دیکر برہان الملک کے پہلو مین فوج جما دی ؛
نادرشاہ بھی سنتے ہی اُٹھہ کھڑا ہوا اور فوج کے تین حصے کر کے ایک اپنے ساتھہ رکھہ
دو کو دونو کے مقابلہ مین ڈالا۔ قزلباشون نے برابر حملہ پر حملہ کرنا شروع کیا تھوڑی ہی دیر

[1] قراول چند سوارون کا مجموعہ ہوتا ہے جو فوج سے آگے بڑھکر کئی کئی کوس تک گھوڑے مارتا پھرتا ہے
تاکہ دشمن کی فوج کی اور گرد و پیش کے حالات کی خبر رہے۔ اور موقع پاتا ہے تو دست برد بھی کر جاتا ہے ۱۲

مین عیش پروردہ فوجین پریشان ہوگئین - بہت سے سردار مارے گئے اور خان دوران
زخمی ہوکر میدان سے پھرے - یہان شکست کی ہوا اڑتے ہی خان دوران کے خیمے ڈیرے
لشکر سب کارخانون کی خاک اڑ گئی تھی - اتنا بھی نہ تھا کہ بیجان لاشہ کو سایہ مین
رکھین غرض ایک بچوبہ کہین سے لیکر اسمین اتارا - اتنے مین بادشاہ کیطرف سے
چند خواجہ سرا آئے اور آصف جاہ وغیرہ بھی عیادت کو پہنچے - تھوڑی دیر مین اس
بیمار نے ذرا آنکھ کھولی اور آہستہ سے اتنا کہا کہ خیر ہمنے تو اپنا کام کرلیا اب آگے تو
وہ تمہارا کام جانے - مگر اتنا کہتے ہین کہ بادشاہ کو نادر کے پاس اور نادر کو شہر
مین نہ لیجانا - جسطرح ہوسکے اس بلا کو یہین سے ٹالدینا -
ادھر برہان الملک اور اسکے چند رفیق میدان مین رہ گئے تھے وہ جوانمرد ہاتھی پر
بیٹھا تیر مار رہا تھا کہ قزلباش چارونطرف سے گھر آئے - ایک جوان نیشاپوری اسکا ہموطن
ہودے تک پہنچا - اور آواز دی کہ - ای محمد امین دیوانہ شدہ - بکہ جنگ میکنی ؟ وبچہ اعتماد
جنگ میکنی ؟ برہان الملک نے ہاتھ روک لیا - قزلباش نے نیزہ زمین پر گاڑ گھوڑے کی
باگ ڈور اس سے باندھی اور جھپٹ کر رسا پکڑ ہودج کے اندر جا بیٹھا - برہان الملک ایران کے
دستوروں سے واقف تھا - کمان ہاتھ سے رکھدی اور اپنے تئین پنجہ تقدیر کے حوالہ کیا
قزلباش ہاتھی کو گھیر کر اپنے لشکر مین لیگئے - نادر شاہ نے جرم بخشی کرکے عنایت فرمائی
اور چونکہ شام ہوگئی تھی فوج لیکر اپنی خیمہ گاہ کیطرف پھرا - برہان الملک کو اپنے ساتھ دسترخوان
پر بٹھایا چنانچہ اسنے مصلحت آمیز باتین کرکے نادر شاہ کو اسبات پر راضی کرلیا کہ
حضور ایک معقول نذرانہ لین اور یہین سے واپس تشریف لیجائین - نادر شاہ اسبات پر
راضی ہوگیا - برہان الملک نے ایک عریضہ مین یہہ سب حال لیکے بادشاہ کو لکھا اور رقعہ

آصفجاہ کو بھیجا کہ تم آؤ اور اس امر کا فیصلہ کردو۔ یہان سب درباری حیرت مین غرق
بیٹھے تھے کہ دیکھئے اب کیا ہوتا ہے! اور حیران تھے کہ کیا کرنا چاہئے؟ یہہ خبر سنتے
ہی خوش ہوگئے۔ محمد شاہ نے فوراً آصفجاہ کو روانہ کیا۔ اسنے برہان الملک کے ذریعہ
سے نادر کی ملازمت حاصل کی اور بعد گفتگو کے یہہ ٹھیرایا کہ دو کروڑ روپیہ نعل بہا[1] لیجیے
اور یہین سے تشریف لیجائیے۔ نادر نے یہہ بات منظور کی اور آصفجاہ عہد و پیمان
کرکے وہان سے رخصت ہوا۔ مگر محمد شاہ کے سامنے جاکر ان کامون کو اپنی کارگزاری
اور دولتخواہی کے لباس مین ظاہر کیا یعنے برہان الملک کی حسن خدمت کو اڑا دیا
حضور سے خان دوران اور امیر الامرائی کا خطاب اور خلعت بیش بہا آصفجاہ کو
عنایت ہوا۔ برہان الملک کا ذکر بھی کسی نے نہ کیا۔ دوسرے دن محمد شاہ کی ملاقات
ٹھیری۔ بادشاہ ادہر سے بڑی توزک و احتشام کے ساتھہ روانہ ہوئی۔ ادھر سے
نادر نے اپنے بیٹے کو استقبال کے لئے بھیجا۔ وہ رستہ مین آکر ملا۔ بادشاہ نے تخت رواں
زمین پر رکھواکر ملاقات کی اُس نے فرزندانہ طور سے معانقہ کیا۔ اور ہمرکاب ہوکر نادر شاہ
کے پاس لیگیا۔ نادر شاہ لب فرش تک استقبال کو آیا اپنی مسند پر نہایت تعظیم سے
بٹھایا۔ بعد اسکے برادرانہ اور دردمندانہ باتین شروع کین چائے آئی اُسکا دور چلنے لگا۔
نادر شاہ اُسوقت برک کی قبا۔ اُسپر قراقلی یعنے سیاہ پوست برہ کا خفتان۔ اُسپر ایک
برکی جبہ پہنے تھا سر پر کلاہ پاپاخ[2] تھی۔ ادہر محمد شاہ شبنم کا کرتہ ڈھاکہ کی ململ کا جامہ پہنے
تھے۔ اور سر پر جو دستار تھی اُس سے بھی گھبراتے تھے۔ برابر پنکھا ہوتا تھا۔ نادر شاہ سے
کہا کہ۔ رخت شما بسیار گرم است بر تن گرانی میکند؟ نادر شاہ نے آہ سرد بھر کر کہا۔ کہ برادر

[1] مصارف جنگ اور خرچ راہ کے روپیہ کو نعل بہا۔ یا تعلیفندی کا روپیہ کہتے ہین ۱۲ [2] یہہ لنبی ٹوپی ہی
پوست برہ یعنے سیاہ دنبے کی کہال کی ہوتی ہے ۱۲

جان من! ہمین بخت گرم است کہ بار از ایران تا اینجا رسانید۔ لطافت لباس تماست
کہ نگزشت از دہلی تا اینجا حرکت کنید۔ غرض بادشاہ نے ہنسی خوشی یہان سے مراجعت
برہان الملک و خان میر الامرائی کے منصب کو اپنا حق سمجہی بیٹہا تہا اُسنے جب آصفجاہ
کے خلعت وخطاب کا حال سنا تو بہت بگڑا۔ اور نادرشاہ سے کہا کہ حضور نے کیا غضب
کیا جو ہندوستان کے قارونی خزانے چہوڑ کر دو کروڑ روپیہ پر رضامند ہوے
یہہ رقم تو فقط غلام ادا کر سکتا ہے۔ اور بادشاہی خزانے اور امرا اور مہاجنون
گہرانون کے کیا ٹہکانے ہین۔ البتہ شہر یہان سے چالیس کوس ہے حضور وہان تک تکلیف
فرمائین۔ نادرشاہ خوش ہوگیا اور اُسیوقت آصفجاہ کو بلا بہیجا وہ خوشی خوشی پہر
حاضر ہوا۔ اُسے حکم ملا کہ تم ٹہیرو اور اپنے بادشاہ کو بلالو۔ آصف جاہ نے کہا کہ عہدنامہ
مین یہہ نہین ٹہیرا تہا۔ نادر نے کہا کہ ملک وسلطنت اور بادشاہ کی عزت وآبرو سے
ہمین کچہہ تعرض نہین ہم فقط ایک ملاقات اور کرنی چاہتے ہین آصفجاہ نے ناچار بادشاہ
کو لکہا۔ بہت سے امرا اور نوکر چاکر اُدہر سے ساتہہ چلنے کو تیار ہوئے۔ مگر وہ فقط عمدۃ الملک
وغیرہ چند امیرون اور چند خواجہ سراؤن کو لیکر آئے۔ نادرشاہ نے عزت واحترام کی ساتہہ
الگ خیمہ مین اُتروا دیا۔ اور کہا کہ بہائی محمد شاہ سلطنت اور دربار کا سامان مع حرم سرا
کے منگوالو اور خاطر جمع سے یہین رہو۔ لشکر مین بہی حکم بہیجدیا کہ جو چاہے ہماری لشکر مین
آجائے۔ اور جو چاہے دلی چلا جائے۔ بعد اسکے اپنا فرمان اور بادشاہ کا شقہ ایک
اپنے سردار کو دیکر شہر کو روانہ کیا۔ اُسنے جاتے ہی قلعہ دار سے کنجیان لین اور
کارخانون پر قبضہ کر لیا۔ لشکر کے لوگ پریشان ہوکر بہاگے۔ بہتون کو ولایتیون نے
لوٹ کر باندہ لیا۔ جو انسے بچے وہ رستے کے گوجرون نے مارے جیتے بچے تو بچنکلے

سے لیکے گھر پہنچے - دوسرے دن نادر شاہ بہی شاہ کو لیکر چلے اور دلی مین داخل ہوئے ۔ تو
پانچ چار دن کے بعد عید قربان آئی مسجد مین خطبہ نادر شاہ کے نام سے پڑھا گیا - اور چونکہ دہرا دربار
تہا - اسلئے بڑی دہوم دہام کا تزک واحتشام ہوا - مگر قربانی اس عید کی عجیب وغریب ہوئی - یعنی عصر کے
وقت تک تمام شہر مین امن امان سے عیش عشرت ہو رہی تہی جو دفعۃً بہنگیڑ خانے مین
بیٹھے بیٹھے ایک بہنگڑ بولا کہ واہ محمد شاہ رنگیلے ! - آخر بادشاہی پیچ کہیل ہی گیا
دوسرا بولا - کیا ؟ اسنے کہا کہ حرم سرا مین موقع تاک کر ایک قلماقنی سے منعلے کو
مروا دیا[1] - یہہ ہوا دفعۃً اڑی اور ہوا کیطرح تمام شہر مین پہیل گئی غضب یہہ ہوا
کہ نادری سپاہی جو ایک ایک دو دو گلی کوچون مین بے تکلف پہرتے تہے - انہین لوگون نے
بے وارثا سمجہکر قتل کرنا شروع کردیا رات کو نادر کو خبر پہنچی - اسنے فوج کو حکم دیا کہ اپنی
جگہہ پر قایم رہو اگر تم پر چڑہ کر آئین تو جواب دو نہین تو چپ چاپ بیٹہے رہو - رات بہر
برابر تلوار چلتی رہی - اور صبح تک سات سو ولایتی شہر مین کٹ گیا - افسوس یہہ کہ ارکان
دربار چپکے تماشا دیکہا کئے - بلکہ چند اشخاص کہ جنکو نادر شاہ سے کہکر اپنے گھر لیگئے
تہے وہ بہی مارے گئے - نادر نے صبحکو اٹھکر پوچھا تو یہی سنا - حیران ہوا کہ کرنال
کے معرکہ جنگ مین کل تین ولایتی مرین اور بیس آدمی زخمی ہون ! اور شہر مین میرا
صدہا سپاہی اسطرح ضایع ہو جائے ؟ دنیا آنکہون مین اندھیر معلوم ہونے لگے اسیوقت
نکلا اور گھوڑے پر سوار ہو کر شہر کو دیکہتا ہوا چلا کہ شاید مجہے زندہ وسلامت دیکھکر
یہہ طوفان تہم جائے اور دلی کے قتل عام کا دہبا میرے نام پر نہ آئے مگر شہر کے لوگون

---

[1] قلماق اگرچہ ترکون مین ایک فرقہ کا نام ہے مگر ہندستان مین قلماقنی اور اردا بیگنی ان عورتون کو کہتے تہے جو اسلحہ جنگ سے سجی ہتی تہین اور حرم سرا مین سپاہیون کیطرح پہرے وغیرہ کا کام کرتی تہین ۔ ۱۲ یعنے نادر شاہ کو مروا ڈالا ۱۲

نے اسپر بھی پتھر پھینکنے شروع کردئے بلکہ بندوقین بھی ماریں یہانتک کہ ایک مصاحب کا
پہلو زخمی ہوا - ساتھہ ہی دیکھا کہ جابجا ایرانی غریب الوطنون کے لاشے پڑے ہین یہہ
دیکھکر اسکی آنکھون مین خون اتر آیا اور قتل عام کا حکم دیکر کہدیا کہ جہانتک کوئی
قزلباش مرا ہوا نظر آئے ایک آدمی جیتا نہ رہے - یہہ کہکر ترپولئے تک آیا اور
روشن الدولہ کی مسجد۵ مین آکر قتل عام کی علامت ظاہر کی یعنی تلوار کھینچکر مسجد مین
بیٹھہ گیا - کوچون مین خون کے نالے بہ گئے - اور گھرون مین آگ لگ کر زمین سے
آسمان تک دہوان دھار ہو گیا - نادر شاہ کا غصہ خدا کا قہر - بادشاہ اور امیر سب دیکھتے
تھے اور دم نہ مار سکتے تھے - ایک بڈھا خواجہ سرا محمد شاہ کے پاس قابو آیا اور کہا کہ حضور کے
باپ دادا کی رعیت سب قتل ہوگئی بادشاہ بھی آبدیدہ ہوئے اور اتنا کہا کہ ع دیدہ
عبرت کشا قدرت حق را ببین ۔ شامت اعمال ما صورت نادر گرفت ۔ دوپہر کے قریب جب
عالم مین کہرام مچگیا تو پھر سب نے آصفجاہ سے رجوع کی - وہ تلوار گلے مین ڈالے - سر برہنہ گئے
خاموش نادر کے سامنے جا کھڑا ہوا اور رونے لگا - نادر شاہ کے دل مین بھی خدا نے
رحم ڈالا - پوچھا کہ چہ میخواہی؟ - اسنے یہہ شعر پڑھا ع کسی نماند کہ دیگر بہ تیغ ناز کشی
مگر کہ زندہ کنی خلق را و باز کشی ۔ نادر نے شرما کر سر جھکا لیا - تلوار میان مین کی اور کہا کہ
بریش سفید تو بخشیدم - اسیوقت شہر مین ایرانی نقیب اور چاؤش امان امان کہتے ہوئے دوڑے
اور پل کے پل مین امن ہوگیا - سلطنت کے کاروبار کے ساتھہ دونو بادشاہون کی صحبتین پھر
بدستور جاری ہو گئین ایکدن بادشاہ نے نادر کی دعوت کی ایک ایک خدمت ایک ایک امیر کے
سپرد ہوئی - کھانے کے بعد جب چائے آئی تو عمدۃ الملک نے پیالی چائے کی بھری - مگر
جب دینے لگا تو سوچا کہ اگر پہلے اپنے آقا کو دون تو آدہر نادر ہے - ایسا نہو ابھی سر اڑا دے

۵ یعنی ستہری مسجد ۱۲

اور اگر نادر کو پہلے دون تو آیندہ بہی اپنی دربار مین منہہ دکہانا ہی - یہان اسکی تیزی طبع کا جوہر کام آیا - یعنی محمد شاہ کے سامنے پیالی کرکے کہا - کہ شاہان ہندہند یعنی فدوی کی لیاقت نہین کہ اس عالیجاہ بادشاہ کو جام دے - آپ اپنی دست مبارک سے دیجئے - چنانچہ دونو بادشاہ خوش ہوئے اور دونو کے اہل دربار نے اس انداز خوشنما پر تحسین و آفرین کی ؀

لطیفہ ایک دن نادر شاہ کو پیٹ مین گرانی معلوم ہوئی - محمد شاہ سے حال بیان کیا - اُسیوقت علویخان حکیم آیا اور نبض دیکھکر دواخانہ کے داروغہ کو اشارہ کیا - چنانچہ کشتی مرصع پر زرنگار خوان پوش ٹہپا ہوا آیا خوان پوش اُٹھایا تو ایک مرصع مرتبان مین گلقند - الماس کا چمچہ برابر دھرا - گنگا جمنی کانٹا رتی ماشے سمیت وزن کے اندازے کے لئے ساتہہ موجود تہا - اور حکیم سوچتا تہا کہ کسقدر گلقند اُسمین سے نکالے اور وزن کرکے کہانے کو دے - نادر شاہ نے خود مرتبان کو اُٹھا لیا اور کہولکر دیکھا - بعد اسکے دو انگلیان اندر ڈالکر چار نوالون مین مرتبان خالی کر دیا - چونکہ اُسمین خوشبو دوائین بھی ملی ہوئی تھین - اچھا معلوم ہوا اور کہا کہ - حلوای خوبست دیگر بیارید ؀

لطیفہ ایک دن نادر شاہ ہوا کہانے کو سوار ہوا محمد شاہ نے کہا کہ ایران مین ہاتہی نہین ہوتا آج انہین ہاتہی پر سوار کرو - جب ہودج مین جا کر بیٹھا تو آگے فیلبان کو دیکھا - پوچھا - این کیست؟ لوگون نے کہا کہ - فیلبانست این را میراند - فیلبان سے کہا - کہ عنانش بمن بدہ - اُسنے عرض کی کہ قبلہ عالم فیل عنان ندارد باشارہ سرپا ہم راہ میروند - نادر چڑ کر بولا - نشاید کہ ما بر آنچنان مرکبی کہ عنانش بدست غیر باشد سوار بشویم ؀

...طیفہ محمد شاہ کے اہل نشاط مین ایک کنچنی تہی نور بائی اُسکا نام تہا
...ر ناچ گانے کے علاوہ حاضر جوابی اور لطیفہ گوئی کا یہہ عالم تھا کہ گویا مُنہہ سے
...دل جھڑتے تہے - ایکدن نادر شاہ نے بہی اُسکا گانا سنا - چنانچہ بہت محظوظ
...ؤئے کچہہ انعام دیا اور کہا - کہ نور بائی روئی ہند رسیاہ کن بیاکہ با یرانت
...یم - یہہ سنتے ہی بائی جی کا دم بند ہوگیا - اور ساری لطیفہ گوئیان بہول
...ین - دل مین ڈرین - کہ خوش ہوکر ساتھہ لیچلا ہے - اگر ذرا خفا ہوا تو خدا جانے
...ل کاٹ لے - آنکہہ نکال لے - پیٹ چاک کر ڈالے - غرض اُسیوقت یہہ غزل
...ہی ؎ من شمع جانگدازم تو صبح دلکشائی ؞ سوزم گرت نہ بینم میرم چو رخ نمائی
...دیکت اینچنینم دور آنچنانکہ گفتم ؞ نہ تاب وصل دارم نہ طاقت جدائی ؞ نادر شاہ
...بت خوش ہوا اور اُسکا مطلب سمجھکر اپنی ارادی سے درگذرا ؞

...ی عرصہ مین نصر اللہ میرزا اپنے بیٹے کی ایک شاہزادی سے شادی کی
...و مہینے وہان ہکر خاطر خواہ نقد و جنس اور جواہر جسقدر سمیٹ سکا - یہانتک کہ
...ت طاؤس تک بہی اُٹھا لیا اور سونے چاندی کے چکّی کے پاٹ ڈہلوا کر
...ٹٹؤ نپر لدوادئے - غرض کُل تیس کروڑ روپیہ کا اثاثہ لیکر روانہ ہوا - اور
...یرہ جات - کابل - اور پنجاب کے اُن علاقون کو جنکا روپیہ کابل کی فوج مین
...تا ہوا تہا اُنہین ہندستان سے نکالکر ایران کی سلطنت مین داخل کیا -
...مد شاہ دولہا پھر یہان رنگ لیان کرنے لگے اور چند سال کے بعد اسی
...یش و عشرت سے ۳۰ برس سلطنت کرکے عالم بقا کو روانہ ہوئے فقط

بابا نانک صاحب

سکہون کا فرقہ اگرچہ بابر بادشاہ کے عہد سے پیدا ہوا مگر مدت دراز تک یہہ لوگ فقیرانہ وضع اور صلح کل کے لباس مین نشونما پاتے رہے عالمگیر کے عہد مین وضع انکی بدلنی شروع ہوئی۔ یہانتک کہ فرخ سیر اور محمد شاہ کے عہد مین ملک گیری کے ہاتھہ پانو نکالکر تلوار سنبھالی۔ چونکہ اصل بانی اس فرقہ کے گرو نانک صاحب تہے اسلئے مناسب معلوم ہوا کہ انکا حال بہی اس کتاب مین درج کیا جائے ؎

تلونڈی گانومین کالو نام ایک کہتری تہا کہ حساب کتاب گانوکا لکہا کرتا تہا اُسکے گہر ایک لڑکا پیدا ہوا۔ کالو بہت خوش ہوا اور لڑکے کا نام نانک رکہا اسکی دائی کی زبانی بیان کرتے ہین کہ جسوقت وہ پیدا ہوا تو ایسا غل اور شور معلوم ہوا جیسے کسی بڑے امیر وزیر کی سواری کی آمد آمد مین ہوتا ہے۔ غرض جب لڑکا بڑا ہوا تو اُسے فارسی زبان اور رسمی حساب کتاب سکہانا شروع کیا۔ اُسنے بہت جلد سیکہہ لیا لیکن باوجود اسکے دنیاوی کاروبار کیطرف اُسکی طبیعت اصلا راغب نہ تہی ؎

کالو چاہتا تہا کہ بیٹے کو بنج بیوپار کے کام مین لگائے۔ چنانچہ اس خیال سے ایکدن اُسے بلایا اور چالیس روپے دیکر ایک جٹ کے ساتھہ کسی گانوکیطرف روانہ کیا رستہ مین اُسے چند فقیر ملے۔ نانک نے اُنہین کہانے پینے سے محتاج دیکہکر افسوس کیا اور کچہہ روپے دینے چاہے۔ ان لوگون نے کہا کہ بابا نقد ہی ہمارے کس کام

لی - ہم تو بہوکے ہین ہمین کچہہ کہانے کو دے - نانک خود شہر مین گیا چالیس روپیہ کا
آٹا لاکر روٹیان پکوائین اور سب فقیرون کو کہلائین - جب اس ضیافت سے
فارغ ہوا تو گہر کو پہرا - گہر کے پاس ایک درخت تہا باپ کے ڈر سے جاکر اسکی
ٹہنیون مین چہپ رہا - باپ کو جب خبر ہوئی تو ڈہونڈ کر نکالا اور پوچہا کہ تو کیونکر
واپس آیا اور جو روپے تیرے دئیے تہے وہ کیا کئے - اسنے سب حال بیان کیا
اور کہا کہ تمنے روپے نفع کمانے کو دئے تہے سو مینے آخرت کا نفع کما لیا کالو
کو کیا خبر تہی کہ یہہ خدا پرست لڑکا ایک موحد کامل ہوکر دنیا کے غافلون کو آخرت کے
نفع کا رستہ بتائیگا - بیٹے کی تقریر سنکر بہت خفا ہوا اور نصیحتاً مارنے کو تیار
ہوا - اتفاقاً ایک زمیندار مسلمان وہان آنکلا اسنے پہلے ہی سے کچہہ کچہہ حالات
نانک کے سنے ہوئے تہے چنانچہ کالو کو روکا اور اسے چہڑا لیا - آخر باپ کو جب
معلوم ہوا کہ اسکی طبیعت دنیا کے کامون کے ڈہب کی بالکل نہین تو اسے بڑا رنج
ہوا - چنانچہ اکثر اسپر غصہ ہوا کرتا - مگر ماں کی محبت اور بہن نے باپ کے غصہ کو ٹہنڈا کیا
کرتی تہی - ناچار ہوکر سلطانپور علاقہ کپورتہلہ مین جہان اسکی بہن بیاہی ہوئی تہی وہان
بہیجدیا - وہانکا نواب دولتخان ذات کا پٹہان ابراہیم لودی بادشاہ دہلی
کا رشتہ دار تہا اور نانک کا بہنوئی اسکی سرکار مین نوکر تہا اسنے نانک کو وہان
پہنچایا - چنانچہ وہ بابا نانک جنہین فقر کی گدی پر بیٹہکر راج کرنا تہا چند روز کے
لئے مودی بنکر بیٹہ گئے ـــــ اب انکی سخاوت نے دلکی آرزو نکالنے کے
لئے اس سے بہتر موقع نہ پایا - دان پن کا دروازہ کہلکر رات دن سدابرت جاری
کردیا - انجام اسکا یہہ ہوا کہ چند روز مین انپر غبن کا الزام لگا اور محاسبہ طلب ہوا

لیکن جو شخص خدا کی راہ مین خرچ کرے اُسکے حساب مین کمی کب آتی ہے ۔ جب
حساب ہوا تو انکا کچھہ روپیہ نواب کے ذمہ فاضل نکلا ۔
اُنھی دنون مین انکی شادی علاقہ بٹالہ مین ایک کھتری کے گھر ہوگئی تھی۔ اگرچہ
اُنھین دنیا دارون کیطرح خانہ داری اور گھر بار بسانے کا شوق نتھا۔ مگر چونکہ خدا کو
نسل بڑھانی تھی۔ اسی حال مین سری چند اور لکھمن دو بیٹے بھی ہوگئے۔ مگر بابا نانک
کے دلپر نقش تھا کہ دنیا نقش برآب ہے اور زندگی کا کچھہ بھروسا نہین اسلئے ہمیشہ سیاحی
مین رہتے اور سفر کے پردے مین ترک دنیا کرکے یاد الٰہی کے لطف اُٹھاتے ۔ اور چونکہ دنیا
عقیدہ کی توحید کے ساتھہ صلح کل بھی تھی اسلئے باتین ایسی دلنشین اور خاطر نشین تھین
کہ سب سنکر خوش ہوتے تھے اور ہر مذہب کے لوگ نظر عظمت سے دیکھکر صحبت کو غنیمت سمجھتے تھے
اسی حال مین فقیرانہ رہتے تھے ہی کہین چنانچہ ایکدفعہ سلطانپور کے پاس بیاس دریا مین
تین دنرات برابر پانی مین کھڑے رہے ‡ اور ایک درخت کے نیچے بیٹھکر بھگوان
کی تپسیا کرتے رہے غرض اسیطرح رفتہ رفتہ بالکل دنیا سے قطع تعلق ہوگیا۔ اور
گھر بار سب چھوٹ گیا۔ جب یہہ حال اُنکے سسر نے دیکھا تو بہت رنج ہوا۔ چنانچہ وہ
نواب دولتخان کے پاس آیا اور اُس سے کہہ سنکر بابا نانک کو بلوایا۔ مگر وہ ایسے اپنی
دھن کے پکے ہوگئے تھے کہ ہرچند نواب کے آدمی گئے وہ باتون ہی مین ٹالتے
رہے۔ نواب کے دربار تک بھی نہ آئے ۔
کہتے ہین کہ ایکدن بابا نانک کو نواب اپنے ساتھہ مسجد مین لے گئے نواب تو
نماز مین مصروف ہوئے بابا نانک الگ بیٹھے رہے جب نواب نماز سے فارغ ہوا تو پوچھا کہ

‡ اب بھی سکھہ اس مقام کو متبرک شمار کرتے ہین اور اسکا نام سنت گھاٹ رکھا ہے سکھہ اسی بابا کی بیڑی کہتے ہین ۱۲

ناتک تم خدا کی نماز مین ہماری ساتھہ شریک نہ ہوئی! ناتک نے کہا کہ تمہارا دل تو قندہار
مین گھوڑون کی خریداری کر رہا تھا نماز کسکے ساتھہ پڑہتا؟ - نواب بہی منصف
آدمی تھا اُسنے صاف کہدیا کہ فی الواقع میرا خیال اُدھر کا ہی تھا ۔

ایکدن قاضی جی نے انہین بلاکر نماز کے لئے مجبور کیا اور جب نماز سے فارغ ہوئے
تو دیکھا کہ یہہ الگ کھڑی رہے نماز نہین پڑھی - قاضی جی بہت خفا ہوئی - اور کہا
کہ بابا تو نے نماز کیون نہین پڑہی؟ انہون نے ہنسکر کہا کہ قاضی جی آپ لوگون
مین کھڑی ہوئی نماز پڑہتے ہین اور دل مین کبھی یہہ خیال ہی کہ بیٹا بیمار ہے کبھی
یہہ فکر ہے کہ بچھڑا کھلا چھوڑ آیا ہون وہ کوئین مین نہ گر پڑا ہو - یہہ سنکر قاضی جی خاموش ہو گئے
غرض بابا نانک نے بالکل دنیا سے کنارہ کرکے فقیری اختیار کی جورو بچے انکے باپ کے
گھر جا رہے - اور یہہ ملک بملک دیس بدیس پھرنے لگے - خدا کی یاد کیا کرتے اور آنکھین
بند کئے دل کے دروازی کہولے بیٹھے رہتے - اس عالم مین دو آدمی انکے رفیق تھے ایک تو
بالا نام شخص تھا کہ بچپن سے انکے ساتھہ تھا - یہہ ہندو دھرم تھا اور دوسرا مردانہ نام
ایک مسلمان تھا کہ ذات کا ڈوم تھا - اور جب بابا نانک یاد الہی مین بیٹھتے تھے تو مردانہ
رباب بجاکر اور تصوف اور معرفت کی بھجن گاکر دل روشن کیا کرتا - مردانہ بہی عجب تماشا والا تھا
انکی فاقہ مین بہو کون مرتا - جورو بچون کو یاد کرکے تڑپتا اور اکثر بلاؤن مین بہی مبتلا رہتا
ظاہر مین بہت گھبراتا مگر انکا ساتھہ نہ چھوڑتا - اور گرو نانک اور بہائی بالا کو اپنی باتون سے
خوش کرکے دل بہلایا کرتا - بابا نانک اپنی سیاحی کے عالم مین ایمن آباد مین بہی چندروز
آکر رہی تھے[1] یہان بہی انکی خدا پرستی اور صفائی دلی نے بہت سی معتقد جمع کر لئے - اتفاقاً انہی

[1] یہان جس سرائے مین گرو نانک صاحب ٹھیرے تھے وہان اِدہر اُودہر سے لیکہ پتھر پڑے ہین جو زمین
ہموار ہو جائے چنانچہ اس جگہہ کو سکہہ روڑی صاحب کہتے ہین ۱۲

دونوں میں بابر بادشاہ بھی ہندوستان میں آیا۔ جب اسکی لشکر کا گزر امین آباد میں ہوا
تو شہر خوب لٹا اور گرو نانک مع اپنی معتقدوں کے بیگار میں پکڑے گئے۔ اس عالم میں
بھی انکی موحدانہ کلاموں نے اپنے نور کا جلوہ دکھایا۔ یعنی سپاہیوں کو جب
حال معلوم ہوا تو بادشاہ مذکور کے سامنے لیگئے۔ بابر ان سے اچھی طرح پیش آیا
اور انکی باتیں سنکر بہت محظوظ ہوا۔ کہتے ہیں کہ اسوقت بابر بادشاہ اپنی مصاحبان
خاص کے ساتھہ بیٹھا تھا اور شراب کا دور چل رہا تھا۔ شاہ مذکور نے کہا کہ بابا کو بھی
شراب دو۔ بابا نانک نے کہا کہ اسکا نشہ عارضی ہے تھوڑی دیر کے بعد اتر جاتا ہے
مجھے ایک ایسا نشہ ہاتھہ آگیا ہی کہ کبھی اترتا نہیں۔ مجھے اس سے معاف رکھئے بابر
اس لطیفہ کو سنکر بہت خوش ہوا۔ کہتے ہیں کہ اسی بابا نانک نے دعا بھی دی تھی اور
کہا تھا کہ سات پشت تک تیری اولاد کی بادشاہت اسملک میں قائم رہیگی ٭
جب اسطرح پھرتے پھرتے دنیا کے سفر کی مدت تمام ہوئی۔ اور سفر آخری کا
وقت آیا تو ضلع گورداسپورہ میں ایک مقام پر آئے۔ وہاں ایک دھرم سالہ
بنوایا اور اسکا نام کرتارپور رکھا یہاں بیٹھکر اپنی بال بچوں کو بھی بلایا۔ اور جو چیلے
جا بجا تھے انہیں بھی جمع کیا۔ چند روز ان لوگوں کو اپنے پند و نصایح سے
فیض بخشی کی تھی کہ پیغام اجل کا آیا اور ستر برس کی عمر میں نیاسی انتقال کیا ٭
بابا نانک کی خداشناسی اور وحدت پرستی کی باتیں جو خاص و عام میں زبان زد
ہیں۔ نہایت دلچسپ اور پرتاثیر ہیں۔ ایک دفعہ بابا نانک ہردوار کے میلہ میں
پھر رہے تھے۔ چند برہمنوں کو دیکھا کہ اپنی رسم مذہبی کے بموجب مشرق کو منہہ کئے
درختوں کو پانی دے رہے ہیں کہ پتروں کو اسکا ثواب پہنچے۔ باباجی انکے سامنے

جاکر کھڑے ہوئے اور مغرب کو منہہ کرکے اسیطرح پانی اچھالنے لگے۔ وہ لوگ اُنہین
پہچانتے تھے سمجھے کہ یہہ کوئی گنوار فقیر پوجاپاٹ کے طریقہ سے بالکل بیخبر ہے۔ بابانچہ
ہنسکر کہا کہ بابا یہہ کیا کرتا ہے؟ اُنہون نے کہا کہ کرتارپور مین میرے کھیت ہین
اُنہین پانی دیتا ہون۔ اُنہون نے کہا کہ بھلا یہہ کیا عقل ہے؟ یہان سے
وہانتک صدہا کوس کا فاصلہ ہے یہہ پانی اتنی دور کیونکر پہنچ سکتا ہے؟
باباجی نے ہنسکر کہا کہ اگر اتنی دور بھی پانی نہین پہنچ سکتا تو بھلا کیونکر تمکو امید ہے
کہ یہہ چار چلو پانی جو یہان چھڑک رہے ہو دوسری دنیا مین تمہارے پترون کو
پہنچ جائیگا۔ بعد اسکے چند دُہرے معرفت الہی کے ایسے پڑہے کہ تمام سننے والونکے
دل پانی پانی ہوگئے۔ اور سب نے آکر قدم لئے ۔

باباصاحب کے معتقد انکی سیاحی اور صفائی باطنی کی باتین اسطرح بیان کرتے
ہین کہ جو لوگ تاریخ اور علوم ظاہری کے پابند ہین۔ اُنہین سنکر حیران رہجاتے
ہین چنانچہ انکا بیان ہے کہ وہ اکثر عالم ہوا مین پرواز کرتے تھے اور جس
مقام پر چاہتے تھے دم کے دم مین جا پہنچتے تھے۔ بلکہ جس مقام کو چاہتے تھے
اپنے پاس بلا لیتے تھے۔ یہانتک کہ عربستان کی بھی سیر کی اور مکہ مین
بھی گئے۔ کہتے ہین کہ گروصاحب ایکدن حرم کعبہ کیطرف پانوکرکے سو رہے
وہان کے لوگون نے جب یہہ حال دیکھا تو بہت غصے ہوئے اور اُنہین جگاکر
لعنت ملامت کرنے لگے۔ اُنہون نے کہا ایسا کیا گناہ مجھہ سے ہوا جو تم اتنا
خفا ہوتے ہو۔ اُنہون نے کہا اے بےعقل! تو خدا کے گھر کیطرف پانوکرکے
سوتا ہے اور پھر پوچھتا ہے۔ کہ گناہ کیا ہوا؟ ۔ اِنہون نے کہا کہ مین جدھر

خیال کرتا ہون خدا ہی کا گھر معلوم ہوتا ہے۔ تمہارے نزدیک جدھر خدا کا گھر ہو اُدھر میرے پانو کردو۔ یہہ سنکر وہ خاموش ہوگئے ؛

اس حق شناس نے اپنی اولاد مین سے کسیکو گدی پر نہ بٹھایا۔ بلکہ اپنے چیلون مین سے میان لہنا کہتری کو اپنا جانشین کیا۔ اور اُنکا نام انگد گرو رکہا یعنے ذات ایک اور جسم جان ایک۔ انکی بی بی نے جب یہہ حال دیکھا تو اُنہین بہت رنج ہوا۔ اور آخر کو اصرار کرکے کہا کہ اپنے فرزندون کے ہوتے غیر شخصکو جانشین کرنے سے کیا حاصل ہے ؟ جو کچھہ تم کہتے ہو یہہ تمہاری اطاعت کرینگے۔ اتفاقاً اُنہی دنون مین ایک دفعہ فرش پر چوہا نیم جان پڑا تھا۔ انہون نے بیٹون سے کہا کہ اسے اُٹھاکر پھینکدو۔ بیٹون مین سے کسینے اُسے ہاتھہ نہ لگایا گرو صاحب نے لہنا کو اشارہ کیا اُسنے فوراً حکم کی تعمیل کی اور چوہے کو اُٹھاکر پھینکدیا گرو صاحب بہت خوش ہوئے اور اُسے دعائین دین۔ بلکہ یہہ بھی فرمایا کہ میرا اصلی بیٹا یہی ہے جسنے میرے حکم کی تعمیل کی ——— اسیطرح ایکدن کا ذکر ہے کہ جنگل مین چلے جاتے تھے۔ دیکھا کہ ایک مردار لاشہ پڑا ہے۔ باباجی نے کہا کہ جو میرا صادق دل سے چیلا ہے وہ اس مردار کو کھالے۔ چنانچہ اور سب کو نفرت آئی مگر میان لہنا اُسی وقت جھُک کر منہہ مارنے لگے۔ پھر دیکھا تو وہ فقط موہن بھوگ یعنے ترحلوا تھا لاشہ مردار کچھہ نتھا ؛

چونکہ بابا نانک کے خیالات توحید مطلق کے نور سے نورانی اور صلح کل کے عطر سے معطر تھے۔ اسلئے ہندو مسلمان ہر مذہب کے لوگ اُنکے ساتھہ محبت اور اعتقاد رکھتے تھے

۵۸ - کرغزی لوگون نے مسٹر شا صاحب کو مکرر اپنے ملک مین آیا ہوا دیکھکر مبارک باد دی جس سے ہمکو بھی نہایت خوشی ہوئی اور دو تین دن تو کرغزی سردار کے خیمہ مین چاء پیتے اور مزے اوڑاتے ہی گذرے ❖

۵۹ - کل بشر سے ایک دن کے کوچ مین ہم مقام بلکچی پر پہونچ گئے جو قلعہ شادولا کے نزدیک ہے اور جہان مرزا شادی وکیل اور قاضی محمد یعقوب ہمارے استقبال کے لئے خیمہ زن تھے چندروزون سے دریا نہایت طغیانی پر تھا جسکے عبور کرنے مین ہمکو کچھ دقت ہوئی مقام بلکچی مین ہمارے پہونچنے پر وکیل نے ایک خیمہ ہمارے واسطے بھیجدیا تاکہ باقی تمام کمپ کے آنے تک ہم اُسمین آرام کرین اور تھوڑی دیر بعد وہ کشمش اور خربوزہ اور روس کی مصری وغیرہ لیکر ہمارے ملنے کو آیا اُسنے ہمین علاقۂ یارقند مین پہونچنے کا مبارک باد دیا اور کہا کہ اتالیق غازی تمہاری ملاقات کے شوق مین کمال بیقرار ہے پھر اُسنے یہہ خبر ظاہر کی کہ مینے کل سُنا ہے کہ اتالیق غازی ۸ مہینے سے اورمزئی کی طرف مہم کرنے گیا تھا جہان سخت ہنگامۂ کارزار گرم ہوا اور آخر کار دشمن کو مغلوب کرکے تمام ملک مابین کلدجا اور مسزئی فتح کرلیا اور اوس نے طرح خوجہ نام شخص کو کلدجہ اور قلمقستان کا حاکم مقرر کیا تھا اور اب وہ ایک ہزار قیدی اور خزانۂ کثیر ہمراہ لئے کاشغر کو واپس چلا آتا ہے - وکیل نے ہماری تسلی کی کہ اتالیق غازی کے ملک مین بہمہ جہت امن وامان ہے ❖

اُنھون نے جمعیت بہت سی بہم پہنچا لی تھی اور عالمگیر کا عہد تھا بادشاہ مذکور نے اُنہین قید کیا۔ اور مروا ڈالا۔ اُنکے بعد اُنکے بیٹے گرو گوبند مسند نشین ہوئے۔ لیکن چونکہ گرو تیغ بہادر نے معتقد بہت پیدا کر لئے تھے اُسکے علاوہ گرو گوبند کے دل مین خیالات ملک گیری کے سمائے ہوئے تھے۔ اور دلّی کی سلطنت نہایت ضعف پر تھی۔ انہون نے بڑا اقتدار بہم پہنچایا۔ ہزارون سکھون کی فوج پیادہ اور سوار اُنکی رکاب مین رہنے لگے اور بادشاہی لشکر سے بھی مقابلے ہونے لگے۔ اُنکے بعد گرو بندا جی جانشین ہوئے چنانچہ اُنھون نے گرو تیغ بہادر اور گرو گوبند کے خیالات کو زیادہ تر تقویت دی اور بادشاہی صوبون کو بھی نہایت تنگ کیا یہہ محمد شاہ کا زمانہ تھا دربار سے لاہور اور کشمیر کے صوبون کو حکم پہنچا۔ اور اکثر مقامون پر لڑائیان ہوئین مگر انجام یہہ ہوا کہ گرو بندا جی بہت سے ہمراہیون کے ساتھہ قید ہوکر دلّی گئے اور وہان سب کے سب مارے گئے یہہ تینون گرو اپنے معتقدون کے دلون مین ایسا جوش و خروش پیدا کر گئے کہ وہ فرقہ جسکی بنیاد فقط فقرا اور صلح کل پر رکھی گئی تھی ایک بہادر ملک گیر گروہ ہو گیا اور ایک دن وہ ہوا کہ کل ملک پنجاب سالہا سال کے لئے اس فرقہ کے قبض و تسلط مین آگیا فقط

تمت

بکتابت محمد مقصود غفرلہ

سفرنامہ

جناب ٹی ڈی فورسایتھ صاحب بہادر سی بی

کمشنر سابق جالندھر

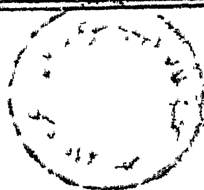
بابت

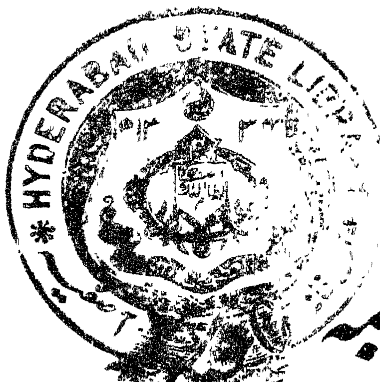
سفر یارقند

حسب فرمائش صاحبان انجمن لاہور

۱۸[illegible]

مطبع [illegible] لاہور میں باہتمام [illegible] چھپا





ترجمہ

رپوٹ مسٹر ٹی ڈی فورسایتھ صاحب بہادر کمشنر پنجاب

بابت سفر یارقند

مورخہ ۲ دسمبر ۱۸۷۰ء

جبکہ مرزا محمد شادی وکیل اتالیق غازی فرمانرواء کاشغر و ملک مشرقی ترکستان ۲۸ مارچ ۱۸۷۰ء کو جناب ویسرای صاحب بہادر ہند کے حضور مین بمقام کلکتہ باریاب ملازمت ہوا۔ اُسنے اپنے آقا کی طرف سے جناب ممدوح کی خدمت مین یہہ درخواست کی کہ میرے ہمراہ ایک انگریزی افسر بہی اتالیق غازی کے دربار مین ملاقات کرنے کو بہیجین تاکہ فیمابین سلطنت کاشغر اور ہندوستان کے سلسلہ ارتباط و اتحاد مضبوط ہوجاوے ٭

۲ - بموجب اسکی مسٹر سی یو ایچسن صاحب بہادر سی ایس آئی فارن سکرٹری گورنمنٹ ہند نے اپنی چٹھی نمبری ۵ الف مورخہ ۲۲ اپریل ۱۸۷۰ء مین آپکو اطلاع دی کہ ہز اکسیلنسی جناب ویسرای صاحب بہادر ہند نے اس درخواست کو منظور فرمایا اور اس مہم کے واسطے مجکو مقرر فرمایا اور بموجب اون ہدایات کے

جو سبب مجھے ہوئی تھیں میں اب اپنی کارروائی کی یہہ رپوٹ لکھتا ہون ؂

۳- مجکو ہدایت صرف یہہ ہوئی تھی کہ مین یارقند مین جاکر اتالیق غازی سے ملاقاتِ دوستانہ کرون اور اُس ملک کی تجارت کے اجرا اور ترقی مین کوشش کیجاوے- یہہ ملاقات بطور پیغام کے نہ تھی اور نہ اس سے کوئی ملکی کام مدنظر تھا- صرف مجکو حکم ہوا تہا کہ اُس ملک مین جانی آنیکا ایسا بندوبست کرلون کہ موسم سرما مین برف سے راستے بند ہوجانے کے باعث سال آیندہ تک وہان اونکو ٹھیرنا نہ پڑے اور باوجود اسکے مجکو یہہ ہدایت بھی تھی کہ مین تجارت کا حال دیکھون اور معلوم کرون کہ کونسی چیزین ہندوستان کی ملک یارقند مین زیادہ مطلوب ہوتے ہین اور ملک یارقند و نیز ممالک گرد نواح کے حالات مفید مثل آمدنی زمانہای گذشتہ و حال کے تواریخ اور دیگر مفید امورات کیا ہین اور اُنکے دریافت کرنے مین جہانتک ممکن ہو مین کامل اور معتبر تحقیقات کرون-

۴- مراتب مذکورۂ بالا مین کامیاب ہونے کے لئے اور تحریری باتون مین امداد ملنے کے واسطے میرے ماتحت ایک عملہ بہی افسران دیسی و انگریزی کا کردیا گیا تھا اور ۱۷۵۰۰- روپیا بہی اس مہم کے واسطے منظور فرمایا گیا تھا جسکا خرچ کرنا اور حساب رکھنا اور بروقت واپسی وہ حساب منظوری اور اطلاع کے واسطے گورنمنٹ مین پیش کرنا میرے ذمہ لگایا گیا تھا ؂

۵- جو اشخاص اس مہم مین میرے شامل تھے تفصیل اُنکی یہہ ہے
مسٹر آر بی شا صاحب یہہ یورپین صاحب سب سے اول یارقند کو بھی گئے تھے اور اس سبب سے بانی مبانی تجارت مابین ہندوستان و وسط ایشیا کا انھین صاحب کو سمجھنا چاہیئے ؂

ڈاکٹر ہنڈرسن صاحب مڈیکل افسر جنکے ماتحت اشخاص ذیل تھے- محمد یسین

نیٹو ڈاکٹر - ایک شخص پرند جمع کرنیوالا - ایک شخص پودے اور درخت جمع کرنیوالا

میر اکبر علی خان بہادر سی ایس آئی بڑے مشہور و معروف شخص ہم ایجی سیمنیا کے جوینٹو سکرٹری کے طور پر کام کرتے تھے ÷

تارا سنگھ - یہہ شخص بڑا باحوصلہ اور ہوشیار سوداگر پنجاب کا ہے سب سے پہلے یارقند کو بھی پہنچ گیا تھا اور وہانکے لوگونسے اور ملک سے بخوبی واقفیت رکھتا تھا اس شخص نے میرے ساتھ معہ اپنی دو بھائیونکے جانیکی درخواست خود کی اور مینے اُسکو اپنا توشیخانہ اور صندوق خزانہ سپرد کیا ÷

ملک قطب الدین جسکو مہاراجہ صاحب بہادر والی جموں و کشمیر نے بروقت گذرنے میری کمپ کے اُنکے ملک مین کو کمپ کی خبرداری اور نگہبانی و آرام و آسائش پہونچانے کو مقرر فرمایا تھا ÷

ابراہیم خان ڈپٹی انسپکٹر پولس معہ آٹھہ پولس مین کے جنمین سے صرف چار آدمی کشمیر کی سرحد سے باہر تک ہمارے ساتھہ گئے تھے ÷

دیوان بخش نیٹو رائیٹر جو سفر یارقند مین بیشتر بھی مسٹر شا صاحب کے ساتھ رہا تھا ÷

میجر منگمری صاحب آر سی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پیمایش علم مثلث نے مہربانی فرما کر اپنے ایک بڑے پنڈت کو میرے سپرد کیا جو ہمارے ساتھ جھیل پاگونگ تک شمول ہوا اور انھون نے مجکو بڑے مفید نقشے اور آلات بھی دیئے ÷

ہری چند ولد ٹھاکر تارا چند سردار لاہول جو بمقام لداخ ہمارے کمپ مین شامل ہوا اور منشی فیض بخش جو براہ افغانستان و بدخشان گذر پامیر پر روانہ ہوئے تاکہ یارقند مین ہمسے شامل ہوجاوین ÷

۶ - مجکو ہدایت تھی کہ ایلچی یارقند کے ساتھ بمقام لیہ متعلقہ لداخ اخیر جون تک

شمول ہوجاؤن چونکہ مسٹر شاصاحب ۲۰ مئی تک انگلستان مین ہی تھے
اور اُس سبب سے وہ ہمسے شروع جولائی سے پیشتر شمول نہو سکتے تھے اسلیئے
لھیہ مین پہونچنے تک ہم بخوبی جاری نہین ہوئی تھی اور اس مقام تک اس
سڑک کو اور سیاحون نے بھی اکثر دیکھا ہے اور حال بھی انکا بیان کیا ہے
اسلیئے صرف چند حالات خرابی سفر کے قابل بیان ہین *

۷ - ۲۶ - اپریل کو مین جالندہر سے روانہ ہوکر جمون کو گیا اور وہان اپنا کمپ
تیار کیا - اور سامان باربرداری اور رسد وغیرہ بوصول قیمت مہیا کرانا مہاراجہ
صاحب نے اپنے ذمہ لیا اور اُس مطلب کے واسطے مہاراجہ صاحب نے ملک
قطب الدین کو ہمارے کمپ کے ساتھ مقرر فرما دیا جو مجھسے ہمیشہ ایک فہرست
اشیاء مطلوبہ کی لے لیا کرتا تھا اور اُسکا انڈنٹ افسران لوکل کے نام کردیا
کرتا تھا - اور چونکہ لہیہ سے اُس طرف کے ملک کی مجکو خبر تھی کہ وہ بہت
دشوار گذار ہے اور وہانکے لوگ بھی مہمان نواز نہین ہین اسلیئے مین نے
وزیر لداخ کو پہلے سے مطلع کردیا تھا کہ گھاٹی چنگ چمو کے آگے سڑک پر
گھاس لکڑی اناج وغیرہ اشیاء ضروری قبل از پہنچنے ہمارے کے موجود
کردیا جاوے اور کراکورم کے راستہ پر بھی سامان مذکور معہ یابوہاے باربرداری
تیار رہین جسکے جواب مین وزیر مذکور نے یہہ لکھہ بھیجا تھا کہ ہریک شی مطلوبہ
بہم پہونچائی جائیگی *

۸ - جمون سے ہمارا کمپ براہ بانہال گذر کشمیر کو روانہ ہوا اور ۲۸ مئی کو
سری نگر مین پہُنچ گیا یہان مین کچھہ عرصہ تک وکیل یارقند کے انتظار مین
مقیم رہا کیونکہ وکیل مذکور بموجب اپنے قصد کے اس سبب سے لہیہ مین نہ پہونچ
سکا تھا اور لاہور مین مقیم رہا کہ کچھہ بندوقین جو اُسنے کلکتہ سے اپنے آقا کے واسطے

منگائی تھین اونکو ہمراہ لیکر روانہ ہووے ؛

۹- جب مین سری نگر کے مقام مین تہا صاحب فارن سکرٹری گورنمنٹ ہند کی ایک چٹھی مورخہ ۷ جون میرے پاس اس مضمون سے پہونچی کہ یہان افواہاً یہہ خبر پہونچی ہے کہ اتالیق غازی کی مملکت مین اندنون کچھ فساد برپا ہوگیا ہے تمکو ہدایت کیجاتی ہے کہ تاجران یارقند سے جو تمکو راستہ مین ضرور ملینگے اور بذریعہ خطوط وغیرہ کے خواہ لیہہ مین یا اور کہین جاکر یارقند کے حالات سے بخوبی واقفیت حاصل کرو اور بعدازان مجکو یہہ ہدایات اور ملین کہ اگر یارقند مین امن نہین تو تم وہان کا جانا یکلخت ترک کرو اور بحالت یارقند مین فساد برپا ہونے کے تم ہندوستان کو واپس آنے کی طیاری کرو ؛

۱۰- بموجب ان ہدایتون کے خبر صحیح حاصل کرنیکے لئے مینے مندرجہ ذیل تدبیرین کین ؛

۱۱- ہندوستان سے یارقند کو تین راستہ جاتے ہین ایک افغانستان و بدخشان مین ہوکر دوسرا کشمیر سے گلگٹ و یاسین کو گذر پامیر پر ہوکر - تیسرا لداخ مین سے کوہ کراکورم پر ہوکر - اول راستہ کو فیض بخش روانہ ہوچکا تھا اور مجھے امید تھی کہ کوئی خبر جو اوس سڑک پر اُسکو ملیگی وہ میرے پاس بھیجدیگا - اور ابراہیم خان کو مینے براہ گلگٹ روانہ کیا اور اُسکو ہدایت کردی کہ بہت جلد یارقند کو جاوے اور وہان سے سنجو اور شادولا مین سے گذر کر سرحد یارقند پر میرے کمپ مین آشامل ہو اور خوش اتفاقی سے جو مسٹر ہیورڈ صاحب سیاح وسط ایشیا بھی مجکو آملے تہے اور اُنسے بڑے مفید حالات مجکو معلوم ہوئے تھے ایک آدمی مین نے اُنکے ہمراہ بھی کردیا کہ وہ اُنکے ساتھ یاسین ہوکر یارقند کو جاوے جو مسٹر ہیورڈ کے ساتھ مارا گیا - کرنیل گارڈنر صاحب سے گفتگو کرنیکا بھی موقع ہوا جنکے نیک مشورہ کا مین نہایت احسانمند ہون اُنہون نے بہت سے

باتین اور حالات مفید تجربہ کئے ہوئے مجکو بتلائے - آخرکار تاراچند نے دلیری
اور ہمت کرکے تن تنہا لہیہ کو جانے کا اور وہانسے ہمراہی ہری چند شاد و لاین
پہونچنے کا قصد کیا کہ وہان ہندوستان کے کاروانون اور نیز اقوام کرغز سے
جو گھاٹی کراکش مین آوارہ پھرتے ہین یارقند کے فساد کے صدق و کذب کو دریافت
کرے اور چونکہ ظاہرا صحیح خبر یارقند کی اول سے اول لہیہ مین پہونچتی تہی اسلئے
مین نے قطعی منصوبہ کرلیا کہ اب ایلچی یارقند کا انتظار فضول ہے اور مین یکلخت
لہیہ کو روانہ ہوجاؤن چنانچہ میر اکبر علیخان بہادر کو سڑک جمون پر بہیجدیا کہ جسقدر
جلد ممکن ہو وہ میرزا محمد شادی وکیل کو اپنے ساتھ لاوین اور تاریخ ۴ اجون کو
مین معہ ڈاکٹر ہنڈرسن صاحب کے سری نگر سے لہیہ کو روانہ ہوگیا

۱۲ - اس سفر مین دو آدمی ہمکو اور مل گئے جنسے ہمکو بڑی تقویت ہوئی اور
ہم نے خیال کیا کہ یہہ اشخاص خوش قسمتی سے ہماری آیندہ کارروائی یارقند
مین بڑے مددگار متصور ہین یعنے قاضی سید محمد یعقوب برادرزادہ اتالیق غازی
و خلیل عربی ہمراہی قاضی موصوف کیفیت جسکی یہہ ہے کہ کچھ سال گذرے قاضی
سید محمد یعقوب موصوف توقند سے قسطنطنیہ کو اس غرض سے گئے تھے کہ اپنے
وطن کے حالات نیک شاہ روم سردار دین و ایمان کے سامنے پیش کرین *

۱۳ - لیکن قسطنطنیہ مین پہنچکر جب اُنہون نے یہہ سُنا کہ اُسکے ملک مین
فساد پھیل گیا ہے وہ باین ارادہ کہ تا ہونے امن کے تین چار سال تک صبر کرنا چاہئی
وہین ٹھہر رہے کہ اسی اثنا مین اُسکو خبر پہونچی کہ اُسکے چچا نے ترکستان مین
کامیابی حاصل کی ہے جسپر وہ فی الفور اپنی قسمت آزمائی کرنے کو اس ارادہ
سے اِدہر کو روانہ ہوئے کہ براہ ہندوستان و کشمیر کاشغر مین پہونچکر یعقوب بیگ
اتالیق غازی سے ملاقات کرین *

۱۴ ۔ یہہ قاضی سید محمد یعقوب صاحب چونکہ ذات سید اور حاجی تہے اور اپنے پرہیزگاری
اور ایمانداری مین مشہور و معروف اور عقل بھی صائب اور سلیم رکھتے تہے اسلئے
وہ بڑے اعلے درجہ کے ایماندارون مین شمار کئے جاتے تھے اور تمام
مسلمان اور بڑے بڑے مولوی اُنکی بڑی تعظیم کرتے تھے ۔ مینے اُنکو مہاراجہ
صاحب کشمیر کے ہان بھی مہمان پایا تھا اور وہ گورنمنٹ انگریزی مین بھی
بڑی تعظیم و تکریم پا چکے تھے ۔ اور کشمیر مین وہ خواجہ غفور شاہ نقشبندی کے مکان
پر قیام پذیر تھے کہ یہہ خواجہ صاحب بھی کشمیر مین بڑے معزز رئیس ہین جنکا حال شاید
آگے اور بھی لکھا جائیگا ۔ اور قاضی موصوف خود بھی اپنے آپکو بڑا ایماندار
اور مصنف کتب بڑے افتخار کے ساتھ سمجھتے تھے ۔ چنانچہ ایک روز بارش
ہو رہی تہی اور ہم سب ایک گنجان درختونکے سایہ مین قالین بچھا کر بیٹھ گئے تہے
اُسوقت اُنہون نے اپنے نوکرون سے دو بڑی خوبصورت کتابین مجلد بہت
عمدہ صفائی سے لکھی ہوئین منگائین اور بیان کیا کہ مینے بوقت قیام سری نگر
تصنیف کین ہین اور خلیل عربی ایک عربی مولوی تھا جو مدینہ سے بغرض سیر
یارقند قاضی محمد یعقوب کے ساتھ آیا تھا یہہ شخص فارسی زبان کا ایک حرف
نہین بول سکتا تھا اور ہندوستان کی مروجہ زبانون مین تو محض عمی تھا
وہ عرب سے بسواری جہاز واگن بوٹ دریار اندس لاہور مین پہونچا تھا اور
وہانسے منزل بمنزل سری نگر مین پہونچا تہا اور یہان قاضی سید محمد یعقوب کے
ساتہہ ہو گیا تھا اُسکی ہمراہیونکی زبانی معلوم ہوا کہ وہ کاشغر کو اتالیق غازی سے
ملنے کو اس غرض سے جاتا تھا کہ اُسنے مدینہ مین اتالیق غازی کی ایک کاروان سرائے
بنوائی ہوئی دیکھکر اور شہرت فیاضی اتالیق غازی کی سنکر یہہ امید کی تھی کہ
حاکم مذکور سے بہت سا روپیہ حاصل کر کے مدینہ مین ایک مدرسہ بنواؤن گا

اسلئے کچھ عجائب تحفجات عربی کتب کے اور قرآن وغیرہ بطور پیشکش اپنے ساتھ لایا تھا لیکن چونکہ انسان کی امیدین اور تجویزین ناپائدار ہوتی ہین اُسکی بدقسمتی اور برگشتگی سے وہ ٹٹو اُسکا جوان قیمتی کتابون سے لدا ہوا تھا لداخ کی سڑک پر دریاے ڈراس کے کمزور پل پر سے عبور کرتا ہوا اچانک دریا مین پھسل پڑا اور بہ گیا ہم نے دیکھا کہ اسوقت خلیل عربی کنارۂ دریا پر ان کتب کے ضایع ہوجانے سے بحالت مایوسی بُت سا بنا ہوا کھڑا تھا

۱۵- لیہ تک ہم بڑی آسایش اور آرام کے ساتھ کوچ کرتے ہوئے گئے خاص کر کارداران ریاست کشمیر ہماری خبرگیری مین خوب متوجہ ہوئے دوم جولائی کو ہم دارالسلطنت لداخ مین پہونچ گئے اور مرزا محمد شادی ایلچی یارقند بھی ہم سے راستہ مین ہی آن ملا۔

۱۶- یہہ شخص مثل اپنے آقا کے پسکات ضلع قوقند کا متوطن ہے اور روسیون کے ساتھ مقابلہ اور لڑائی کرنے مین اور مشرقی ترکستان کی فتح مین اپنے آقا کا ہواخواہ رہا ہے اُسکا عہدہ اپنے آقا کے دربار مین منشی یا سکرٹری کا ہے اور اسی عہدہ پر وہ ایک مراسلہ لیکر دو سال ہوئے کہ روسی جنرل کے پاس تاشقند مین گیا تھا اور بعد ازان سینٹ پیٹرزبرگ دارالسلطنت روس مین پہونچا اور وہان سے کاشغر مین واپس آتے ہی کلکتہ کو بھیجدیا گیا ایک اُسکا مطلب ہندوستان مین خرید کرنے اسلحہ کا بھی تھا جنکے بہم پہونچانے کے لئے وہ لاہور مین زیادہ مقیم رہا اور اُسکے اس جھمیل کے باعث اس مہم مین ایک مشکل بھی پیش آئی جسکا ذکر آگے کیا جائیگا۔ وہ اپنے ہمراہ پنجاب سے ۱۵ کاریگر بھی اس وعدہ سے لایا کہ اپنے آقا اتالیق غازی سے تمکو بہت سا روپیا بصلہ تماری کاریگری کا دلایا جاویگا

۱۷- لھیہ مین پہونچکر اول مجکو یہہ فکر ہوا کہ جو افواہ یارقند مین فساد برپا ہونے کی اوڑی ہے اُسکی تحقیقات کامل کرون مگر موسم سرما مین یعنے جنوری سے جون تک ممکن نہین کہ کوئی بیوپاری اور مسافر یارقند اور لھیہ کے مابین برفانی راستون مین ہوکر آمد و رفت کرسکے اسلیئے خبر بھی بالکل نہین آنے جانے پاتی تھی مہینے مئی اور جون مین دو تین قاصد بھی کشمیر سے ترکستان کی طرف بھیجے گئے تھے ہان اُسوقت لھیہ مین ترکستان سے صرف ایک شخص مُلّا باقی نام داد خواہ وزیر یارقند کا قاصد ڈاکٹر کیلی صاحب کے نام ایک خط لیکر آیا تھا جو یارقند سے مارچ یا اپریل مین روانہ ہوا تہا اور راستے کے کہلنے تک دو مہینے تک مقام سنجو مین ٹھیرا رہا تھا- مُلّا باقی سے خوب کہوج کہوج کر دریافت کیا گیا اور اُسنے کہا کہ ترکستان مین سب طرح خیر و عافیت ہے اُسنے قطعی انکار کیا کہ اتالیق غازی کے علاقہ مین کہین نام کو بھی شر و فساد نہین ہے اور سوداگر پہاڑ و کے پار اپنا مال و اسباب بہیجنے کی طیاری کر رہے تھے اُنہون نے بھی یارقند کے فساد کے ماجرے کو ایک جھوٹی داستان ظاہر کی تھی- ڈاکٹر کیلی صاحب جو پنجاب سے براہ کلو و لاہول آئے تھے اُنکی بھی ان لوگون سے راے متفق ہوئی-

۱۸ افسران انگریزی کے ملک یارقند مین لیجانے کی ذمہ واری اور جوابدہی ایلچی یارقند پہ بخوبی ظاہر کرنے کے واسطے مینے اُسکو ایک چٹھی بزبان فارسی اُسی مضمون کی لکھی جیسے گورنمنٹ ہند سے آئی تھی اور کہا کہ جبتک تم میرا یہہ اطمینان نہ کر دوگے کہ علاقہ اتالیق غازی مین بہرصورت امن و امان ہے تب تک مین آگے قدم نہ بڑہاؤنگا اور میرا یہہ بھی یقین کرانا ضرور ہے کہ سیر یارقند کے وقت اور واپسی کے موقع پر مین بالکل آزاد رہونگا یہہ اخیر شرط مین نے اسواسطے کی کہ مین جانتا تھا کہ مسٹر شا صاحب اور ہیورڈ صاحب کو اُنکے سفر یارقند کے

وقت بطور قیدیونکے رکھا گیا تھا - مرزا شادی ہمارے اس خیال پر کہ ہماری ساتھ بھی مثل صاحبان مسطورۂ بالا سلوک ہو نہایت ہنسا اور تنہا سیاحون و فرمانروایان عالی کے قریندونکے مابین تمیز ظاہر کی اور درباب ہماری واپسی کے اکثر دفعہ کہا کہ جب تم چاہو گے فوراً ہمارا آقا تمکو واپس آنیکی اجازت دیدیگا - میری درخواست پر اُسنے ایک چھٹی بنام فارن سکریٹری گورنمنٹ ہند کے نام ان تمام باتونکی نسبت اطمینان کافی کے لئے بھیجدی ؂

۱۹ مسٹر شا صاحب ۲۰ می کو انگلستان سے روانہ ہوکر ۳ جولائی کو اس مہم مین آشامل ہوئے اور ہمارا فریق جب اسطرح مکمل ہو گیا اور چونکہ ہمکو روانگی یارقند مین کچھ دیر بھی ہو گئی بلحاظ اسکے کہ ہمکو اُسی موسم مین واپس آنا تھا ہم نے مناسب نہ خیال کیا کہ اب تاراچند اور رہری چند کے شادولے سے واپس آنے تک اُنکا انتظار کرین اور اُنسے تازہ خبر یارقند کی سُنین کیونکہ مین جانتا تھا کہ وہ ہمکو راستہ مین ملجائینگے ؂

۲۰ ہمارے آیندہ سفر مین بڑی خبرداری درکار تھی - لہیہ سے یارقند کو جو جدید راہ چنگ چمو ہوکر ہے اُسمین ۲۷ منزل ایسی ہین کہ آبادی اُنمین کہین نام کو بھی نہین ملتی اور ۷ منزل تو ایسی سخت اور دشوار گزار ہین کہ اینمین کے نام ایک تنکا اور سبزہ کے بجائے ایک خار بھی نہین دکھلائی دیتا اسلئے تمام کمپ کے واسطے دانہ چارہ اور خوراک ہمکو لہیہ مین سے لادکر لے چلنے کی ضرورت ہوئی ہمارے کمپ مین کل ۹۰ آدمی معہ خدمتگار وغیرہ کے شامل تھے اور ۱۳۰ جانور باربرداری کے واسطے ہمراہ تھے اور ایلچی یارقند کا ایک قافلہ جدا تھا جسکے ساتھ ۰۰م بندوق معہ باروت گولی وغیرہ سامان کی تھین جو چوبی صندوقون مین فی صندوق چار چار یا پانچ پانچ رکھی ہوئی تھین اور

چونکہ وہ صندوق بڑے لمبے اور بہاری زیادہ تہے ٹٹو پر اُنکا جانا محال تہا لہذا چار قلی مہیا کیئے گئے اور ایک ایک صندوق کو دو دو آدمی اُٹھا کر لے چلے تہے اور ہر آدمیونکی بڑی بھیڑ بہاڑ ساتہہ مین ہوگئی لیکن جسقدر رسد ہمکو درکار تھی اُسکی اطلاع پیشتر سے وزیر علی اکبر کو کہ مہاراجہ صاحب بہادر کشمیر کی طرف سے لداخ مین اعلے افسر تھا دیدی گئی تہی اور اُسنے ہمارا اطمینان کردیا کہ ہر ایک قسم کا انتظام کردیا گیا ہے جسکی شہادت ٹٹوؤن اور خچرون کے رسالے سے ہوتی تہی کہ جو بالکل سامان رسد سے لدے ہوئے تہے اور جو ہمارے کمپ کے ساتہہ کیئے گئے تہے ؛

۲۱- جبکہ باربرداری کے ٹٹو جو ہمارے اور ایلچی یارقند کے قافلہ کے ساتہہ جانیکو تجویز کیئے گئے تہے لادنے کے واسطے ہمارے سامنے لائے گئے تو اُنکو نہایت ضعیف دیکہکر ہمکو تشویش ہوئی وزیر لداخ نے ہمارا اطمینان کردیا تھا کہ مینے سب جانور باربرداری کے بہت قوی اور تندرست جمع کیئے ہین اور چونکہ تعداد مطلوبہ سے بہت زیادہ ٹٹو خچر وغیرہ وزیر مذکور نے اکٹھے کرلئے تہے اور دوسرا انتظام کرنیکا وقت نرہا تھا مین اُنکو ہی ساتہہ لیکر روانہ ہوگیا اور انجام کار تکلیف اور مصیبت کے آثار نمایان ہونے لگے اس ملک کے تجارون مین دستور ہے کہ وہ اپنا مال لیہہ سے شاہ دولا تک کہ ۲۰- منزل ہے بنجارونکے ہاتہہ بحساب فی ۳ من یا ۲۴۰- پونڈ پر ۲۵ یا ۳ پونڈ ۵ شلنگ کے حساب سے کرایہ ادا کر کے بہیجدیتے ہین ؛

۲۲ چونکہ ایک یارقندی ٹٹو ۳ من بوجہہ بآسانی اُٹھالیجاتا ہے اور چالیس پچاس روپیہ قیمت پر خریدا جاسکتا ہے اسلئے بنجارونکو اسباب کرایہ پر لیجانے مین فائدہ ہوتا ہے اسی لالچ سے وہ مال لادنے کے وقت ہر ایک قسم کی ذمہ واری اپنے اوپر لیلیتے ہین اور اپنے آرام و بیوپاری کے مال جلد پہونچنے کی غرض سے

تین یا چار پُر بار ٹٹوؤن کے ساتھہ ایک خالی ٹٹو زایدبھی رکھتے ہین

۲۳ - یہہ انتظام مینے بھی وزیر لداخ کے ساتھ کر لیا لیکن چونکہ اُسکے جانور دبلے پتلے اور ضعیف تھے اسلئے مینے حکم دیدیا کہ فی ٹٹو دو من سے زیادہ بوجھہ نہ لادا جاوے - اور اسپر بھی بہت سے ٹٹوؤن پر صرف ڈیڑہ من ہی بوجھہ لادا گیا ؛

۲۴ ہر ایک قسم کی طیاری کر کے ہمارا قافلہ ۷ - جولائی کو لیہہ سے روانہ ہوا اول دو کوچ مین سڑک برابر دامنے کنارہ دریا سندہ کے واقع ہے اخیر مین جسکے چمرے نام گانو ہے جہان نہایت عمدہ اور قدیم عبادت خانہ بودہون کا موجود ہے - یہان میجر منٹگمری صاحب کا پنڈت ہمارے کمپ مین شمول ہوا مگر اُسکا قیام ہمارے ساتھہ بہت تہوڑے عرصہ کے واسطے تہا - لیکن اتالیق غازی کیسا ہی مشتاق دوستی گورنمنٹ برطانیہ کا کیون نہوا اور وہ بذات خاص کتنا ہی شایستہ ہوتا ہم سلطنت یارقند مین خیالات اور دستورات فرنگستان جیسے چاہئین ویسے ذہن نشین نہین ہوئے تا کہ اگر کبھی کوئی انگریز وہان چلا جاوے تو وہ لوگ اُسکا خوف نہ کرین اور یہہ یقین کر لین کہ یہہ لوگ جو پیمایش ملک اور تحقیقات ہر ایک قسم کرتے پہرتے ہین صرف ترقی علوم و فنون کی نظر سے کرتے ہین نہ کہ اُس ملک پر فتح کستی کی غرض سے - چنانچہ جب پنڈت مذکور کے آنے کی خبر اُسکے ہمراہی کی زبانی جو سرکاری پوشاک پہن رہا تہا ایلچی یارقند کے قافلہ مین پہونچی تھی اور یہہ اُنہون نے بہی سنا تہا کہ ایک انگریز کل ملک مشرقی ترکستان کی پیمایش کرنے کو پیچھے چلا آتا ہے تو تمام یارقندی یکایک چونک پڑے سے ہتھے یہہ حال دیکھکر لاچار مین نے تمام امیدین علم جغرافیہ کی تحقیقات کی ترک کر دی تہین اور

جو کچھ دقایق علم جغرافیہ کے مارکو پولو صاحب نے حل کرنے کو پیش کئے تھے
وہ سب بدستور بے حل رہ گئے اور پنڈت مذکور کی ملاقات بھی موقع اور موسم
مناسب پر منحصر کردی گئی تھی ٭

۲۵- دریاے انڈس کا کنارہ موضع چمرے تک چھوڑ کر ایک پہاڑ کی گھاٹی
تک ایک دن مین بخیر و عافیت کوچ کیا اور عام درختون کی خشک لکڑیان
بھی جلانے کو ملین اور چیگلا نام گذر شمالی تک ۱۲ میل کے فاصلہ مین گھاس
اور سبزہ زار بھی بکثرت تھا- اور یہان جو پہاڑ کی چوٹی ۱۷۴۰۰ فیٹ بلند
تھی اُسپر بھی اچھی آسانی سے چڑھ گئے تھے اور چونکہ سڑک کی مرمت پہلے
سے ہوگئی تھی اسلئے تمام حیوانات بھی وہانسے بغیر مشکل کے گذر گئے - بلندی
پہاڑ کی یہان بذریعہ اعتدال جوش کھاتی ہوئی پانی اور ہوا کے تحقیق کی گئی
تھے اور امتحان حرکت نبض انسان کا بھی کیا گیا تھا جسکو کارآمد سمجھکر درج ذیل بھی
کیا جاتا ہے -

ڈاکٹر ہینڈرسن صاحب جو چوٹی پہاڑ تک پاپیادہ گئے فی منٹ ۸۰- حرکت
مسٹر شا صاحب جو سوار ہوکر چلے ———— ایضاً ۹۴ حرکت
ٹائین صاحب ———— ایضاً ۱۰۰- ایضاً
ملک قطب الدین متوطن پنجاب جو سوار ہوکر چلے —— ایضاً ۹۲- ایضاً
ایک بھوٹ خدمتگار ساکن لداخ جو پاپیادہ گیا —— ایضاً ۷۸- ایضاً

۲۶- شمالی طرف اُس گذرگاہ کے سڑک کسی قدر ناہموار تھی لیکن پہلے سو
بڑے بڑے پتھر سڑک پر سے ہٹا دیئے گئے تھے اور غار بھر دئے گئے تھے اسلئے
تمام راستہ مین کہین ذرہ سی دقت بھی نہونے پائی اور یہان مین یہہ بھی بیان کرتا ہون
کہ میرے واپس آنے پر یہہ راستہ اور بھی زیادہ صاف ہوگیا تھا جتنے کہ لدی ہوئے

اونٹ بھی بآسانی تمام آمد و رفت کر سکتے تھے چونکہ اس سے آگے گذرگاہ
لدّاخ اور شادولا کے مابین اگرچہ نہایت بلند نہیں مگر دشوارگذار ہے اسلئے
مین اسکا بیان تفصیلوار مناسب سمجھتا ہون *

۲۷- بعدازان ۱۴ میل بہ آسانی اُترکر گانو ورگاہ مین پہنچے جو شعبہ دریائے
شاہوک کے کنارہ پر واقع ہے گھاس پانی ایندھن یہان بکثرت ملا -
یہان جن جانورون کے اوپر بوجھہ ہلکا تھا اور جو چالاک اور تندرست نہ تھے اونکا
خارج کر دینا شروع کیا چنانچہ ۴۰ ٹٹو اسی جگہ چھوڑدئے گئے - ورگاہ
سے آگے سڑک ایک بڑی سبزہ زار گھاٹی مین ہوکر گذرتی ہے ٹانکٹس
اور مگلب نام دو گانو اس راستہ مین ملتے ہین - اخیر گانو ٹانکٹس نام ہے - جو
لداخ اور یارقند کے مابین ملتا ہے - اسکے سوا اور کوئی گانو دیکھنے کو کیا سننے کو
بھی نہین - دو تین منزل تک ایسے جھونپڑے دیکھے کہ جنمین چھت بالکل نہ تھی
دو تین بڑے بڑے پتھرون سے سادہ دیوار بنائی ہوئی تھی اور بعدازان
تین ہفتہ تک سوائے ویرانہ اور ریگستان اور پہاڑ کے اور کچھ راستہ مین
نظر نہ آیا *

۲۸- دیہہ مگلب سے آگے ۱۰ میل طے کرکے ہم پینگ گونگ نام جھیل پر
پہونچے جسکا ڈاکٹر ہنڈرسن صاحب نے خاکا اوتارا - اس جھیل کے مغربی انجام
سے جدید سڑک یارقند کی براہ گھاٹی چنگ چمو پھٹتی ہے اور شمالی طرف کو جاتی
ہے اور ۸۰ میل تک ایسی گھاٹیان پہاڑ کی آتی ہین جو گھاس اور سبزہ سے
بالکل سبز ہین اور تمارسک وغیرہ درختون کی لکڑیان ایندھن کے واسطے
ملتی ہین *

۱۵ جولائی کی صبح کو گذرماسنگ پر چڑھائی شروع ہوئی جسکو مسٹر ہیورڈ صاحب

نے اپنے نقشہ مین ۱۸۴۵۷ فٹ بلند لکہا ہے اگرچہ بوقت ہماری واپسی کے ڈاکٹر ہینڈرسن صاحب نے اُسکو اس تعداد سے بہت کم بلند تحقیق کیا ڈاکٹر صاحب مذکور نے اسکی بلندی بہی بذریعہ اعتدال اُبلتے ہوئے پانی اور آلہ ہوا کے دریافت کی تہی چڑہائی جنوبی طرف سے درجہ بدرجہ اور آسان ہے اور گہوڑے کی سواری مین اُسکو طے کرتے ہوئے ذرہ بہی تکان نہین ہوا لیکن جب ہم دو ہزار فیٹ کی بلندی کے قریب پہنچے تو البتہ سبکو تنفس مین تکلیف معلوم ہوئی

۲۹- برادران سہلاجنٹ ویٹ تم نے بڑی بلندی کے تجربونکا نتیجہ اسطرح لکہا ہے کہ اثر بلندی کا جو کچھ انسان کے بدن پر ہوتا ہے وہ بموجب اختلاف طبیعت ہر شخص کے مختلف ہوتا ہے - جو آدمی بہت تندرست ہوتا ہے وہ اُس اثر سے تکلیف کم اُٹھاتا ہے اور فرق نسل کا بہی اُسمین کچھ کام نہین آتا ہمارے ہندو خدمتگارون نے بہ نسبت تبت والونکے سردی سے زیادہ تکلیف اُٹھائی اگرچہ ہوا کا دباؤ کم ہونے سے کچھ بے آرامی نہوئی عموماً بلندی کا اثر انسان کے جسم پر ۱۶۵۰۰ فیٹ پر جاکر ہوتا ہے اور یہہ بلندی اون بلند چراگاہونکے مطابق ہوتی ہے جہانتک چروا ہے یا گڈریئے اپنے گلّون کو چرانے لیجاتے ہین -

اور ہوا کی داب کم ہونے سے جسم پر یہہ تکالیف پیدا ہوئی تہین - سردرد ضیق النفس - کہانسی - اور یہہ مرض ایسا زور پکڑ جاتا ہے کہ خون تہوکنے تک کی نوبت پہونچ جاتی ہے - بدہضمی - وکمی اشتہا - سستی - رگ پٹہونکا ضعیف ہونا اور عموماً روحون کا ضایع ہونا اور دب جانا - نکسیر پہوٹنے کی بیماری ہمنے خود سہی اگرچہ خون بہت کم اور خفیف نکلتا تہا مگر لبون اور کان مین سے خون نتو میرے نکلا اور نہ کسی میرے ہمراہی کے برآمد ہوا -

مگر بو لڈٹ صاحب اپنے سفرنامہ مین بیان کرتے ہین کہ اینٹسانا نام پہاڑ
پر ۱۸۱۴۱ فیٹ کی بلندی پر اونکے ہمراہی ڈن کارلوس مونٹوفر صاحب
کی لبون سے بکثرت خون جاری ہوا اور چمبوراز و نام پہاڑ کی چڑہائی مین ہر ایک
شخص کے مسوڑون اور لبونسے خون نکلا تہا*

جو اثر بلندی کے یہان بیان کئے گئے تندرست آدمی کے بدن سے نیچے
اُترنے کے بعد فوراً دفع ہو جاتے ہین اور اُنپر زیادتی بسبب سردی
کے نہین ہوتی بلکہ یہہ سب خرابیان ہوا سے پیدا ہوتی ہین جسکا اثر
تنفس پر زیادہ ہوتا ہے- چونکہ یہہ ایسا ماجرا تہا کہ محققان سابق نے اُسکو
بیان نہین کیا اسلئے ہمنے اسپر خاص توجہ کی اور معلوم کیا کہ تکان سوا اسی بالکل متعلق تہا-
کراکورم کے میدان مین یہہ بات عموماً تھی کہ خیمہ کی چوبین جو ہوا سے
محفوظ تھین ایک دفعہ ہوا کے بہاری اثر سے ترخ اُٹھین ایسی کہ اونپر
دباؤ ہوا کا صاف ظاہر ہوتا تھا اور یہہ سب فساد ایک ہوا کا معلوم ہوا
جو آرام کے وقت رات کو چل پڑی تھی-

ہوائی دباؤ کی کمی کا اثر تکان کے باعث ہمارا حال اور بہی زیادہ
خراب کر دیتا تھا اور تعجب یہہ ہے کہ دم اسقدر رکتا تہا کہ بولنا اور بات
کرنا بہی ایک محنت سخت مین داخل تھا اور جسطرح ایک آدمی بہت سے
خوف سہکر نڈر ہو جاتا ہے اسیطرح یہان آدمی کو آرام کی پروا نہین
رہی تھی*

۲۰- بیرن اوسٹن سیکن صاحب نے جو ٹرینس نارن ملک مین
سفر کیا اور اُس حال کو شائع جاگریفکل سوسائٹی نے مشتہر کیا اُسکی
ایک انتخاب مین میری نظر سے گذرا تہا کہ کوساک اور کرغزی لوگ

جو کپتان چال ڈی اف صاحب کے ساتھ گذرگاہ سنگ کو سلسلہ کوہ کش گرواماں میں گئے تھے اُنکو صرف ۱۲۷۴۰ فیٹ پر ہے ہوا کی سبکی سے بڑی بے آرامی ہوئی تھی۔

۳۱ - مجھے اپنے ہی تجربہ سے یہہ واضح ہوا کہ ۱۶۰۰۰ فٹ سے اوپر گو جسم آرام مین بھی ہو مگر تنفس کا ایک دم بھی بفراغت لے لینا نعمت غیر مترقبہ مین داخل ہے البتہ اُس بلندی سے نیچے صرف کسی قدر بے آرامی معلوم ہوتی ہے تاہم واپس آتے ہوئے یہہ تمام بدعلامتین بہت کم رونما ہوئی تہین ؛

۳۲ اس راستہ مین ہم کو برف کا ایک ذرہ بھی کہین دیکھنے مین نہین آیا اور تمام پہاڑ ایک عجایب سفید ویرانہ دکھلائی دیتا تھا مینہہ اس ملک مین بالکل نہین برستا اسلئے پہاڑ کٹ کر غار و کھڈ نہین بنے مگر تمام پہاڑ گنبد کی طرح اوپر سے گول اور نیچے کو ڈہلوان ہین جنپر سے کبھی کبھی برف پگھل کر چہوٹے چہوٹے نالے بہنے لگتے ہین اور چونکہ اس وقت برف نہ پڑنیکے سبب یہہ نالیان خالی پڑی تھین انمین تہوڑا تھوڑا سبزہ جہان تہان اُگا ہوا تھا اور وہ بھی زرد رنگ کا تھا باقی ہرطرف سواے ویرانہ کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا - ہمارے پیچھے اور اُس چوٹی کے پار جسپر جھیل پانگ گونگ تھی ایک عظیم الشان دیوار پہاڑونکی ہمارے سامنے اُسی جسکی تمام چوٹیان برف سے سپید تھین اور ہر ایک کھڈ مین پانی جاری تھا - ان ویران گہاٹیون سے شمالی طرف کو درجہ بدرجہ نشیب مین اُترکر ہم ایک پتھریلے غار مین داخل ہوئے اور آگے اُسکے وسیع گہاٹی چنگ چمو نام آئے جو سمندر کے سطح سے ۱۶ ہزار فیٹ بلند ہے

۳۳ - چینگ چمو ایک بڑی عریض و طویل گھاٹی بالکل ویران اور پتھریلی ہے اور اُسپر کئی میدان سلسلہ وار ایسے ہین جنسے معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین یہان ایک بڑی بھاری جھیل ہو گی جو اب غائب ہو گئی ہے اور کوہ کراکاش مین بھی ایک ایسی ہی گھاٹی مگر ذرا چھوٹی ہے اسکی صورت دیکھکر میری راے مین یون آیا کہ اس میدان مین کسی زمانہ مین بڑے بڑے ڈھیر برف کے ہونگے جو درجہ بدرجہ گھل گئے یہان عدیا سے تربد کے بڑے بڑے عمیق نالے جاری ہین اور اس موسم مین اس دریا کو حیوانات بمشکل تمام عبور کرتے بلکہ نہین کر سکتے -

ہر چہار طرف جب اوپر کو نگاہ جاتی ہے تو ۱۹ ہزار فٹ تک بلند پہاڑ برف سے ڈھکے ہوئے نظر آتے ہین اور وہی گول صورت کا ویرانہ عام ہے - اگر آنکھ اُٹھاکر اُوپر دیکھو تو ادھر اودھر نظر دوڑانا بیفائدہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ کچھ نہین معلوم ہوتا کہ کونسی اور کس پہاڑ کی چوٹی نہایت بلند ہے اور نظر اوپر جاکر چاہتی ہے کہ کچھ سبزہ سے تر و تازگی ہو مگر ان پہاڑون پر سبزہ کہان خار بھی نہین اُگتا دریا کے کنارے پر سواے چند درخت تماراسک کے اور کوئی سبزہ نمودار نہ تھا اور ان ویرانون کو دیکھکر بدن پر خواہ مخواہ سستی چھا جاتی تھی

۳۴ - یہہ مقام سب سے آگے ہے جہانتک مہاراجہ صاحب کشمیر نے اپنی حکومت کی حد کا ڈھنگ جمایا ہوا ہے یعنے اُنھون نے چھوٹے چھوٹے گودام غلہ رکھنے کے اس گھاٹی مین مقام گوگرا تک بنائے ہوئے ہین جنمین مسافرین کے واسطے غلہ جمع رہتا ہے -

تمام کھنڈرات اور عمارات بودھ مذہب کی موجود ہین جنپر لاماگردون نے یہہ مجمل لفظ کھدوائے

ہوئے ہین (اوم مانی پادی ہن) یہین گذر بار سنک کے جنوبی سمت ختم ہو گئی ۞

۳۵ - یہان ہم نے اپنے کیمپ کا انتظام کرنے کو ایک دن مقام کیا اور اس میدان وحشت نشان سے گذرنے کی طیاری کی جو حقیقت مین تمام دنیا کی چوٹی پر ہے اور وسط ایشیا سے ہندوستان کو جدا کرتا ہے ۞

۳۶ جبکہ باربرداری کے حیوانات کی گنتی لی گئی اور اُنکا ملاحظہ کیا گیا توہمکو اول یہہ مشکل پیش آئی کہ آیندہ سخت سفر کے واسطے ہر ایک جانور ناقابل تھا اور بڑے رنج کی بات یہہ تھی کہ اور نئے جانور وہان بہم نہین پہونچ سکتے تھے ۞

۳۷ - اب چونکہ اور نئے جانوروں کا بہم پہونچنا ناممکن تھا اور اگر ہم وہان نئے جانوروں کو لیہہ سے منگانے کا انتظار کرتے تو ہمکو وہان پندرہ روز ٹھیرنا پڑتا اور ہمارا تمام ذخیرہ خوراک کا ختم ہو جاتا اسلئے لاچار ہم نے ایسے جانور جو نہایت خراب تعداد مین ۷۰ - تھے چھوڑ دئیے - اور تھوڑی دیر بعد ہمکو معلوم ہوا کہ لداخ کے کاربرداران نے آپسمین سازش کرکے کچھ روپیہ خورد برد کرکے اپنی جیبین خوب پُرکر لی تھین جس سبب سے ہمکو اچھے جانور باربرداری کے میسر نہین ہوئے تھے -

۳۸ تمام بیگار ہمراہی اور کشمیر کے گارد یہان چھوڑ دئیے گئے اور کیمپ کی مطلوبہ خوراک اور سامان رسد کو بخوبی کافی شمار کرکے وزیر لداخ کو اپنی تحریر سے مطلع کیا جسنے جواب دیا کہ ہر ایک چیز طیار ہے اور اُسنے اپنا یہہ مقصد بھی ظاہر کیا کہ کمپ کے دریائے کراکش پر پہونچنے تک مین بھی گھاٹی جنگ جیم مین ہونگا اور اگر کچھ زیادہ سامان رسد وغیرہ کی ضرورت ہوگی تو فوراً

امداد پہونچا ئونگا ؛

۳۹ - ۱۹ - جولائی کو ہم وزیر علی اکبر سے جُدا ہوئے اور اپنا نہایت سخت سفر شروع کیا باربرداری کے جانوروںکا دانہ ۶۰ خچروںپر لدا ہوا تھا اور روزبہ لداخ کے ماتحتون کو سپرد تھا جو روز بروز ہمارے اور وزیر کے قافلہ کو تقسیم کیا کرتے تھے ۸ میل تک ہمارا راستہ ایک گھاٹی مین کو گیا جسکی زمین بالکل سرخ مٹی کی سی تھی اور وہ گھاٹی ایک سوڈا کے چشمہ پر ختم ہوتی تھی یہ چشمہ ایک بڑی ندی کی تہ سے جاری تھا بڑے بڑے ڈہیر مخروطی شکل سوڈا کے بنے ہوئے ہین جنہین سے چشمہ گرم پانیکا نکلتا ہے

۴۰ - ڈاکٹر کیلی صاحب جو ہمارے کمپ کے ہمراہ لیہہ سے آئے تھے گھاٹی چینگ چمو سے آگے آگے ہمارے ہادی بنے اور ہمکو اُس راہ سے لے گئے جو کارپردازان کشمیر کے بنائی ہوئی راہ سے آسان تھا در حقیقت اگرچہ کوہ چینگ لینگ لا سمندر کے سطح سے ۱۹ ہزار فٹ بلند ہے مگر اُسکی چڑہائی ایسی سلامی وار ہے کہ کہین دیکھنے مین نہین آئی - اُسجگہ سے شمال طرف وہ بلند مسطح زمین جو کراکورم کو سلسلہ کوہ کیون لیون سے شامل کرتی ہے شروع ہوتی ہے کوہ پامیر ابتک بام دنیا کے نام سے مشہور ہے جو ایک بڑا میدان سمندر کے سطح سے ۱۵ ہزار فٹ بلند ہے اُسپر تمام سبزہ زار اور گھاس جمی ہوئی ہے اور گرمیون کے موسم مین وہان گڈریئے اپنے گلّے لیکر آتے ہین - لیکن اکسی چن - جسی دشت سفید چین بھی کہتے ہین اور جسکے حصے لنزہی تھنگ وڈپ زبی کول اور تھالڈٹ ڈاٹام ۱۶ ہزار سے ۱۹ ہزار فٹ تک بلند ہین اور چونکہ سبزہ کی قسم سے اُسپر کچھ بھی نہین پیدا ہوتا وہ بمقابلہ پامر کے مثل بام سینٹ پال کے معلوم ہوتا ہے

۴۱ - مگر چہ خوش قسمتی سے ہمکو ایسا آسان رستہ جیسا مینے بیان کیا مل گیا تھا مگر تاہم آدمی اور جانور مقام قیام نسیچو نام پر پہونچکر نہایت ہی تھک گئے تھے یہان بہت چھوٹی چھوٹی جڑین بورٹس نام درخت کے جلانے کے واسطے ملین اور سوائے اسکے ایک پتا گھاس کا کہین دیکھنے کو بھی جانورونکے لئے نہ ملتا تھا اور ہم بڑے تفکر مین اُس غلہ کے آنے کی انتظار مین تھے جو ہم نے ایک دن پہلے نسیچو دن پر آتا ہوا دیکھا تھا یہہ ایک بڑی عجائب اور معنی دار بات تھی کہ اگرچہ ہر ایک مال و اسباب بخیر و عافیت اور وقت پر آپہونچا مگر دانہ کا ایک بوجھہ بھی نہ آیا تھا - ضروری پیغامات اور چٹھیان فوراً وزیر لداخ کے نام دانہ کے واسطے بھیجی گئین لیکن دوسرے دن صرف پانچ بوجھہ آئے اور وزیر صاحب نے کچھہ جواب نہ دیا - چونکہ اس کارروائی کا بد چلن علیحدہ خط و کتابت کا مضمون ہے اور وہ اپنے قصور کے واسطے برخاست ہوچکا ہے اسلئے مین یہان صرف اسقدر لکھتا ہون کہ یہہ بخوبی ثابت ہوگیا کہ وزیر علی اکبر بخوبی جانتا تھا کہ تمام ہمارا غلہ پیچھے رکھہ لیا گیا اور ہمارے پیغام پہونچنے پر امداد پہونچانے کی بجائے وہ بجلدی تمام چینگ چموسی لیہہ کو چلا گیا اور پھر عذر کیا کہ بسبب فاصلہ دور و دراز کے مین امداد نہین دے سکتا

۴۲ - اسطرح ہم اپنے قیام مقام نسیچو مین ایک بڑے گرداب بلا مین پھنس گئے وہان یعنے نسیچو مین ہم مقام نہ کرسکتے تھے کیونکہ نہ وہان ایندھن تھا نہ چارہ اگر ہم چینگ چموکو واپس جاتے تو یہہ خوف تھا کہ آیا ہمارے کم زور جانور فاقہ زدہ کوہ چینگ لینگ لا کو مکرر سر کرنے کے سکتے ہین یا نہین اور اگر ہم گوگرا مین مقام کرتے اس غرض سے کہ لیہہ سے

سے جانور بار برداری کے واسطے منگاوین تو یہہ ڈر تھا کہ موسم سفر
کا گذر جائیگا اور ہم ناکامیاب رہجائینگی اگر ہم آگے چلے جاوین تو ایک
کوچ تک ہمارے جانور بغیر دانہ اور چارہ کے رہین گے اور چراگاہ
ہمکو تیسرے روز ملیگا اسلئے یہہ تجویز ہوئی کہ جو کچھ ہو سو ہو آگے کو ہی
چل دیجئے ؛

۴۳- تنیچو سے شروع میدان لنزئی تہنگ تک سڑک ایک دریا کے کنارے
کنارے جاتی ہے اور پہر ایک بلند چوٹی تین میل لمبی طے کرنی پڑتی ہے جسکے انجام
پر ہم ایک اوگہٹ اوترائی ۵۰۰ فٹ کے اوپر پہونچے اس اُترائی کے کنارہ
سے چاروں طرف دور دور تک نظر پہونچتی ہے بائین طرف یعنے مغرب مین
نظر کی حد پر ایک سلسلہ قلہ ہاے کوہ کا آسمان تک پہونچا ہوا تہا جسکو سلسلہ
کراکورم بولتے ہین اور وہانسے ہمارے بائین طرف شمال مین ایک قطار ایسی
کوہستان کی تہی جو آسمان سے باتین کرتی تہی گول گول ٹیلے اور تیز تیز چوٹیان
پہاڑ کی دیوار کی مانند پہاڑ جابجا ٹوٹے ہوئے لنزئی تہنگ میدان کی حد
تہی اور شمال مین فاصلۂ دور و دراز پر افق سے باہر سلسلہ کوہ کیون لیون تہا
جسکی برفانی چوٹیان بلندی اور رفعت مین کراکورم کی بلند چوٹیون سے
مقابلہ کرتی تہین ؛

ہمارے قدمون مین ایک سخت بنجر ریگستانی دشت خفچاق کی مانند
واقع تہا جو سلسلہ کوہ کراکورم سے مشرق مین بڑی دور تک پہیلا ہوا تہا –
ظاہر اس دشت کا عرض چند میل کا معلوم ہوتا تہا مگر حقیقت مین ۲۵ میل
سے کم نہ تہا اور شمالی حد پر اُسکی چہوٹی چہوٹی پہاڑیان گنبد اور برج اور منار
کی صورت کے واقع تہین جہان کہین آنکہہ اُٹہا کر دیکہتے تہے تو نظر سراسر ریتہ

قیامت نشانہ مین ہی آوارہ ہوتی تہے اور ایک بڑا خوفناک تاریک دشت معلوم ہوتا تہا۔
۴۴ - ہم اُس میدان مین اُترے اور دو گہنٹے کے سخت کوچ مین پڑاؤ پر پہونچے
جو ایک خشک دریا کی تہ مین تہا - یہان ایندہن بورٹس نام درخت کی جڑین چُن
چُنکر اکہٹا کیا گیا مگر گہوڑونکے واسطے کوئی چارہ میسر نہ آیا اور دریا کی زمین کو کہودکر
سے گدلا پانی استعمال کے لئے دستیاب ہوا

۴۵ - دوسرے دن کے کوچ مین ہم وہ گنبد کی صورت پہاڑیان طے کرکے
لوک زینک نام گہاٹی مین پہونچے جہان کچھہ تہوڑی سی خراب گہاس ملی جسکو
ہمارے تین دن کے بہوکے جانور فوراً کہاگئے بہت جانور باربرداری کے بسبب
فاقہ کشی سڑک پر ہی مرگئے تہے اور رہے سہے بہی نہایت تہکے ہوئے تہے یہہ بات
بہ آسانی معلوم کیجاسکتی ہے کہ یہان ہم بڑے ابتر حال مین تہے - وزیر لداخ سے آیندہ
امداد ملنے کا تو کچھہ ذکر ہی نہ تہا کیونکہ وہ اول ہی رفوچکر ہوگیا تہا - جہان ان امداد
پہونچ سکے ایسے موقع سے ہم ۱۰۰ میل دور تہے اور دنیا کے سر پر پہونچکر ہم طپش سے
جل بہنکر خاک ہوئے جاتے تہے - یہہ ناممکن تہا کہ ہم دو ایک دن مقام کرتے
کیونکہ وہ دو ایک دن کی دیر تمام کمپ کے حق مین مہلک ہو جاتی جسکے کہانے
پینے کا سامان ہمارے پاس صرف چند روز کے واسطے باقی رہ گیا تہا اسلئے لاچار
ہمنے اسقدر جانور باربرداری کے منتخب کرلئے جو دو تین دن کی چڑہائی کے بعد
راہ طے کرنے کے قابل معلوم ہوئی اور اسیقدر ڈیرہ خیمہ وغیرہ اسباب اپنے ساتہہ
لیا جتنا وہ جانور اور ہمارے ہمراہی قلی لیجا سکتے تہے - باقی اسباب میر آکہ علیخان
اور ملک قطب الدین کو سپرد کردیا گیا جنکو سامان رسد وخوراک وغیرہ دیکر کہا گیا کہ
تا وقتیکہ لداخ سے اور تازہ جانور باربرداری کے آجاوین تم یہان قیام کرو اور وہ
ایک ہفتہ بعد ہمارے تعاقب مین شاہ دولا کو آئے ۔

۴۶ - مرزا شادی اور قاضی محمد یعقوب اپنے خاص مال و اسباب اور گھربار و اہل خانہ وغیرہ عورات کو پیچھے چھوڑ کر ڈبل کوچ کرتے ہوئے آگے شادولا کو لگئے جہاں سے اُنہوں نے ہر ایک قسم کا سامان بھیجنے کا وعدہ کیا

۴۷ - جبکہ ہم لوگ ینباک مین ٹھہرے ہوئے تھے وہان ہم سے تاہ سنگہ اور ہری چند بھی شادولا سے واپس آکر مل گئے شادولا مین اُنہون نے کھرغزی گڈریون اور نیز سپاہیان یارقند سے جو قلعہ کنگھان کے محافظ تھے خبر پائی کہ اتالیق غازی کی سلطنت مین سب طرح امن و امان ہے - یہہ خبر ملا باقی کے بیان سے ایسی مطابق ہوئی کہ ہمکو آیندہ سفر کرنیکی جرات تازہ حاصل ہوگئی ؛

۴۸ - ۲۵ جولائی کو ہم نے اپنا سفر پھر شروع کیا مگر بدقسمتی سے ایک اور مشکل پیش آئی یعنے تھوڑے سے ٹٹو جو ہم نے منتخب کر کے اچھے اچھے رکھہ لئے تھے اور بہوٹ کپتان کو جو ہمارے کیمپ مین تھا سپرد کر دئے تھے منجملہ اونکے ۲۰ ٹٹو رات کے وقت جاتے رہے غرض بڑی تکلیف اور دیر کے بعد ہم ایک بار پھر سڑک پر روانہ ہوئے اور میدان تالڈٹ مین پہونچے اُس روز ۲۶ تاریخ تھی اور یہان ایک دریا کی خشک زمین مین ایک برفانی جگہ کے نزدیک قیام کیا دن مین ان میدانون مین گرمی بشدت تھی اور ہوا کے زیادہ سیّال اور سبک ہو جانے سے آفتاب کی شعاع بڑے زور سے ہمارے بدن کو تپاتی تھین مگر رات کے وقت تھرمامیٹر ۸ درجہ پر آگیا یعنے بڑی سردی پڑی - برف کے نزدیک ناہموار میدان مین ایک قسم کے سنگ زبرجد کے ڈھیر کے ڈھیر ملے جو آفتاب کی روشنی مین مثل ہیرے کی چمکتے تھے اور فاصلہ دور و دراز سے ہماری نظر انکی طرف متوجہ تھی ؛

۴۹ - مقام تالدٹ سے ہم گوشہ شمال و مغرب کی طرف روانہ ہوئے اور ایک بڑا نشیب دار درہ طے کرکے سوڈا یعنے شوری کے میدان مین پہونچے راستہ مین ایک جگہ مرجھائی ہوئی سی ناقص گہاس ملی جسکو ہمارے جانور بہوکون مرتے ہوئے نعمت عظمی کی طرح جھٹ پٹ چٹ کر گئے یہہ میدان خشک تہل مثل نمکین زمین یا شوری کی جہیل کے ہی جسکا پانی گویا زمین مین غرق اور خشک ہوکر شوری یا نمک کے سی بلور ین ڈہیر چھوڑ گیا ہی اور تمام زمین ایک ٹہری سہ گلابی کے نمک کی ہے - اس تہہ پر اُس نمک کا ۶ انچہ موٹا تختہ جما ہوا تہا اُس جگہ مین ٹٹوؤنکے پیر زمین ترخ تڑخ کر اندر گہس کہس جاتی تہی گویا وہ برف پر چل رہے تہے *

۵۰ چمک اس شوری کی بہی ایسی خراب نکلتی تھی جیسے برف سے اور اُسکے چہوٹے چہوٹے ذرّے جو اوڑا اوڑ کر انکہہ اور نتھنون اور موہنہ مین جا کر گرتی تہی نہایت بدمزہ تہی - خوش اتفاق سے ہم ہرچند اس میدان کو قبل از دوپہر طے کر گئے مگر اسی اثناء مین کئی جانور باربرداری کے ضایع ہو گئے - ہمکو معلوم ہوا کہ دوپہر کے بعد تیسرے پہر جب ہوا وزہ تیز اور تند چلتی ہے تو وہان ایک بڑا بہاری غبار یا بہولا اس شوری کی خاک کا بلند ہوتا ہے اگر اُسوقت ہم اُس میدان میز ہوتے تو جانوروں کی زندگی کے لئے نہایت مضر و مہلک ہوتا - چنانچہ یہان ہمکو کچھہ ہڈی پسلیان اور پنجر کسی پہلے قافلہ کے پڑے ملے جو کبھی یہان اس گرد و غبار کے صدمہ طوفان مین غارت ہو گئے ہونگے -

۲۷ تاریخ کو ہم اس گہاٹی کے شمالی انجام پر قیام پذیر ہوئے جہان موٹی گہاس بکثرت ملی - پانی اسجگہ بہی معمولی سیاہ رنگت کا گدلا ملا اور وہ بہی جا بجا زمین مین چہوٹے چہوٹے گڈہے کہودنے سے

۵۱ - اب ہم اُس بڑے ویرانہ میدان کو طے کر چکے تہے اور دریاے کراکاشں سے ایک کوچ کے فاصلہ پر تہے - ہمارے مقابل مین برفانی دیوار کوہ کیون لیون کی تہی جسکے جنوبی دامن مین دریاے کراکاشں روان ہے - ۱۰ میل کوچ کرکے ہم اس دریا کے پانی پر پہونچے جو اگرچہ سیاہ رنگت کا تہا مگر صاف اور بکثرت تہا اور اُس گدلے پانی سے جسپر ہم نے تمام ہفتہ گذشتہ مین گذران کی تہی پیچہا چہوٹا - اس دریا کے کنارہ کنارہ ۱۵ میل طے کرکے اور ایسے ہی سخت اور دشوار گذار تنگ درہ مین جسکا ذکر اوپر ہوا سفر کرکے ہم ایسے ملک مین پہونچے جہان سبزہ اور درخت تمار اسک بکثرت موجود تہا

۵۲ یہان ایک واردات یہی وقوع مین آئی جس سے یارقندی اور لداخی ٹٹوونکا فرق اور کچہہ اور بات بہی دریافت ہوتی ہے یعنے ٹہیک جسوقت ہم اپنے قیام کے پڑاؤ پر پہونچے اور ہمارے جانور تمام لمبی لمبی منزلون سے تہک کر ضعیف ہو رہے تہے ہم نے ایک گروہ جنگلی اسپان کو چہیڑ دیا جو ہماری آمد سے بیخبر چرنے مین مصروف تہے - اتنے مین وہ عورتین جنکو قاضی سید محمد یعقوب پیچہے چہوڑ آئے تہے اور جنکا ذکر ہم ابہی کرچکے ہین اپنے یارقندی گہوڑون پر سوار ہو اونکے تعاقب مین گئین اور ایک لحظہ مین تمام یارقندی کمپ ایلچی یارقند کا دوڑ دہوپ مین مشغول ہوگیا جبکہ ہم اپنے تہکے ماندے دبلے لداخی ٹٹوؤن پر اونکا تماشا دیکہکر ہی خوش ہوتے رہے - یہان ہمکو ڈاکٹر کیلی صاحب ملے اُنہون نے لنگزنگ تہنگ نام میدان واقع مغربی سمت دریاے کراکاشں کی راہ اختیار کی ہوئی تہی اس دریا کے کنارہ کنارہ چلکر وہ بڑی دہار دریا پر آ پہونچے اور ہمارے کمپ سے آملے ؁

۵۳- بعد ازان ہمنے کراکاشں گہاٹی تک متفق کوچ کیا اس گہاٹی کے دونو طرف بڑی بلند چوٹیان برف سے سفید براق ہوئی ہوئین برج کی مانند آسمان سے باتین کرتی تہین اور بہت سے شگاف اور نالون سے پانی کی موٹی موٹی دہار نکلکر بڑی دہار مین جا ملتی تہین جسکا پانی ہردم جلد جلد طغیانی پہ تہا اور عبور کرنے کو مشکل پیدا کرتا جاتا تہا دور دراز فاصلہ مین تو بالکل بنجر زمین ہی تہی اخیر مین کچھ گہاس کے موٹہے دکہائی دیئے آسمانپر اُسوقت نہایت باریک غبار چہایا ہوا تہا جو کوہر کی مانند معلوم ہوتا تہا اور دن مین گرمی بشدت تہی- کراکاشں دریا سے آگے پانچ دن تک جیسا سفر دشوار ہے ایسا طے کرنا بہی نہایت محال ہے

۵۴- تیسرے روز کے سفر مین ہمارے پاس ایک خط مرزا شادی اور محمد یعقوب کاشتا دولے سے لکہا ہوا پہونچا جسکا یہہ مضمون تہا کہ قریب دوسو خچر گہوڑے اور بہیڑ ما سوا سے میوہ جات و خربوزہ و دیگر اشیار تمہارے واسطے روانہ کر دیئے گئے- اور یہہ بہی لکہا کہ اتالیق غازی کاشغر میں بڑی خوشی سے ہمارا انتظار کر رہا ہے- تہوڑے عرصہ بعد ۴۰ خچر بعضی جنہین کئی اناج سے لدی ہوئی تہین ہمارے سامنے مبارک قدم رکہتی ہوئی آئین- اگر ایک دن اور یہہ نہ آتین تو ہمارا حال بڑا ابتر ہوتا کیونکہ ہمارا سامان تمام ختم ہو چکا تہا جو ہمارے کیمپ کے ہی صرف مین نہ آیا بلکہ اونکی مین بہی جنکو اپنا اپنے ساتہہ لانا چاہیئے تہا اور جنکا سامان بہت روز پیشتر ختم ہو چکا تہا- علاوہ اسکے بہوٹ لوگ اُس قلیل خوراک پر نہ قناعت کرکے جو ایکسان ہاتہہ سے ہر ایک کو تقسیم کیجاتی تہی ہمارا غلہ سڑک پر آنکہہ بچاکر چورا لیا کرتے تہے ؛

۵۵ کراکاش سے چار منزل گل بشہ مین ہم بد سوار یا یرو سیدنام ایک قیمتی پتھر کی کان پر پہونچے جہانسے چینی لوگ اسکو لیجایا کرتے تھے لیکن جیسے کہ وہ ترکستان سے نکالدئے گئے کان مذکور بند ہوگئی ہے - ایک اور کان اس پتھر کی یورانگش نام گھاٹی مین ہے جہانسے تھوڑا تھوڑا یہہ پتھر نکلتا ہے مین یقین کرتا ہون کہ کسی اور جگہ بدسوار پتھر نہین پایا جاتا - اس کاشر گھاٹی مین چینی لوگ اپنی جائداد ہونے کا کبھی دعوے نہ کہتے تھے اگرچہ اس بیش قیمت پتھر کی کان اول اُنہون نے ہی دریافت کی تھی اور چونکہ وہ یارقند اور ختن پر ۱۷۵۸ء مین قابض ہوئے تھے اسلئے اس پتھر کی ہستی ایک صدی سے پیشتر ان کو ظاہراً ظاہر نہوئی ہوگی - یہہ خبر مین اوسیطرح ہمیشہ لکھتا ہون جیسے مجکو معلوم ہوئی اور اسمین شک نہین کہ اگر کوئی شخص اسکی تحقیقات مین تردد کرے تو میری بہ نسبت زیادہ حال دریافت کرلیوے مین جانتا ہون کہ بہت سی مقدار سانپ کی صورت بدسوار پتھر کی اور دیگر قسمین اسکی مقدار کثیر ملک برہما سے آتی ہے

۵۶ یہان قوم کرغز سے ہماری واقفیت ہوئی جسکا سردار اور بزرگ سلام بیگ نام ہماری تعظیم وتکریم کے واسطے آیا یہہ کرغزی ایک بڑے نمرود نام قوم کی شاخ مین سے ہین جو قوم اُس سلسلہ کوہستان پر آوارہ پہرتی رہتی ہین جو مقامات الائی الہ تہیان شان سے گذر پامر تک پہیلتا ہے - یہہ خاص شاخ قوم مذکور کی اپنے گلے مویشیون اور بہیڑ بکریون کے پامر اور ریکال پر چرایا کرتی تہین لیکن ۷۰ سال ہوئے کہ مشرقی طرف نقل مکان کرکے چلی گئین اب وہ سلسلہ کوہستان واقع علاقہ سنجو مین آباد ہین اور بہیون کی بہار مین کراکاش گہاٹی مین آتے ہین ایک شاخ وکہی قوم

کی جو اصل مین بموجب اپنے نام کے وکھان سے آئی بالفعل کوہستان کلیان
واقع غرب سنجو مین آبا وہین اس قوم کا بزرگ سردار بھی معہ اپنے ہمراہیون اور
چھپر وغیرہ کے ہمارے پاس آیا ان دونو قوم کی صورت مین ظاہرا فرق
معلوم ہوتا تھا کہ غزی لوگو نکا چہرہ چوڑا اور چپٹا مونگولین وضع کا
ہوتا ہے اور وکھی قوم کے لوگون کی اونچی ناک اور تمام خط وخال
تیز او نکا تعلق ایرین قسم کے انسانون سے ظاہر ہوتا تھا ۔ مگر
ان دونو قوم کے مشابہت کی بہ نسبت رواج و رسم مین
زیادہ فرق تھا ۔

۷۵ - کرغزی لوگ بڑے کشادہ رو نیک مزاج دوست
اور مہمان نواز ہین اور آپس مین بڑا سلوک رکھتے ہین اور
باوجود مشکل بات چیت کرنے کے کہ وہ لوگ ہماری زبان بالکل
نہین سمجھتے ہمارے خدمتگار اور ہمراہیان کمپ کرغزیون کے دلی
دوست بن گئے یہہ لوگ ترکی بٹاس زبان بولتے ہین اور اتالیق
غازی اپنے حاکم کی اطاعت اور خوشی کے لئے ہر ایک طرحکی
امداد پہونچانے پر مستعد ہوتے ہین برخلاف انکے وکھی قوم کے
لوگ بڑے بد مزاج بد صورت ہین اور انکا سردار بھی ایسا ہی
تھا یہہ لوگ بدعت پیدا کرنے کو چالاک و چست اور کوئی نیک کام
کرنے کو نہایت سست ہوتے ہین انکی نسبت لاچار ہمنے یہہ
سوچ لیا کہ اگر ہماری واپسی کے وقت کوئی مشکل انکی بدعت سے
پیدا ہوئی تو بہ نسبت ان بیرحمونکے ہاتھہ مین پڑنے کے ہمارے لئے
بہتر ہوگا کہ رحیم اور مہمان نواز کرغزیونکے سایہ مین پناہ لینگے ۔

۵۸ - کرغزی لوگون نے مسٹر شا صاحب کو مکرر اپنے ملک مین آیا ہوا دیکھکر مبارکباد دی جس سے ہمکو بھی نہایت خوشی ہوئی اور دو تین دن تو کرغزی سردار کے خیمہ مین چاء پیتے اور مزے اوڑاتے ہی گذرے ✣

۵۹ - کل بشر سے ایک دن کے کوچ مین ہم مقام بلکچی پر پہونچ گئے جو قلعہ شادولا کے نزدیک ہے اور جہان مرزا شادی وکیل اور قاضی محمد یعقوب ہمارے استقبال کے لئے خیمہ زن تھے چند روز دن سے دریا نہایت طغیانی پر تھا جسکے عبور کرنے مین ہمکو کچھ دقت ہوئی مقام بلکچی مین ہمارے پہونچنے پر وکیل نے ایک خیمہ ہمارے واسطے بہیجدیا تاکہ باقی تمام کمپ کے آنے تک ہم اُسمین آرام کرین اور تھوڑی دیر بعد وہ کشمش اور خربوزہ اور روس کی مصری وغیرہ لیکر ہمارے لینے کو آیا اُسنے ہمین علاقہ یارقند مین پہونچنے کا مبارکباد دیا اور کہا کہ اتالیق غازی تمہاری ملاقات کے شوق مین کمال بیقرار ہے پھر اُسنے یہ خبر ظاہر کی کہ مینے کل سُنا ہے کہ اتالیق غازی ۲ مہینے سے اورمزئی کی طرف مہم کرنے گیا تھا جہان سخت ہنگامۂ کارزار گرم ہوا اور آخرکار دشمن کو مغلوب کرکے تمام ملک مابین کلڈجا اور مسزئی فتح کرلیا اور اسطرح خوجہ نام شخص کو کلڈجا اور قلمقستان کا حاکم مقرر کیا تھا اور اب وہ ایک ہزار قیدی اور خزانۂ کثیر ہمراہ لئے کاشغر کو واپس چلا آتا ہے ۔ وکیل نے ہماری تسلی کی کہ اتالیق غازی کے ملک مین بہمہ جہت امن وامان ہے ✣

۶۰ - اس خبر کو سنکر ہمین بڑی تشویش ہوئی کیونکہ اگر یہہ خبر سچ ہوئی تو ویسراے صاحب بہادر کو جو خبر مفسدہ یارقند کی گوش زد ہوئی تھی اس سے مطابق ہوگئی پھر بھی یہہ یقین نہین آتا تھا کہ ملاباجے جسکو ہم نے لیہہ مین دیکھا تھا اتالیق غازی کی غیر حاضری سے بالکل بیخبر تھا - اور یہہ اور عجوبہ تھا کہ نہ تو تار اسنگہ نہ ہری چند جبکہ شادولہ سے آئے کیا اس خبر مین تحقیقات کرکے نہ آسکتے لیکن یہہ بھی ناممکن تھا کہ وکیل کے بیان کی صداقت دریافت کرتے کیونکہ ابتک ہمکو یارقند کا کوئی تجار نہ ملا تھا اور یہہ بھی امکان سے باہر تھا کہ ہم اس خبر کی صداقت دریافت کرنے کو وہان کئی روز پڑے رہتے کیونکہ خوراک ہمکو جو کچھہ وکیل مہیا کرکے دیتا تھا اُسی پر گذران تھا اور جو نہایت واجبی ہوتے تھے - شادولا وہ مقام ہے جہانکہ قدیم سڑک کراکورم کی جدید سڑک سے ملتی ہے اور مملکت یارقند کی سرحد ہے اس جگہ ہم نے تمام قلی اور ٹٹو خچر وغیرہ لداخ کے چھوڑدئے جنکو وکیل نے اپنے پاس سے کافی ووافی سامان رسد دیکر واپس رخصت کردیا - ڈاکٹر کیلی صاحب نے بھی اسجگہ ہم سے جدا ہونیکا انتظام کیا اور ایک جدید راہ چینک چمو سے بہ نظر تحقیقات ملک کے واپس گئے چونکہ مقام سنجو سے جو یارقند کے نزدیک کا گانو ہے ابھی تک ہم سات منزل پر ہی تھے اسلئے وکیل کو مقدور نہ تھا کہ اُن تمام مطالب کا ایک سخت بندوبست کرے کیونکہ اُسکے پاس غلہ کا ذخیرہ گھٹا جاتا تھا اسلئے اُسنے کہا کہ جہانتک جلد ممکن ہو ذرہ زیادہ آباد ملک مین نکل چلو

۶۱ - ۷ مارچ سے ہم اتالیق غازی کے ملک مین مثل مہمانون کے کوچ کرنے لگے

ہمارا راستہ ابھی تک کراکاش دریا کے کنارہ کنارہ تھا جسکو ہم ایک دفعہ یا دو بار عبور کر چکے تھے اور پانی کی بلندی اور طغیانی کے سبب اسکا عبور کرنا بھی بڑا خطرناک تھا ۞

۶۲ - بائین کنارے دریا سے قلعہ شادولا مین کو گذرے جو ایک چھوٹا سا احاطہ پتھروں کا چند سال سے بنا ہوا تھا اور کشمیر کے سپاہی اُسمین رہتے تھے مگر ایسا بالکل متروک تھا رات کو ہم ایک پہاڑی ندی کے کنارہ ٹھیرے جسکو سوا صبح کے وقت کے اور وقت مین عبور کرنا ناممکن تھا کیونکہ برف اسقدر پگھلتی تھی کہ دریا بانسون بلند ہوجاتا تھا یہ گھاٹی بڑی وحشتناک ہے ناہموار پہاڑی ٹیلے اور اُنکی بلندی سے خواہ مخواہ نظر خوف کھاتی ہے ہمارا رستہ تو گھر اسو کا بخیر و عافیت ختم ہوگیا اگرچہ مشکلات سخت پیش آئین بسبب اسکے کہ ندی نہایت تیز و تند روان تھی اور دریا کی تہ تمام پہاڑی تھی یہان پھر یارقندی عورتون نے خود کو بڑا ہوشیار اور چابک سوار ظاہر کیا ۞

۶۳ - اُس روز دوسرے دن کے سفر مین ہم چند یارقندی سوداگرون سے ملے اُنہون نے بھی اتالیق غازی کی نسبت وہی داستان بیان کی جو وکیل نے سنائی تھی مگر پیچھے سے ہم کو ایک پنجابی سوداگر ملا جسکی زبانی معلوم ہوا کہ یارقند کا حال بالکل وہی تھا جو مرزا شادی نے کہا کسواسطے کہ اگرچہ کاشغر اور یارقند مین سب طرح چین چان امن امان تھا مگر گمان ہوتا تھا کہ اتالیق غازی ابھی تک جنگگاہ مین ہے - جو سوداگر ہندوستان کو آتے تھے اونکو ہمارے شادولا مین پہونچنے کی خبر ظاہر ہونی تک یارقند سے روانہ ہونے کی اجازت ندی گئی تھی اور سخت احکام جاری ہوگئے تہے کہ کوئی خبر یارقند کی باہر نجانے پاوے جسکو سنکر ہم اپنا سفر موقوف کردین ۞

۶۴ - مرزا ابو بکر مین دریای کراکاش کی گھاٹی سے نکلکر ہم ایکدن کے کوچ پر ایک بلند پہاڑ سے فاصلہ مین کوچ کرتے رہے اور گذرگاہ گرم کو طے کیا جو سمندر کی سطح سے ۱۱۶۷۰ فٹ بلند تھی چڑھائی سخت اور دشوار گذار تھی اور سواری خچرون کے سفر طے ہوا چوٹی پر پہونچکر ہمکو امید تھی کہ تمام نظارہ سیدانہا یارقند کا ہمکو یہان حاصل ہوگا لیکن ہوا مین اسوقت ابر گہرا ہوا تھا کہ کچھہ نہ دکھائی دیتا تھا اور بعد ازان دیکھا کہ چار کوچ تک کوئی علامت سیدان کی نہین ظاہر ہوتی اوترائی شمالی طرف کو ناہموار اور دشوار تھی راستہ مین چھوٹی چھوٹی پہاڑی ٹیلے حایل تھی اور سب سوداگر اس پہاڑ کو ایسا جانتے ہین کہ خچر اور گھوڑے شتر وغیرہ لدے ہوئے اسمین سے نہین گذر سکتے اسلئے سوداگر بیچارے کرغزیون کے بس مین پڑتے ہین جو اپنے خچر کرایہ پر دیکر مال و اسباب اس گذرگاہ سے نکال دیتے ہین اور اسطرح ایک بڑی عمدہ صورت معاش کی رکھتے ہین اونکا نرخ کرایہ ایک یا دو روپیہ فی منزل فی سفر مقرر ہے اور بیوپاری یا تو سہولیت کوتا کتے ہین یا اُن اوارہ بیوپاریون کے طمع کے جال مین پھنستے ہین -

۶۵ - اس پہاڑ کی چوٹی سے دو گھنٹہ مین اوتر کر ہم کچک یلاق مین آئے جس نام کے معنے کرغزیون کے گرمے کے بود و باش ہے یہان مینے اول ہی بار یورت یا اکوئی معائنہ کئے یعنے وہ سفید گول خیمہ جو ان لوگون کے گھر ہوتے ہین یہہ خیمہ پنجری کے جال کے طور پر بنا ہوا ہوتا ہے اور اسکے گرد کپڑا منڈھ دیتے ہین چوٹی اونکی مثل گنبذ کے گول ہوتی ہے اور عین وسط مین ایک بڑا روشندان نکلا ہوا ہوتا ہے جسمین سے دھوان باہر جاتا ہے اور روشنی اندر آتی ہے دروازہ صرف ایک بہت چھوٹا اوس خیمہ مین رکھتے ہین بانس اور

رسیون کی کچھہ ضرورت نہین ہوتی اور پنجری کی مانند ایسا جال بنا ہوا ہوتا ہیکہ اوسکو بآسانی تہہ کرکے جہان چاہین وہان اوٹھا لیجا ئین خیمہ کے اندر پرانی چیتھڑون کا فرش بچھا ہوا ہوتا ہے اور ایک خیمہ مین سینے اندر جہانک کر دیکھا تو ایک پردہ پڑا ہوا تھا اوس پردہ کے اندر عورتین رہتی ہین باقی جگہ لڑکے مرد بہیڑ گتے اور کوئی شخص جو الاو آتشین کے گرد آکر بیٹھنا چاہے بیٹھتا ہے اور اوس الاو پر ایک دیگچی چار کا ہمیشہ چڑھا رہتا ہی مقام گیک تلاق مین ۲۰ یورٹ یعنی خیمہ مذکور موجود ہین اور اتالیق غازی انکی بابت تین تمیو نام سکہ مین مروجہ یارقند سالیانہ بطور خراج کے لیتا ہی ایک تمیو ۱۰/۱۲ روپیہ کے برابر ہوتا ہے۔

۴۶۔ یہان ہمکو اور زیادہ ہندوستان کی بیوپاری ملے اور اُنہون نے وہی کہانی یارقند کی نسبت سُنائی جو اس کوہ کے دوسری طرف سنی تھے اور چونکہ اتالیق غازی کے کاشغر سی غیر حاضر ہونے مین کچھہ شک نرہا اور اوسکی واپسی کی تاریخ بڑی مشتبہ تھی پہر تو مجھہ اور کچھہ نسوجھی سوا اسکے کہ بموجب ہدایت گورنمنٹ ہند کے عمل کرون اور اس مہم کی کارروائی آئندہ موسم تک ملتوی کرون لیکن جب مرزا شادی سے مینے اپنا قصد واپسی کا ظاہر کیا اوسنے کہا کہ آپ بغیر یارقند جائے ایسا نہین کرسکتے وہان چلکر آپ اپنا کمپ پہر سفر کے قابل درست کرلیجیئے پہر واپسی کا ارادہ کیجئے اور البتہ مضبوط جانور باربرداری اور کافی ووافی خوراک وسامان رسد کے بغیر اوس دشت مین جو ابہی پیچھے چھوڑا ہے گذرنا ایسا مشکل تہا جیسی سمندر کو بغیر جہاز زاد ذخیرہ خوراک کے عبور کرنا اور چونکہ مرزا شادی نے مجھے اس بات کا یقین دلایا اور تجربہ سے مجھے بہی ایسا ہی معلوم ہوا کہ نہ تو باربرداری

نہ سامان رسد بغیر اجازت داد خواہ کے مہیا ہو سکتی ہے اور یارقند مین
جانیکی سوا ہمارا بند و بست واپسی کا نہین ہو سکتا لاچار یہہ قرار پایا کہ ۲۵ روز
اور یہان بسر کیجئے جس عرصہ مین وکیل نے وعدہ کیا کہ مین ہر ایک چیز لیہہ کو واپس
جانے کی تمہین مہیا کر دونگا اوسیوقت داد خواہ کے نام خطوط لکہے گئے اور مرزا
شادی نے ایک قاصد کو خط دیکر اتالیق غازی کے پاس بہیجا ۔

۶۷ - دریار سنجو کے نیچے ہمارا کوچ ٹام کیطرف سبزہ زار پہاڑیون پر ہوکر
ہوا تمام راستہ مین دریا کا کنارہ درختان سے بہرا ہوا ہے ٹام سے نیچے گہاٹی
مین ایک نہایت تنگ درہ آتا ہے جسکے پار زمانہ سابق مین چینیون نے ایک دیوار
کرغزیون اور دیگر پہاڑی قضاقون کے حملہ سے حفاظت مین رہنے کو بنائی تہی
اسکے نیچے دریا نہایت عمیق تہا گہوڑے اوسمین عبور نہین کر سکتے تہے اسلئے
ہم ایک اور راستہ سے چیچو گذر پر ہوکر چکر کہاتے ہوئے روانہ ہوئے گذر چیچو
سمندر کے سطح سے گیارہ ہزار فٹ بلند ہے اور وہان سے اریالک ندی پر پہونچے
ان گہاٹیون مین تیتر بٹیر وغیرہ شکار کے جانور بکثرت تہے برف نہایت خوشنما
دکہلائی دیتی تہے جہان یہہ جانور جہنڈ کے جہنڈ گذر سنجو پر چہپا کرتے ہے
تہے چیچو نام گذر پر ہم نے کچہہ شکار بہی کئے وہان گروہ کی گروہ ایک قسم کے
چوپایون کے دیکہے جو بکری کی صورت تہے اور گورخر بہت تہے ہماری راستہ
سے بہت نزدیک یہہ سب چرتے تہے مگر ہمکو دیکہہ کر خوف نہین کہاتے تہے ۔

۶۸ - پہاڑ تمام برہنہ اور خاک وغبار سے پر تہے اور ہواتے گرد وغبار اوڑا
اوڑاکر سطح ان پہاڑون کی بالکل سفید پوتنی مٹی کی مانند کر دی تہے لیکن
چونکہ ان قطعات مین کبہی بارش نہین ہوتی اسلئے مسافرون کے قدمون سے
خاک اوٹہہ آتی ہے اور ہوا مین انسی ایسی بادل غبار کے اوٹہتی ہین کہ کہین

اور دیکھنے مین نہین آئی دریا ہرار پالک کے کنارے بہت خوبصورت سبزہ اوگا ہوا تھا جھاڑیان سرسبز نظر آتی تہین جنکو دیکھکر طبیعت کو فرحت ہوئی یہان چارون طرف چینی زرد رنگت کا گلاب شگفتہ تھا۔

۴۹ - اس گھاٹی کے ایک خوشنما مقام مین بانتظار جواب داد خواہ ہم چند تک ٹھیرے رہے یہان ہمین ایسا ئی رسم دسترخوان کی ادا کرنی پڑی قاسم اخوند بیگی رئیس قصبہ زنجیا کا جو گوما اور ختن کے مابین ۲۰ میل کے فاصلہ پہ سڑک پہ واقع ہے ہماری کمپ مین میوہ جات لیکر ہماری ملاقات کو آیا ہم نے خیمہ کے دروازہ تک اوسکا استقبال کیا اور پہر خیمہ کے اندر زمین پہ فرش کے اوپر یک زانو بیٹھہ گئے پہر ہمارے سامنے ایک دسترخوان بچھایا گیا اور بادام کشمش ناکھہ اکھروٹ انجیر سیب اور پکی ہوئی مٹھائی اوسپر رکھی گئی اور تھوڑی بسکٹ بھی منگا کر موجود کئے غرض جب دسترخوان بخوبی آراستہ ہوگیا تو وہانکا دستور ہی کہ مہمان اوّل ایک لقمہ روٹی یا بسکٹ کا توڑتا ہے اور پہر اپنے ہمراہیون اور مہمان نواز کو بھی اوس دعوت مین شامل کرتا ہی پہر سبز چار کا ایک پیالہ پیش کیا جاتا ہی جسمین کھانڈ یا دودھ بالکل نہین ملا ہوتا اور جو اصلی یا رقندی یا انڈی جانی ہوتے ہین وہ سکرٹ و پیالے پی جاتے ہین مہمان نواز کے جانب سے گفتگو شروع ہونا منع ہی تھوڑے عرصہ بعد میوہ جات اوٹھائے جاتے ہین اور جو فضلہ روٹی وغیرہ کا گرپڑتا ہی اوسکو باحتیاط تمام اوٹھا کر دسترخوان پہ رکھدیتے ہین اور دسترخوان ہٹا لیا جاتا ہی پہر سب اپنی اپنے داڑہی کھینچ کر اللہ اکبر اللہ اکبر پڑھتے ہین جب یہہ باتین ہمارے خیمہ مین ادا ہوچکین مہمان نواز یکایک اوٹھہ کر ہمپلا تک بار خیمہ سے باہر جا کھڑا ہوا اسکا سبب مجھسے یہہ بیان کیا کہ مہمان نواز اس خیال سے

کہ میری مہمان کو اوٹھکر تعظیم دینی کی تکلیف نہ اوٹھانی پڑے وہ بجلدی تمام باہر اوٹھ جاتا ہے -

۷۰ - مرزا شادی ہماری قیام سے بہت بیصبر تہا مگر مجہی مناسب نہ معلوم ہوا کہ تا وقتیکہ کوئی معتبر خبر یارقند کی آوے ہم آگے بڑہین یہہ ظاہر ہی کہ یا تو مرزا شادی کو اتالیق غازی کے کوچ مقام کی نسبت کسینے فریبا غلط خبر پہونچائی یا وہ جان بوجہہ کر ہمکو فریب دیا چاہتا تہا اسلیئے مین بغیر معتبر خبر پانے کے آگے نہ ہل سکتا تہا قاضی محمد یعقوب یہان ہماری کمپ سی جدا ہوکر یارقند کو سدہارا وہ ایک بڑا خلیق اور خوش باش دوست اور ہمراہی تہا اوسکی ساتہہ سی ہمکو فایدہ بہی بہت ہوا تہا اوسکے نزدیک رشتہ داری اتالیق غازی سے اوسکا ظاہر رعب وداب اور اوسکی ہوشیاری اور تجربہ اِن سبب باتون سے اوسکی نصیحت تیز مزاج وکیل پر غالب آجاتے تہے جو ہماری مہم کے واسطے بڑی فایدے کی بات تہی مرزا شادی بہی اس امید مین کہ میرے چلے جانے سے پہر بہی آگے بڑہین گے یارقند کیطرف روانہ ہوا مگر مین عزم بالجزم پر مستقل رہا آخر کار ۱۵ - اگست کو دادخواہ کا ایک خط آیا کہ اتالیق غازی نے اوس ملک کو جسکو فتح کرنے گیا تہا مغلوب کرلیا اور امید ہے کہ جلد دارالخلافہ کو واپس آویگا اور بعد ازآن ہمارے پاس یہہ خبر بہی پہونچی کہ ہمارے استقبال کے واسطے ہرایک قسم کی طیاری ہوگئی ہے اور ایک بڑا ذی رتبہ افسر ہماری استقبال کے واسطے سنجو تک بہیجا گیا ہے -

۷۱ - اتالیق غازی کے کاشغر مین جلد واپسی کی نسبت مجہے بڑا شبہ تہا کہ آیا دادخواہ کا لکہنا سچ ہے یا جہوٹہہ اور چونکہ مجہی ہدایت سخت تہی اسلیئے ماسوا اوس وقت کے جو سامان رسد ہماری واپسی کا مہیا کرنیکے واسطی مقرر ہوا تہا

مین ایک دن زیادہ یارقند مین نہین رہنے کا اقرار کر سکتا تہا لیکن یارقند
مین سب طرح امن و امان معلوم ہوئی اور وہان جانے کے بہی ضرورت صریح تہی
تاکہ ہماری واپسی کے واسطے کافی سامان مہیا ہو جاوے لاچار ہمنے داد خواہ کی
ضروری دعوت کو قبول کیا اور یارقند کو روانہ ہوا۔
ہم نے سنجو سے ۵ میل کے فاصلہ پر مقام کزل لنگر مین ہم ایک بڑی خوشنما
مزرعہ اور درختان اور سبزہ زار مین مین پہونچے یہہ ایک چہوٹا سا قطعہ بڑے
عریض و طویل ویرانہ میدان مین تہا یہان کہانی اور پالک کو چہوڑکر ایک ریگستانی
پہاڑ کو طے کیا اور یارقند کے میدان مین جاکر اوترے سنجو سے چند میل چلکر تاش
خواجہ نیز باشی سے ہماری ملاقات ہوئی یہہ ایک جنگی افسر تہا اور داد خواہ نے
ہماری مہمانداری کیواسطے بہیجا تہا۔ تاش خواجہ ایک تاجک ہے اور فارسی زبان
بڑی زور دیکر بولتا ہے یہہ شخص ایک آزاد خوش رو خوش وضع آدمی ہے اور
نند قوقندیون کے اپنے تئین آپ کو اندجانی افسر کہلانا پسند کرتا تہا خلیق اور خوش
مزاج بہی زیادہ تہا وہ ایک بڑی خوبصورت سیاہ اندجانی گہوڑے پر سوار تہا
اور کئی سوار بہی اوسکے مسلح تہے مسلح بندوق لئے ہوئے تہے دوپہر بعد تہوڑی دیر
مین ہم اوس دشت سے ایک زرخیز سبزہ زار درہ مین پہونچے جسکے کنارہ کنارہ
بہت سی جہونپڑی باغ اور کنج بنے ہوئے تہے اس آبادی کو سنجو بولتے ہین راہ
مین گندم مڈ واسن اور ہندوستانی غلون کی کہیت بہی دیکہنے مین آئے بعد ازان
باغات کا نظارہ کیا جنمین سیب ناشپاتی انگور انجیر آڑو نکاٹ وغیرہ اثمار سے
درخت لدے ہوئے جہوم جہوم کر زمین کی طرف مایل تہے پہر ہم یکایک مرزا شادی
کے خیمہ کے مقابل جا دار دہوئے جو ایک مٹی کے چبوترہ پر ایک سبزہ زار کے سامنے
نصب تہا اوس سبزہ زار مین نہرین پانیکی رواں تہین ایسے سرسبز قطعہ زمین کو

صفائی کر کے اور بلند درختون کا سایہ دیکھکر ہمکو اپنی انگریزی گانو کی یاد
آئی اور چونکہ ہفتون سے پہاڑ جنگل بیابان اور ویرانون مین آوارہ تھے
اوس قطعہ کو دیکھہ کر طبیعت کو نہایت فرحت ہوئی۔

۳۷ – مرزا شادی نے ہمین ایک خیمہ مین جسمین ختن کے قالین اور شطرنجیان
بچھی ہوئی تھین اوتارا معمولی دسترخوان بچھایا گیا جسپر اقسام اقسام کے
میوہ جات چنے گئے جب ہم ناشتہ کے طور پر اون میوہ جات مین سے کسیقدر
کہا چکے تو پہر گوشت اور کورمے کی رکابیان یکایک آنی شروع ہوئین۔
جنکو دیکھکر ہم نہایت متعجب ہوئے اور اسکا سبب ہم سے یہہ بیان کیا گیا کہ یہہ
اندجانی رسم ہے کہ اول میوہ جات اور شیرینی پہر گوشت اور پہر شوربا مہمان کو
کہلاتے ہین میوہ جات کی بعد ہمارے سامنے قیمہ و کوفتہ نہایت صفائی اور نفاست
کا بنایا ہوا اور بعد ازان آش ہمارے سامنے دسترخوان پہ لایا گیا جو گاجر چانول
اور گوشت کا بنایا ہوا تہا۔ ہمارے سامنے ایک لڑکا چاء کا پیالہ ہاتہہ مین لئے کہڑا
تہا جسمین سے وہ مہمانون کو چہوٹے چہوٹے پیالون مین کم رنگ سبز چاء بہر بہر کر
دیتا جاتا تہا۔ یارقند مین مہمان کا کہانا انگریزی کے مطابق ہوتا ہے اور انگریز
اوسی پسند ہی کر لین پہر ایک چیز باورچی خانہ
مین صاف و پاک رہتی ہی باورچی صاف
عمدہ پوشاک پہنتی ہین اور خاصکر برتنونکو
زیادہ صاف رکہتی ہین کہانے کو بہت عمدہ گہی سے پکاتے ہین اور اقسام اقسام
کے کہانے بناتے ہین جو آلا یارقندی نام کہانے سے کہ لندن مین مشہور و معروف
سبقت لیجاتے ہین۔

شرح – مسٹر شیمبر شا صاحب نے اپنی دلچسپ کتاب سفرنامہ وسط ایشیا مین اس رکابیکا بیان لکہا اور دیگر بہت سے طریق خورد و نوش اور ذایقہ دار یارقندی کہانونکے حال لکہے ہین

۳۸ – بموجب رسم و رواج ملک کے ہمنے قاسم اخوند اور رضا بیگ کو خلعت دئے

یہہ دونو یہانتک ہماری تواضع وتکریم پہ مقرر تہی ایک خلعت تاش خواجہ کو بہی دیا جو اس عہدہ مہمانداری کو آیندہ انجام دینی والا تہا تاش خواجہ چونکہ ذی رتبہ شخص تہا اسلیٔے اوسکی واسطی مینی ایک سبز پوشاک بنائی تہی جو یارقندی عہدہ داروں کی مانند تہی قاسم اخوند کو ایک سپید شال دی گئی تہی اور رضا بیگ کو ایک قیمتی دستار منتخب کی گئی تہی لیکن جب مین اونہین یہہ خلعت دینی لگا تو تاش خواجہ نے اوسکی لینے مین بڑی دیر تک اصرار کیا مگر یہہ اصرار اصلی نہ تہا بلکہ ایسی اصرار کرنیکی یارقند مین رسم ہے اور مسٹر شا صاحب نے مجہی مطلع کیا کہ مینی دیکہا ہی کہ ایک آدمی اسیطرح ایک گہنٹی سے زیادہ اصرار کرتا رہا اور اس اصرار کی نتیجہ آخر کار یہہ ہوتا ہی کہ وہ لے لیتی ہین اور بعد ازان مجہکو یہہ بہی معلوم ہوا کہ اگر کسی افسر کو خالی ہاتہہ واپس بہیجدیا جاوی تو وی نہایت ناخوش ہوتے ہین ایک موقعہ پہ جبکہ اسباب تمام آگے چلا گیا تہا میری پاس کوئی پوشاک بخشنی کے واسطی نہ تہی اوسوقت مرزا شادی نے اپنی ایک پوشاک مستعار مجہی دی اور کہا کہ یہہ پوشاک دیجیٔے تاکہ رسم ٹوٹنے نہ پاوی۔

۲۵۔ شام کو ہمنے یارقندی دہقانیون کی بہیڑ دیکہی یعنے تمام گرد نواح کی گنوار لوگ دیہاتی کپڑہ مویشی پہ ندی آبی وہوائی اوس سبزہ زار مین فروخت کیواسطے لائی پہر سب بڈہی بہوڈہی داڑہی والے سب اکٹہی ہو کر زمین پہ بیٹہی شاید کہ ہمارے آنے کی نسبت باتین کرتے تہے یا مویشی جو فروخت کیواسطے آئی تہے اونکی نسبت مباحثہ کیا۔ بعد ازان اوس بہیڑ مین ایک سرکاری افسر ملگیا اوسکو ادب کے ساتہہ سب نے سلام کیا لیکن اونکی طریق اور وضع مین سراسر آزادی ٹپکتی تہی اور ہندوستانیون کی سی کائین کائین چائین چائین نہ تہی جسکو دیکہہ کر ہماری طبیعت خوش ہوئی ہماری مہمان نوازا و قریب قریب تمام افسر سلطنت اتالیق غازی کے

ملک سے ناواقف ہین اور تہوڑے عرصہ سے ہی غالبًا قوقند سے آئے ہین اور سینے دیکہا
کہ دہی اکثر مقامات اور گانوکے ناموں سے ناواقف محض ہین لیکن چونکہ سب ایک
ہی مذہب کے ہین اسلیے مفتوح اور فتاح سب ملکر اتفاق اور دوستی کے ساتہہ رہتے
ہین وہی سب اکہٹے ملکر کہاتے بیتے ہین اور انگریزون کی ہمراہ ہی - اور جیسا ہمارے
اور ہندوستان کی لوگون کے مابین تفرقہ ہی اوس سے اونکا طریقہ بالکل مختلف ہے -

۷ - ۱۷ - اگست کی صبح کو ہم تنجو سے یارقند کو روانہ ہوئے ایک دو میل تک
سڑک ویسی ہی تہی جیسی کل تہی یعنی کہیتون اور باغون مین ہو کر گذرتی تہی
کہین باغستان تہا کہین سبزہ زار تہا پہر دریا کے بڑی دہار کو جسنے اس گہاٹی
مین پہیلکر ایک بڑے ویران دشت کو ایسی شگفتہ باغون اور کہیتون مین منتقل کردیا
عبور کیا وہانسے ایک ریگستانی پہاڑی پر چڑہے اور وہان سے اوس عظیم وحشت
ناک دشت مین داخل ہوئے جو دامن کوہ کیون لیون سے شمالی طرف بڑی دور
تک پہیلتا ہے اور دشت عظیم گوبی کے نام سے مشہور و معروف ہے اول پانچ چہہ
میل تک سڑک چہوٹی چہوٹی پہاڑیون اور غارون مین گذرتی ہے اور اوسکو طے
کرکے ہم اوس عظیم ویرانہ مین داخل ہوئے اس دشت مین ادہر ادہر ندیون کے
دہارین پہاڑ سے نکلکر کچہہ تہوڑی دور تک چلکر وہین جذب ہو جاتی ہین اونکے کنارہ گہاس
پات میوہ وغیرہ پیدا ہوتے ہین کبہی کوئی دریا زور کرکے اوس میدان سے گذر
گیا ہے اور اپنے واسطے ایک بڑی کہاٹی پیدا کر دی ہے جسمین کچہہ دیہات بس گئے ہین
اور زرخیز زمین اور خوبصورتی سے پہلی پہولے کہیت ہی نظر سے گذرتے ہین

۷ - یہہ تمام سرسبز قطعات اس عظیم الشان بیابان مین مسافرون کی ٹہرنے
کے واسطے بڑی آرام گاہ ہین اور ہر کوچ مین ایک دو ایسی قطعہ ہمکو ملتے تہے تہکے
ہوئے مسافر کے واسطے جو اس میدان کی تیز دہوپ مین چلا ہو تا ہو یکایک ایسی

جگہ فرحت بخش مین پہونچ جانے سی اور کیا بہتر ہو سکتا ہی اور خوبی یہہ ہی کہ ماسوائے
سایہ دار درختون کے ہوا اور تازہ گی قلبی کے یارقندی لوگ مسافر کے ساتھہ بڑی
خاطر و تواضع سی پیش آتے ہین شمس بادام خربوزہ آڑو انجیر لاکر کھلاتے ہین۔

۷۸ - ان دیہات مین گہر ویسی ہی ہوئی ہوتے ہین جیسی مٹی کے جھونپڑے ہندوستان
شمالی مین دکہائی دیتے ہین۔ دیوارین دہوپ سی خشک کی ہوئی اینٹون کی بنتی
ہین چہت چہپٹی ہوتے ہین باغون کی چار دیواری مٹی سی بناتے ہین یا جہاڑیون
سی باڑہ باندہ دیتے ہین جو اکثر کہیتون کے گرد بہی لگا دیتے ہین جسوقت ہم ان
کہیتون کے کنارہ سی گذرے تو دیکہا کہ باجرہ گیہون جو جوار مولی شلجم
گاجر اور فرانسیسی پہلیان ایک ہی وقت مین پکی ہوئی تہین۔ سال بہر مین
فصل کا موسم صرف ایک ہے اور تمام فصلین آبپاشی پر منحصر ہین اور نہر کے
کنارون پر کیکر صنوبر پیپل وغیرہ کے درخت بڑے بڑے بلند ہوتے ہین۔

۷۹ - دیہاتی لوگون کی پوشاک نہایت سادہ ہوتی ہے ٹوپی سر پر بڑی
صفائی کے کام کی یا سفید ٹوپی جسپر بہیڑ کی کہال کے گوٹ لگی ہوتی ہے پہنتے
ہین اور ایک لمبا چوغہ جس سے ڈیمبری صاحب کی تحریر صداقت کو پہونچتی ہے
کہ متوسط ایشیا کے لوگ رات کی پوشاک ہی دن بہر پہرا کرتے ہین کبہی
کبہی سفید پوشاک پر کمر کے گرد وہ ایک پیٹی یا رسّی باندہ لیتے ہین جس سی پہننے
والے کی شکل بندر کی سی معلوم دینے لگتی ہے۔ بڑے بڑے موزے اور دستانہ چمڑے
ناصاف اور بغیر کمائی ہوئی کے اونکی پوشاک کو مکمل کر دیتے ہین جاڑے کی موسم
مین زیادہ گرم پوشاک اور گیری رنگت سی رنگ دی ہوئی پہنتے ہین مگر جس موسم
مین ہم یارقند مین پہونچے تمام خلقت وہان کی ایسی ظاہر ہوتی تہی کہ گویا
ابہی پلنگ سی سوتے ہوئے اوٹہکر آئی ہے۔

۸۰ - ان دیہاتیون سے اعلے درجہ کے لوگ قاضی ملا اور سرکاری ملازم وغیرہ
رنگ برنگ کے جوغے عمدہ کپڑے ریشمی یا سوتی کے اور اکثر مشروع کی جو ریشم اور
سوت ملا کر بڑا گہرا رنگ دیکر بنتی ہین پہنتے ہین جیسے ہماری ولایت مین دیوارون
پر رنگ برنگ کے نقش کیئے جاتے ہین عورتین ایک قسم کے شبینہ گون کی مانند پوشاک
پہنتی ہین جو سفید ہوتی ہے سر پر بلند گول ٹوپی اوڑہتی ہین جو دور سے شکل چینی تاج
کے معلوم دیتی ہے - بال دو چوٹیون پر منقسم ہوتے ہین اور اونکو بڑہاتے رہتی
ہین جسقدر خوبصورتی دوچند ہوتی ہے اور یارقندی عورتین انگریزی میمون سے
بالون کی قطع وضع مین کسیطرح کم نہین - عورت یا مرد پر زیور نام کو بہی نہین ہو
اور ہتیار صرف ایک بڑا جنگی لنبا چہرا رکہتے ہین جو کمر مین لٹکتا رہتا ہے اور ہر ایک کام
مین لایا جاتا ہے -

۸۱ - بولی ان دیہاتیون کی ترکی کہلاتی ہے اور فارسی پڑہا ہوا ان مین شاذ
ونادر ہوتا ہے خوش اتفاق سے ہمارے قافلہ کے بہت سے لوگ خاص کر مسٹر شا صاحب
اس زبان کو جانتے تہے اسلیئے ہماری اونسے آزادانہ گفتگو ہوتی تہی کسی سمجہانے
والے آدمی کے ضرورت نہین ہوئی تہی تمام اعلے افسر سرکاری فارسی بولتے تہے
جس زبان مین مینے تمام اپنی گفتگو اور کام کیا -

۸۲ - یارقند مین جاکر آدمی بخوشی تمام ہندوستان کے بلند کوہان والے مویشیون
کو بہول جاتا ہے جنکی بجاے یارقند مین گاے اور بیل انگریزی نسل کے مشابہ پائے جاتے
ہین بیلون کو یارقند مین صرف باربرداری کے کام مین ہی نہین لاتے بلکہ اونسے
سواری بہی لیتے ہین اور اس مطلب کے لئے اونکو یلغا یعنے دولکی قدم چلانا سکہاتے
ہین بہترین اچہے قد کے ہوتے ہین اونکی دم بڑی موٹی اور چوڑی ہوتی ہے
جسکو وسط ایشیا مین ایک عمدہ قیمتی چیز سمجہنا چاہیئے یا سواے اور فایدون کے

جو اونکی دم سے اوٹہائی جاتی ہین ایک یہہ نفع اور ہی کہ اوسکی چربی کی بتیان بناتے ہین یارقند ہی پہندی ویسیہی ہوتی ہین جیسی اور جگہ دیکہنے مین آتی ہین مگر یہہ زیادتی ہی کہ اونکو مالک بہ نسبت اپنی ہندوستانی بہائی بندون کے اونکو اچہی طرح پالتے ہین اور اسی سبب سے اونکا گوشت ذایقہ دار ہوتا ہی۔

۸۲ - یارقندیون کو طبابت انگریزی کا فایدہ پہونچانے کے تردد مین ڈاکٹر ہینڈرسن صاحب نے گماہ کے قاضی کو جو ہماری کمپ مین مقام کوسناک مین آیا ترغیب دی اور خناق یا گردن کے پہوڑے کی بیماری جو یارقند کی خلقت پر غالب ہی اوسکا علاج بتایا اوسکی پیروی اور بہی چند شخصون نے یارقند مین کی مگر ہماری امید اس طبابت کو فروغ دینے کو فوراً ٹوٹ گئی بخار اسہال یا ہیضہ کی قسم کی بیماریان کہتے ہین کہ وہان کوئی جانتا ہی نہین لیکن مرض چیچک بڑی ایذا پہونچاتا ہو اظاہر کیا گیا اور بہوٹ قلیون کے دلمین جو ہماری ساتہہ تہی اس سی بڑا ہول پیدا ہوا۔

۸۴ - ٹیکا لگانیکی چیزین لائی نہین گئی تہی اسلئے اونکو سیتلا کا ٹیکا بہی نہین لگایا جا سکتا تہا لیکن اونہین سے ایک نے تجویز کی کہ ایک بہوٹ ابہی مر گیا ہے اور اوسکی نعش ایک نزدیک کے گانو مین دفن ہی اوس سے ٹیکا لگانیکا مادہ لیا جاوے

۸۵ - بمقام پوراہم دادخواہ کی حکومت مین داخل ہوئے اور یہان ہماری زیادہ خاطر و تواضع ہوئی گرمی اندنون غایت درجہ کی تہی تہرمامیٹر یعنی مقیاس الموسم ہماری خیمہ مین جو سایہ مین نصب تہا بوقت دن ۹۰ درجہ پر اور رات کو ۶۵ درجہ پر تہا گرمی سے بچاؤ کے لیے ۲- بجی دن کو ہم پوراسی روانہ ہوئی یہہ ہمارا اخیر اور جو تہا کوچ اس بیابان مین سے تہا- شام کو ہماری بہتیر گار ہمراہی نماز پڑہنی کو اوترے اونکی گہوڑون کو میدان پہ سیر کرنے کے فرصت ملگئی بعضے ایسی بدک گئے کہ پکڑائی نہ دیتی تہے اتنے مین ہم ۴ میل دور بشارک مین جانکلے۔

٨٦ - پشارک ایک ادرگانو اس بیابان کے دامن مین ہے یہان ہمنے مقام کیا۔ اور کارغالک کے بیگی نے دسترخوان لاکر ہمارے سامنے بچھایا اور بدستور مذکورہ بالا اوّل میوجات بعد ازان شوربا کہلایا کارغالک ایک گانو پہانسے ۵ میل دور ہے جسوقت ہمنے ایک قطعہ اس پتہریلے بیابان کا طی کیا تو سامنے ہمارے ایک بڑے طویل اور نشیب دار عمارت نظر سے گذری جسکی چارون طرف پہلدار عام درخت لگی ہوئے تہے جب ہم اوسکے نزدیک پہونچے تو معلوم ہوا کہ وہ ایک قلعہ چینیونکا بنا یا ہوا تہا اور بعد اونکی استخراج کے برباد ہوتا جاتا تہا۔ وہ دہوپ سے خشک کی ہوئی ایٹون کا بنا ہوا ہے توپ چڑہانے اور بندوقون کے مارنیکی جگہ اوسمین بنی ہوئی ہین اور ہر گوشہ پر ایک مربع برج بنا ہوا ہے اوسکی بعینہ صورت پنجاب کے جیلخانہ کی سی تہی یہانسے گذر کر ہم کارغالک مین داخل ہوئے اور قصبہ کے بازار مین ہو کر ہمارا راستہ تہا یہہ بازار قریب -١۵- فٹ کے چوڑا تہا اور بہت جگہ سے پٹا ہوا تہا گہرونکی چہتون پر جو بازار کے کنارہ پر تہے چہوٹے چہوٹے باغچے گلاب بلسام وغیرہ پہولونکے شگفتہ تہے نان بائی اور قصائی وتنباکو فروش وکنجڑون کی دوکانین ہی اوسی بازار مین تہین باقی تمام دوکانین اوسوقت بند تہین اور باشندون نے اپنے ملک مین اول ہی انگریزی افسران آئے ہوئے کے دیکہنے کو ظاہرا تعطیل منائی ہوئی تہی ہمارے بائین طرف قصبہ کے وسط مین ہمنے ایک کالج کا دروازہ اور اوس سے ذرہ آگے سکول کا دروازہ دیکہا بازار کے اخیر مین پہانسیان گڑی ہوئی تہین جنپر ایک بار مین دو مجرم پہانسی دئے جاسکتے تہے پہانسی کی سزا صرف چورون کیواسطے رکہی گئی ہے اور ملکی یا بادشاہی مجرم کا گلا کاٹا جاتا ہے۔

٨٧ - پہانسیون کو چہوڑ کر ہم دائین طرف کو لوٹے اور ایک گلے مین گئے جہان

عام درخت پہلے پہولے ہوئے تہے اور ایک باغ بنا ہوا تہا جہان ہر ایک چیز
اور سامان ہماری قیام کے واسطے مہیا تہا ایک بڑا وسیع مٹی کا چبوترہ جسکے
ہر چہار طرف اخروٹ کی درخت بڑی درازا ور عالیشان لگی ہوئی تہی اور چبوترہ پر شطرنجیان اور
قالین عمدہ بچہی ہوئی تہی اور ایک گوشہ پر ۳- کرسیان لگائی ہوئین اور انکی سامنی ایک میز جسپر
قالین فارس پڑا ہوا تہا یہہ کرسیان یارقندی مستریون کی کاریگری کے عجائب
نمونے تہے اور یہہ اوّل ہی اوّل اس ملک مین بنائی گئی تہین معمولی دسترخوان
بچہایا گیا اور شام قصبہ کارغالک کی خلقت ہماری دیکہنی کو آئی کہ یورپین
کسطرح کہاتے پیتے ہین -

۸۸- کارغالک سی یارقند تک ۳۵- میل کے فاصلہ مین ایک جدی قسم کا ملک سمنی طی کیا - بجای جنگل بیابان اور دشت دشوار گذار کے اور ریگستانی پہاڑیون کے جنپر پچہلی چار دن مین ہمنے کوچ کیا تہا ہمنی اتنے دنمین بڑی زرخیز آبادی اور زراعت کے درمیان پایا اور اچہی سڑکون پر راہ طی کی جنکے دورویہ سایہ دار درخت جہولتے تہے -

۸۹- چراگاہون مین طرح طرح کے گہاس اور پہول پتون کی نشو ونما نشیب و فراز زمینون پر سبزہ کی کہیچ لیا ہار ہا ہر طرف درخت پاس پاس گنجان ہری بہرے شفاف اور صاف پانیکی ندیان جنکی دہارین مار ہیچان کی مانند بل کہاتی ہوئی اور بڑی خوبصورت تعمیر کی ہوئی نہرین - وان یہہ سب سامان مہیا دیکہہ کر اپنے شائستہ ملک انگلستان کے یاد آمی - کہیت بہی میدانون مین رنگ برنگ نئی نئی ڈہنگ کے سرسبز ہر سو مویشی چرتے ہوئی جنکا نظارہ کرکے فریز خود بخود زبان تعریف کہولی گروہ در گروہ بہیڑ مین خوبصورت چرتی ہوئین سفید اون انکی بدن پر چمکتی ہوئی اور تازہ موٹا پلا تہا نور وہانکے خوش نمائی

کوود و چہند کرتے تہے

۱۰ ضمن سیر یارقند کو جو سڑک جاتی ہے اوسکی یچہین کنارہ پر شہر کارغا لک واقع ہے سڑک کے کنارہ پر پہل کیہ پتہر لگے ہوئے ہین اور زیادہ صحت کے واسطے پانچ پانچ میل پر ایک ایک تیچ میلا بنا یا ہوا ہی اور بخط نستعلیق خوشخط فارسی حروف مین میلون کا فاصلہ لکہا ہوا ہی نہرون اور دریاؤن پر لکڑی کی سنگین اور مضبوط پل بندہی ہوئی ہین اور عمیق ولد لے زمین مین سڑک بلند کرنے مین فن انجنیری بہی خوب ظاہر کیا گیا ہے غرض ہر طرف قوی اور شایستہ فرمانروائی کے آثار نمایان ہین نہرون اور سڑکون پر توجہ خاطر خواہ کیجاتی ہے اگر اس قطعہ ملک کے روسی ہم وہانکے فرمانروا کے فرمانروائی کی نسبت خیال کرین تو یہی خیال دلکو ہوتا ہی کہ ملک یارقند نہایت سرسبز شاداب وآباد ہے گہر اگرچہ مٹی یا دہوپ مین خشک کی ہوئی اینٹون کی تعمیر ہوتے ہین مگر بڑی خوبصورت سنگین تو تیار دکہائی دیتی ہین اور مسجدین سرای اور دہرم سالہ وغیرہ مصفا اور پاک کہی جاتے ہین شریف اقوام مین مکانات زیادہ صاف رہتے ہین عام درختون کی قطار نہرون اور نالون کے کنارہ لگائی جاتی ہین اور تمام بڑی بڑی گلیون مین بہی درخت قطار در قطار سرسبز بہت خوشنما معلوم دیتی ہین غرض زمین کے سطح پر سبز اور زرد رنگ تمام پہیلا ہوا تہا بموجب فصلون کے کہ کہین پک کر تیار ہوگئی تہین کہین اچہی سرسبز لہلہاتی تہین مگر پکی نہین تہین اور کہین تخمون سے ابہی نشوونما ہی ہوئی تہی روئی کا پودہ بکثرت دیکہنی مین آیا اسکا پودہ اگرچہ چہوٹا ہوتا ہی مگر اوسپر پہل بہت لگتا ہی اور شمالی ہندوستان سے زیادہ پیداوار ہوتے ہیں سن بہی تیل کے لئے بویا جاتا ہی لیکن اوسکا پودہ چہوٹا ہونیکی سبب اوسکے ریشون سے سن عمدہ پیدا نہین ہوسکتا گندم اعلے قسم کی پیدا ہوتی ہین

اور خاص کر یار قند کی سفید خوبصورت روئی مشہور و معروف ہی جو باجرہ جوار
اور ہر قسم کی ترکاریان بافراط ہوتی ہین مگر ہمنی دیکھا کہ غلہ یہان کا بڑا کس
ہوتا ہی چھانٹنا پھٹکنا گویا کوئی جانتا ہی نہین اور شاید نلائی بھی نہین کرتے
کہ ناقص گھاس سبزہ وغیرہ اکثر عمدہ فصل کو خراب کر دیتا ہی۔

۱۹ - دن نکلنی سے ذرہ پیشتر ہم کارغالک سی روانہ ہوکر بجلدی تمام ڈبل
کوچ کرتے ہوئی دریای تنناف پر پہونچی جسکا پانی پایاب تہا اور ہم باسانی
عبور کر گئے۔ وہانسی ۵ میل چل کر ایک گانو یک شنبہ بازار نام آیا وجہ تسمیہ
اوسکے نام کی یہہ ہی کہ وہان ایک منڈی ہر ہفتہ لگا کرتی ہے اور چونکہ اتفاقاً
ہم عین منڈی لگنی کے موقع اور دن پر پہونچی یارقندی بازار کا بھی عجیب
غریب تماشا دیکھا قصبہ مذکور سی ایک میل آکر وہانکے اعلے زمیندار و ن نے
ہماری پیشوائی کی اور بہ ضد ہمکو مہمانی کہلانے کے واسطی لیگئی اونکے
صبح خوب شوربا گوشت اور میوہ جات وغیرہ درجہ بدرجہ حسب معمول کہائے
وہان سی اوسی روز لنگام کیطرف روانہ ہوئی اور اوسی جگہ پہونچکر مقام
کیا۔ راستہ مین دیہاتی عورات اور مرد منڈی کو جاتے ہوئی بکثرت ملے
گدہی پر گدہی خربوزون سی لدی ہوئی راستہ مین گذرتے تہی جانور بہی طرح
طرح کے جاتے تہے اور بہیڑون کی گروہ کے گروہ گلابی رخسار مگر میلے کچیلے
پوشاک پہنی ہوئی لڑکے ہنکائی لئی جاتے تہی پہر کچہہ موچی بہی ملے جو اوس
ملک کی پاپوش اور بوٹ ہماری پاس فروخت کو لائی ہماری کمپ کے
ایک ہندوستانی نے سودا کرنا شروع کیا مگر مشتری اور بایع ایک دوسریکے
زبان سی واقف نہ تہی صرف انگلیون کی اشاری سی ۱۲ آنہ اور ۲ روپیہ ہوتے
رہی مگر سودا نہ بنا۔ پہر ایک شخص ایک خوبصورت چالاک گوٹ پر سوار

دس بارہ گوٹ کو آگے ہنکاتا ہوا منڈی مین فروخت کے واسطے لئے جاتا تھا
بعد اوسکی دو تین گدہے غیر ملک کے چمڑے سے لدے ہوئے گذرے - ایسکے بعد
ایک جھنڈ گنوارون کا خوشی مین سب آپسمین چہل ہنسی ٹھٹھا کرتے دل بہلاتے
ہمارے قافلے کے نزدیک آئے سب گھوڑون پر سوار تھے ہمارے نزدیک پہونچکر
گھوڑون سے اوتر کھڑے ہوئے اور بڑا ادب و تعظیم بجا لائے - اونکی سلام
اور یہہ ادب و تعظیم گھوڑون سے اوتر کر دینا جو مشرقی ممالک مین اپنے سے اعلے
افسر اور بزرگون کو دیکھکر ہمارا رواج عام ہے ظاہرا ہمارے مہماندار تاش خوجہ کے
واسطے تھا اگرچہ ہماری واپس آنے پر انہون نے ہمارا بھی ایسا ادب و تعظیم کیا
انکے بعد تین فقیر راستہ مین ملے جنہون نے ہمارے سامنے سجدہ کیا اور پھر اوٹھکر
داڑھی پر ہاتھ پھیر کر حق اللہ وغیرہ کلمہ کہا اور کچھ پیسا وغیرہ خیرات کے
خواہان ہوئے یہہ سجدہ اونکا شاید اسی مطلب سے تھا بموجب رواج ملک کے اور جیسا
کہ ہمنے دیکھا اپنے خاوندون کی اطاعت کیواسطے تمام عورتین اپنے خاوندون
کے ساتھ ہمارے گذرنیکے وقت سڑک سے دور چلی گئین تا کہ کوئی اونکو دیکھنے نہ پائے
مگر اپنے خاوندون کی خوشی کرکے کن آنکھون سے ہماری طرف بھی جہانک جہانک
کر دیکھا کہ غیر ملک کے لوگون کو بھی دیکھ لین غرض آہستہ آہستہ یہہ عجائبات شہر
دیکھتے ہوئے ہم پشگام مین پہونچے جو یارقند سے آخر کوچ کی جگہ ہے -

۹۲ - یہان ہم سرای مین ٹھہرے ہماری قیام کیواسطے علیحدہ کمرے اول سے آراستہ
کر رکھے تھے ایک بڑا صحن تھا اور اوسکے چارونطرف چھوٹے چھوٹے کمرے تھے
اوس سرای کے نزدیک ایک باغ بھی تھا جسمین ٹٹیون پر انگور سفید اور نہایت
ذایقہ دار کے گچھے لٹکے تھے - شام کیوقت ایک قاصد یا محرم باشی داد خواہ کے
پاس سے ہمارے واسطے پوشاک لیکر آیا اور اوسنے کہا کہ حسب قدر آب یارقند مین

داخل ہون تو یہہ پوشاک یارقندی پہنکر آویں اور میری اس درخواست کو منظور فرماکر مجہی سربلند کیجیئے ان پوشاکون مین اندرونی طرف بدن پر پہننے کے کپڑے تمام عمدہ چہینٹ کے تہے اور اونکے اوپر کیواسطے ایک گونا چین کے ریشم کی بنی ہوئی تہے پاجامہ ریشمی اور سوتی اور ایک جوڑہ سیاہ لمبی بوٹ کابہی ہمراہ تہا سب سے اوپر پہننے کیواسطے ایک بڑا چوغہ جسکی آستینین یارقندی ریشم کی تہین رنگ مین نہایت عالیشان تہا مسلمانی پوشاک پہننے کے معاملہ کی نسبت ہمنے آپسمین مشورہ کیا اپنی قومی پوشاک چہوڑنے کی دلیل نہایت غالب تہی لیکن یارقندی سردار کی عنایت سے وہ معاملہ رفع دفع ہوگیا یعنی چونکہ اونسے بغیر پہنے کے بنا ہی تہے اسلیئے صرف چوغہ پہنکر وہ رسم ادا کی گئی۔

۲۴ — دوسرے روز دریا کو عبور کرنے کی گہاٹ پر نہایت عمیق پاکر ہم اوسکے داہنے کنارہ روان ہوئے اور ینگی بازار مین جا وارد ہوئے اوس روز اسی جگہ قیام کیا تاکہ کچہہ اسباب اپنا آج کشتی مین پار بہیجدین اور ہم دوسرے دن عبور کرین۔ ینگی بازار حکومت حال کی ترقی روزافزون کا ایک نمونہ ہے چند سال ہوئے کہ اس گرد نواح کا ملک ویرانہ اور دلدل سے بہرا ہوا تہا لیکن سال گذشتہ مین داد خواہ نے اس قطعہ کے درمیان ایک نہر نکالی اور اوس دلدل کا پانی نکالکر زمین قابل زراعت کردی کاشتکارون کو زمین مفت دیکر بسایا گیا اور بڑا بازار تعمیر کیا گیا جہان اب ہفتہ وار منڈی لگتی ہین اسطرح یارقند مین ہر ایک اسن چین کے ساتہہ اپنی اپنی محنت مین مشغول ہے

۲۵ — منگل کے دن ۲۴ اگست کو ہم شہر یارقند مین داخل ہوئے ینگی بازار سے ۶ بجے صبح چلکر ایک میل تک تو دریاء یارقند کے کنارہ کنارہ گئے جو اوسوقت مین دریاء سراوی کی مانند پہانٹ رکہتا تہا مگر زیادہ تیزی کے ساتہہ او ان

تہا تین گنوار بناوٹ کی کشتیان گہاٹ پر عبور کرانے کے واسطے موجود تہین
اُنہین کی کشتی پر آٹہہ دس آدمی ایک بار مع بوجہہ کے چڑہ سکتے تہے لیکن ملاحون کی
نادانی سے عبور کرنے مین بڑی دیر لگی جو اکثر سیدہی دہار کو بہول کر دریا مین
بہت دور جا کر کنارہ لگتے تہے اور کچہہ دیر تک ہم کنارہ پر بیٹہے رہے آخر کار ہمارے
عبور کرنیکی باری بہی آئی اس عرصہ مین ہم وہان اخبار اوسیوقت کی آئی
ہوئی پڑہتی رہی یہہ اول ہی ڈاک تہی جو انگلستان سے یارقند کو گئی اوسوقت
تمام باتونکا یعنی فاصلہ دور و دراز دشوار گذار راستہ وغیرہ کا خیال آیا یہہ
امر بہی قابل تحریر کے ہے کہ کوئی انگریز یارقند مین سوا مسٹر شا صاحب اور ہیورڈ
صاحب کے سوا اور کوئی نہین آیا غرض ہم کنارہ دریا پر بیٹہے ہوئے یارقندی
ہمارے گرد کہڑے ہوئے ہم اونکی بات سن رہے تہے وہ ہماری سنتے تہے اور اخبار
میل لندن و سٹیرڈی ریویو سے آرٹیکل ترجمہ کر کرکے سمجہا رہی تہی -

۹۵ - دریا کو عبور کرکے منصور خواجہ سرکار یعنی سپرنٹنڈنٹ یارقند سے ملاقی
ہوئی جو چند رئیسان شہر کے ہمراہ ہماری پیشوائی کیواسطے آیا تہا اور یہہ
تو ہمارے ساتہہ ایک بڑا جلوس ہوگیا غرض درجہ بدرجہ خلقت کا ہجوم بڑہنے
لگا حتی کہ جب ہم شہر کے نزدیک پہونچے تو ہمارے ساتہہ ایک سالہ کے برابر اسپ
سوار موجود تہے -

۹۶ - پانچ میل تک ہمارا راستہ دریا کی دلدل کے کنارہ کنارہ اور سبزہ زار
کے نزدیک تہا بعد ازآن ایک جگہ سڑک کے موڑ پر ہمکو ہماری چار مہینے کی محنت
سخت کا نتیجہ دکہائی دیا یعنی سفید براق چار دیواری شہر یارقند کی درختون
مین چہپی ہوئی نظر آئی -

۹۷ - جب ہم نزدیک پہونچے سڑک کے دونو طرف لاانتہا خلقت تماشا کے لئے

بڑی شدت ہون کہڑی تہی اور جسوقت ہم دروازہ مین گئی تو ہجوم تماشائیان
شبانہ سی شانہ بہڑتا تہا ہمکو بہی داخل ہونا دشوار ہورہا تہا چند اشخاص نے
اوٹہکر مرزا شادی اور تمام یارقندی افسران کو تعظیم دی باقی سب لوگ
یارقندی قاعدہ کی بموجب چپ چاپ بیٹہی ہوئی تہے یوربین مہمانون کا
نظارہ بڑی تعجب کے ساتہ کر رہے تہی کشمیری چینی کالماک تاجک ہندوستانی
اپنی اپنی صورت اور قطع وضع سی اوس ہجوم مین تمیز ہوتی تہی اور بہت سی
لوگون کو دیکہہ کر ہم آپسمین کہتے تہے کہ ضرور بالضرور یہہ یوربین ہو گا کیونکہ
اکثر اریئن نسل کے لوگون کے شباہت یارقندیون مین پائی جاتے تہے۔

۹۸ - وسیع باغات خربوزہ جو چار دیواری کی نزدیک لگے ہوئی تہے
اونکی سیر کرتے ہوئی ہم شہر کے مغربی دروازہ پہ پہونچی چار دیواری کے
کنگرون پہ عورتین نہ بہت خوبصورت نہ جوان تماشا دیکہہ رہی تہین مگر
بموجب رسم ملک کے کوئی عورت آدمیون کی ہجوم کے نزدیک نہ آسکتی تہے
شہر کے گرد جو بڑی عمیق خندق تہی دروازہ کے پاس اوسکے چوبی پل پر
عبور کر کے ہم دروازہ مین داخل ہوئی جہان دس بارہ دہقانی براہی نامحافظ
تہی کیونکہ آئی سپاہ تمام اتالیق غازی کی ساتہ گئی ہوئی تہے اور اونکی بیجای
یہہ دہقانی بطور سپاہیونکی کچہہ لاٹہیان کچہہ بڑی کولہاڑی کوئی بندوق لئے
حفاظت کر رہے تہے جو شاید کسی چینی عجایب خانہ سی بلا لئے گئے ہونگی
اور وہ سب ایسی معلوم دیتی تہے جیسی مقام سٹم بول کے عجائب خانہ مین
دیکہنی مین آتے ہین خاص بازار کے ایک حصہ مین ہمارا گذر ہوا جو ہندوستانی
چین کیرو یا قسطنطنیہ کے بازار ونکی قطع وضع مین کسقدر مختلف ہی یہان
مینارین اور بلند عمارتین بازار مین بالکل نہین ہین تمام مکانات ایک منزلہ

کے ہین اس بازار مین گو ہم بہت جلد گذری اور ماسوا اسکے ہجوم خلقت
بیشمار تہا اسلیئے اونکی حال بخوبی نہ دریافت کرسکے گلی کوچون اور کا بجون اور
سکولون کو دیکہتے ہوئے ہم شہر سی باہر نکلے اور ۵۰۰ گز کے فاصلہ پہ ینگیے
شہر کا دروازہ آیا ینگی بمعنی جدید اسلیئے اس شہر کا نام ینگیے رکہا گیا چینیون
نے شہر یارقند کے مغلوکرنے کو آباد کیا تہا ان دونو شہر کے درمیان کی راستہ
پہ کہنڈرات اون قدیم مکانون کی موجود ہین جنہین ناجایز خوشی اُگ بناتے
تہے اور اونکو اونکے مالکان نے بحکم اتالیق غازی منہدم کردیا ہماری بائین
طرف تہوڑی بلندی پہ ایک آدمی کا سر بانس کے اوپہ لٹکتا تہا جو اپنی داستان
اور حکومت حال کا ڈہنگ بتاتا تہا۔

۹۹ - ہماری بائین طرف شہر ینگی کے دیوار ایک مدتی تک تہی جہان کو کنڈے
لشکر ماتحت اتالیق غازی اور چینی سپاہ کی مابین جنگ عظیم برپا ہوئی اور
چینی سپہ سالار نے ہر طرف سے مایوسی اور شکست اپنی شامل حال دیکہہ کر ایک
سرنگ بناکر معہ اپنی سپاہ کے خود اُڑا دیا تہا اب یہہ شہر کو کنڈی سپاہ کی چہاونی
کے طور پہ ہی اور داد خواہ و دیگر افسران اعلے اسجگہ رہتی ہین۔ جسوقت اس
شہر کے دروازہ مین ہم داخل ہوئی تو یہان پہرہ کا گارد بہ نسبت دروازہ
شہر یارقند کی گارد کے زمرہ سپاہیونکی صورت رکہتا تہا مگر وہ سپاہی بہی لڑنی
والے اور اس جماعت سپاہ مین سی نہ معلوم ہوتے تہے جسنی چندسال کے عرصہ مین
ملک انگلستان سی دو چند ملک فتح کرلیا۔ بعضے اونمین کی سرخ رنگ چوغی
پہنی ہوئی تہے کمر پہ ایک پیٹی چمڑی کی کسی ہوئی جسمین ایک توشدان اور
ایک کولی دان اور جا کو سنگین وغیرہ سامان حرب ضرب لٹکتا تہا ایک ایک
تلوار بہی ہر ایک سپاہی کے پاس تہی بعضے کے پاس پستول بہی تہی مگر سبنی دیکہا

کہ یہہ سپاہی پستول کی زیادہ قدر نہین کرتے چنانچہ ایکروز مرزا شادی کو مینے اپنا ریوالور (یعنی ایک قسم کا پستول) دکھاکر پوچھا کہ تم بہی ایسی کلکتہ سے بہت لائی ہوگے اسپر اوسنے جواب دیا کہ نہین مین ایسی ہتیارون کی پرواہ نہین رکہتا جبکہ جنگ دست بدست ہوجاتی ہی تو پہر یہہ کچہہ کام نہین دیتی

۱۰۰ - پتہری اور توڑیدار بندوق جنکو یہانکے سپاہی استعمال کرتے ہین اونکی نالی معہ چوگوشی سوراخ کے بڑی موٹی ہوتی ہی جنکی واسطی گولیان نہایت صفائی سی سلیٹ پتہر کے سانچون مین ڈہالی جاتی ہین ہر ایک بندوق مین دوہری جاہی سکون ہوتی ہی اور جبکہ اوسکو کندھی پر رکہتی ہین تو وہ سنگین کے صورت کی سی معلوم ہوتی ہی

۱۰۱ - اس گاردسی آگے بڑہ کر اور قریب ۲۰۰ گز تک شہر کے گلی اور بازار میں چلکر اپنی قیام گاہ پر پہونچی جہان ایک تنگ گلی مین ہوکر ہم ایک دروازہ مین جا وارد ہوئی جسکے دائین طرف ایک صحن تہا اور اوسکے چارونطرف چہوٹے چہوٹے کمرے تہی یہہ مکان ہمارے ہمراہیون کی قیام کے لئے تجویز کیا گیا تہا مقابل مین ایک اور صحن تہا اور وہان سی ایک طویلہ کو راستہ جاتا تہا یہہ صحن پختہ فرش کا گہوڑونکی آزمایش کیواسطی تہا اور دیگر انتظامات خبرداری گہوڑون کا سامان مثل ایک انگریزی طویلہ کے موجود تہا یہہ دستور یارقند مین مثل روم کے ہر ایک جگہہ ہی اور چونکہ یہانکی لوگ گہوڑون کے نہایت شوقین سوار ہین اسلئے اونکی خبرداری بہی مثل اپنے رشتہ دار کے کرتے ہین جان سی زیادہ عزیز رکہتے ہین -

۱۰۲ - اس طویلہ سی گذرکر ہم ایک چہوٹے باغ مین پہونچی جسکے وسط مین ایک تالاب مصفا اور شفاف پانی سے لبالب تہا نہرون کا اسمین پانی

اگر پڑتا تہا اور کنارہ پر بہت خوبصورت درخت لگے ہوئے تہے دائین طرف
اس باغ مین نو تیار کمری قالین اونی وسوتی وشطرنجی ہائے عمدہ کے فرش
مکلف سے آراستہ تہی داہنی طرف ایک دروازہ مین سی گذر کر ہم ایک اور
حویلی مین پہونچی جہان تین کمری یکجا تہے اور ظاہراً ہماری قیام کیواسطی تجویز
کئے گئے تہے اس عمارت کی وسط مین ایک بڑا وسیع کمرہ تہا جسمین طرح طرح
کی وضع وقطع کی کرسیان اور رنگا رنگ کی میزین لگی ہوئی تہین جنسی ظاہر
ہوتا تہا کہ یارقندی بہی انگریزی طریق اختیار کرنیکا مقصد رکہتی ہین اس تمام
حویلی کے گرد ایک بلند دیوار تہی اور اوپر کو دیکہنی سے صرف اوسکے کنگرون
پر جاکر نظر ٹہرتی تہی جسکے اوپر ایک سنتری اوپر نیچا ادہر ادہر ٹہلتا ہوا تمام
ہماری حرکات کو دیکہہ سکتا تہا۔

۱۰۳۔ معمولی دسترخوان میوجات وطعام اقسام اقسام کا ہماری سامنی
بچہایا گیا اور کہانا کہانے کے بعد ہمکو سب چہوڑ کر چلے گئے کہ سفر دور دراز کے بعد
آرام لین۔

۱۰۴۔ مسٹر شا صاحب نے اوّل ہی بار یارقند مین آنے پر دیکہا تہا کہ تو وارد کیواسطے
وہان یہہ مناسب ہی کہ فوراً حکام سی ملاقات کری اور یہہ دستور ہماری منشا کے
عین مطابق تہا کیونکہ ہم چاہتی تہے کہ داد خواہ ہی ملکر بجلدی تمام اپنی واپسی
سفر کا انتظام کرین ورنہ اتالیق غازی جلد واپس آکر ہماری روانگی مین خلل
انداز ہوگا اور ہمین گورنمنٹ کی ہدایتون کی تعمیل کرنی مشکل ہوگی۔ لیکن جب
ہم نے داد خواہ سی ملنی کی تجویز کی تو بہت سی عذرات بین ہوئی اور مجہہ معلوم
ہوا کہ تمام حکام کا یہہ ارادہ اور خواہش تہی کہ ہمین اوسوقت تک یارقند مین
مقیم رکہین جب تک کہ اتالیق غازی کی خواہش ہماری نسبت معلوم ہوجائی

کہ اوسکی کیا مرضی ہی۔ ان ایشیائی اقوام مین جبکہ ایک ایلچی کسی ملک سے آتا ہی تو وہ اوس ملک کی بادشاہ کا مہمان ہوتا ہی اور اوسکو تمام امور مین حتی الامکان بادشاہ کی خوشی کرنی پڑتی ہی اگر ایلچی اپنی ارادہ آمد و رفت مین چوک جائی تو اوسکا وہ کچھہ خیال نہین کرتے اور بالکل آمدن بارادت و رفتن باجازت کا معاملہ ہوتا ہی جبکہ مینی اپنی تئین ایسی حالت مین مجبور دیکھا اور اپنی ہندوستان کی روانگی مین تاخیر معلوم کی تو مینی خیال کیا کہ اگر مین یہان ٹھہرونگا تو بڑا خطا کرونگا اور اب مین اپنی مزاج اور قصد کو مستقل کرنے سی یہانسی نکل سکتا ہون۔

۱۰۵- ہمارے پہونچنی بعد صبح ہوتے ہی مین نے سنا کہ ابراہیم خان جسکو مینی براہ یاسین اور شیب ہائی پامر کے راہ سی یارقند کو روانہ کیا تہا آپہونچا ہے اور دادخواہ نے اوسے قید کرلیا ہی یہہ سنتے ہی مینی دادخواہ کو فوراً پیغام بہیجا کہ اوسکو میری پاس بہیجدیا جاوی تہوڑی عرصہ مین مرزا شادی ابراہیم خان کو میری پاس لیکر آیا اور اوسکے قید مین رہنی کی بابت عذر معذرت کی مینی ابراہیم خان کو سمجھا دیا تہا کہ اتالیق غازی کے ملک کے حدود مین پہونچنی تک تم اپنا بہیس بدلے رکہنا اور وہان پہونچکر فوراً اپنا حال ظاہر کردینا اوسنے ایسا ہی کیا اور اسطرح اوسکے دوسری راہ آنے سی جو شبہہ پیدا ہوتا وہ نہوا ابراہیم خان کے سفر کا دلچسپ حال جو اوسنے بالکل نادیدہ اور نامعلوم ملک پر کیا آگے بیان کیا جاویگا۔ مین یقین کرتا ہون کہ یہہ سفر اوسکا اوس قطعہ زمین میں ہوکر تہا جسکا حال فاہیان صاحب ایک سیاح چہارم صدی سنے لکہا ہی جسکا مجھکو بالکل علم نہین لیکن ہم امید کرتے ہین کہ سرایچ راولنسن صاحب بڑی واقف کار اور تجربہ کار اور زمانہ دیدہ حاکم مشرقی کے ذریعہ سی کچھہ

عرصہ مین ہم واقف ہوجائینگی۔

۱۵۱ - داد خواہ سی اوّل ملاقات ہماری ۲۴ اگست تیسری پہر کو ہوئی وقت مقررہ ملاقات پر مرزا شادی ہماری ہمراہی کے واسطی آئی بموجب اوسکی اقرار کے جو لیہ مین مرزا شادی سی ہوا تہا ہم تینون انگریزون نے اپنی معمولی انگریزی پوشاک پہنی اور یارقندی لباس نہ پہنا مرزا شادی نے محل مین با پیادہ چلنے کو پوچہا جو اوسجگہ سی صرف ۳۰۰ گز کے فاصلہ پر تہا مگر ہم یہہ سمجہکر کہ ان لوگون کے ساتہہ با پیادہ جانا حقارت کی علامت ہے بسواری اسپ جانے کی ضد کے ہندو اور تمام لوگون کو گہوڑی پر سوار ہونا اور یارقند مین دستار پہننی کی ممانعت ہوگئی تہی ہم عمدہ عمدہ بندوقین اور ریوالور گولی و انگریزی گہنٹہ مخمل کمخواب وغیرہ اشیاء واسطی پیشکش کی انتخاب کر کے بڑی جلوس کے ساتہہ بازار مین ہوکر گئے جہان ہزارہا خلقت کا ہجوم تہا راستہ مین ایک چہوٹا سا توپخانہ بہی دیکہنی مین آیا جسمین چند پرانی عجیب و غریب صورت کی توپین موجود تہین اس سی آگے بڑہ کر محل پر پہونچی دروازہ پہ گہوڑون سی اوترکر ہم ایک بڑی احاطہ مین گئی جہان سپاہی زرد سرخ اور دیگر طرح وار رنگ کے وردیان پہنی ہوئی زمین پر بے ترتیب آگے پیچہی بیٹہی تہے اور اپنے مزی مین آرام کر رہی تہے پہر داہنی طرف کو مڑکر ہم دوسری دروازہ مین داخل ہوئی اور ایک چوک مین پہونچی جہان بڑی بڑی کمری خالی پڑی تہے یہان سی ایک اور اندرونی صحن مین گئے جسکے مدخل پر سپاہی تلوار و بندوق سی مسلح کہڑی تہے۔ ذرہ آگے بڑہ کر دو سیڑہیان چڑہے اور وہان ایک گوشہ مین دروازہ سی گذر کر ایک بڑی وسیع کمری مین جا وارد ہوئی اس کمری کی دہلیز یا چوکہٹ پر ہم ایک پست قد شخص

سی ملاقی ہوئی جو سفید دستار اور معمولی رنگین چوغہ پہن رہا تہا ہی شخص داد خواہ
محمد یونس حاکم یارقند تہا اور اتالیق غازی سی دوسری درجہ پر داد خواہ ہی شل اپنی
آقاکے تو قند کا سوطن ہی اور برخلاف اتالیق غازی کے اوسنے بزور شمشیر نہین
بلکہ اپنی قلم کے زور سی شہرت حاصل کی ہی بعد معمولی سلام وبندگی کے وہ اپنی
ساتہہ ہمکو ایک کمرے کے دروازہ پر لیگیا اور مخملی قالینون کے فرش پر جہان
تکیہ وغیرہ بخوبی آراستگی کے ساتہہ لگے ہوئی تہے بٹہایا ماسوای مرزا شادی
اور میری منشی دیوان بخش کے اور کسی کو کمرہ مین آنے کی اجازت نہوئی اول
مزاج شریف - دعا کرتا ہون - آپکا مزاج لطیف - الحمد للہ اسکی بعد گفتگو درمیان آئی یہہ
داد خواہ نے ہماری راستہ مین تکلیف اور تردد اوٹہانے کی نسبت افسوس
ظاہر کیا گفتگو اوسوقت بالکل دوستانہ ڈہنگ کی تہی جسکے واسطی فارسی زبان
نہایت رنگین اور مناسب ہی بعد ازان ہمنی دریافت کیا کہ کہو اتالیق غازی کے
کیا خبر ہے کہا الحمد للہ اس سے اوسکی مراد یہہ تہی کہ بشکر خدا اتالیق غازی بہ فتح
نصرت اپنی دشمن پر غالب ہی تہوڑی دیر بعد داد خواہ کی اشارہ پر ۱۶ محرم باشی
یعنی غلام خوان اور رکابیان میوجات وشیرینی وغیرہ کی لئے ہوئی کمری مین آئی
اور چاء دانی اور جام نے بہی ظہور کیا پہر مینی اپنی تحفہ اور نذر دکہائی اوسکے
صلہ مین ہم سب کو خلعت پہنائی گئی پہر ہم اپنی قیام گاہ پر چلے آئی -

۱۰۷ - ایک دو روز اس تردد مین گذر گئے کہ اب ہمین کیا تدبیر کرنی واجب
ہی کیونکہ یہہ ظاہر تہا کہ داد خواہ کی عین مرضی یہہ تہی کہ اتالیق غازی سے
ملاقات کئی بغیر باہر نجاوین درحقیقت اپنی آقا کے احکام کی تعمیل کرتا اوسپر فرض
تہا بحالت عدم تعمیل شاید وہ اپنی جان سی ہاتہہ دہو بیٹہتا اسلئے ہمکو اوسنی اطلاع
دی کہ تا حکم اتالیق غازی کے میں کچہہ نہین کر سکتا اول ہی اول ہمارے

ٹہرانے کو ایسی تدبیر کی گئی جو ہر ایک خودمختار مشرقی بادشاہت مین ہوتی
ہے یعنی دادخواہ ہماری رخصت ہونیکی درخواستونکو ہنسی مین ٹالتا رہے
پھر بزبردستی ٹہرا رکہنی کی وحشت دلائی جب ان تدبیرون مین سے کوئی
سودمند نہوئی التماس اور عاجزی پر رجوع لایا روز بروز چیٹھیان اور پیغام
سوداگرون کی بہیجنا اور ہمکو بہلانے پہسلانے لگا ایسی حالت مین قاضی محمد
یعقوب سے ہم اپنی نکل چلنے کی ڈہنگ لگانے لگے ہم اوپر بیان کرچکے ہین کہ
یہہ شخص ہمسے بمقام سنجو جدا ہوکر یارقند چلا آیا تہا اور دادخواہ کے محل کے
نزدیک اسنے اپنی سکونت اختیار کی تہی ہمارے اوسکے مابین اسی اثناء مین
دوستانہ پیغام اور ملاقاتین ہوتی رہین تحفہ تحایف آتے جاتے رہے اور
مینے دیکہا کہ دادخواہ اتالیق غازی کے اس بہتیجے کی ظاہر مین بڑی تعظیم و
تکریم کرتا تہا قاضی محمد یعقوب سے اور ہمسے جو اکثر گفتگو ہوئی اوسمین اوسکی
تقریر سے بڑی شایستگی اور خوش خوئی ظاہر ہوتی تہی اور یہہ نتیجہ اوسکے
مدت تک قسطنطنیہ مین سکونت رکہنے اور یورپ مین لوگون کے صحبت مین رہنے
کا تہا وہ سمجہتا تہا کہ دادخواہ جیسے شخص کی عقل سے جو اپنے ملک کے آزاد دستورون
کے سوا ہی اور ملکون کے دستورات سے بالکل ناواقف تہا کیا باہر ہے
اور وہ جانتا تہا کہ مجہے اپنی گورنمنٹ کے حکم کی تعمیل مین لاپرواہی نہ کرنی
چاہئے اور یارقند والون کو بہی اوسکی تعمیل سے نہ روکنا چاہئے اور اسباب
مین مینے قاضی کو لکہا اور معلوم کیا کہ یہہ مینے اپنی یارقند سے رخصت ہونیکی
ٹہیک تدبیر نکالی ہے - چنانچہ قاضی محمد یعقوب نے فوراً سچ کہدیا کہ اتالیق
غازی ایک جنگ عظیم مین مصروف ہے جو غالباً عرصہ دراز مین ختم ہوگی
اور کچہہ عرصہ تک اوسکی ملاقات کی امید مین ٹہرنا بیفایدہ ہے بہرہ اپنے چچا

اتالیق غازی کے فتوحات اور بہادری کی تعریف کرنے لگا اور کہا کہ ایک
موقعہ پر اوسنے غنیم کی سپاہ کو اسقدر تہ تیغ کیا کہ ایک آدمی بمشکل تمام
دو دن مین اونکی لاشون پر سی گذر سکتا تہا یہہ کلمہ مبالغہ کا اتالیق غازی
کے ہوا خواہون نے اوسکی بہادری کی نسبت تکیہ کلام کر رکہا ہی اور مرزا
شادی نے ہی ایک دن سنجیدگی سے ہماری سامنی بیان کیا کہ اتالیق غازی
اسقدر قوی اور بہادر ہے کہ ایکدن اپنے دربار کے کسی اہلکار پر خفا ہوا
اور اوسکی کان پر ایسا مکا مارا کہ وہ چھ بار چکر کہا کر گرا اور مر گیا۔

۱۰۸۔ پہر قاضی نے مجہی کہا کہ دادخواہ چاہتا ہی کہ ہر طرح سی بجبر زبردستی
یا بدسلوکی کے ہمکو اتالیق غازی کے حکم آنے تک یارقند مین مقیم رکہے اور
حکم آنے پر یا تو ہمکو ۳۰۰ میل کے فاصلہ پر بمقام ترفان اتالیق غازی کے
کمپ مین جانا پڑیگا یا اوسکے لڑائی سے واپس ہونے تک یارقند یا کاشغر
مین ٹہرنا پڑیگا یہہ موقع کہ یورپین اشخاص کا شمالی یارقند مین اول
ہی اول موجود ہونا اور اوس قطعہ کی تحقیقات کرنا جسکا حال جغرافیہ دانونکو بہت ہی کم معلوم ہے لاریب بہت عجیب
تہا لیکن مجہکو حکم گورنمنٹ کا ایسا تاکیدی تہا جسکی مجہکو تعمیل کرنی
چاہئے تہی اور قاضی محمد یعقوب اسکو بخوبی سمجہتا تہا اور ہمارا مددگار ہو گیا
اور مرزا شادی کو جسنے ہماری طرف سی بسبب کسی امر کی ہماری یارقند مین داخل
ہوتے ہی اپنا مزاج بدل لیا تہا وہ خوب قایل معقول کرتا تہا مرزا شادی کے
رنگ بدلنے کا یہہ باعث تہا کہ وہ مغرور اور شیخی باز تہا اور وہ اسبات کی بڑی
شیخی مارتا تہا کہ وہ سرکار سے ملے انگریز بہادر کا ایلچی اپنے آقا کے دربار
مین لایا تہا اسلئے جب مرزا شادی نے ہماری چلے جانے کا اور اتالیق غازی
سی نہ ملاقات کرنیکا مستقل ارادہ دیکہا وہ ہر طرح سی مایوس ہو گیا اور اپنی سہی

ہین اور اسکے بدمزاجی نے اور ہی ظہور پکڑا جو اگر وہ سنجیدہ اور عقلمند ہوتا تو چھپا لیتا۔

۱۰۹۔ لداخ سے یارقند کو روانہ ہونے کے پیشتر بموجب بیان مذکورہ بالا مین نے مرزا شادی سے اقرار کر لیا تھا کہ ہم یارقند مین بالکل آزادانہ رہینگے اور ہماری قید رکھنے کا قصد نہ ہونے پاوے اس شرط پر مین نے بخوبے لحاظ رکھا اور اسطرح یارقند کے گرد و نواح کا ملک ہی دیکھہ بھال لیا۔

۱۱۰۔ یارقند کے گرد نواح مین تیسرے پہر کے وقت سواری مین سیر کرنا بڑا خوشنما معلوم ہوتا ہے نیگے شہر کے دروازہ سے نکلکر ہم خربوزون اور ترکاریون کے باغ مین ہو کر گذرے جنمین چھوٹے چھوٹے مرغابئین اور کنجین آفتاب کے تپش سے پناہ لینے کے واسطے جابجا بیٹھی ہوئی تھین ہمارے ایام قیام یارقند مین ہوا ہر روز غبار آلودہ کو ہر سے بھری ہوئی رہی جو آفتاب کے کرنون پر ایک پردہ سا ڈالی ہوئی تھی لیکن دوپہر کیوقت گرمی ہوتے تھی اور یارقند سمندر کی سطح سے چار ہزار فٹ بلند ہے ان باغون سے جو شہر کے گرد ہین آگے بڑہکر ہم ایک بڑی صاف اور کلان سڑک پر سیر کرتے رہے جسکے دونو کنارہ پر گندم اور جو باجرہ کے کہیت سرسبز کہڑے تھے فصل پکنے پر تھی ہماری ہندوستانی ساتھی بہار اور خزان کے فصلون کو ایک ہی وقت مثل اپنی ملک کی پکتے ہوئے دیکھہ کر نہایت تعجب مین ہوگئے اس سڑک کے کنارہ نہرین بہی رواں تھین یہہ سڑک شمال کیطرف جاتی ہے اور اسپر رات دن گہوڑسوار ہرکارے ڈاک لیجانے والے رواں رہتے ہین اور ڈاک اتالیق غازی کے پاس لیجاتے ہین یہہ ہرکارے فی گہنٹہ ۱۰ میل راہ طے کرتے ہین اور اس تیزروی کو یارقند مین یلغا بولتے ہین پندرہ

ہیں میل پہ جاکر گھوڑے بدلتے ہین ایسا سخت سفر کرنے پر بھی یہہ ہرکارے تھکے ماندے معلوم نہین ہوتے ہمارے یارقند مین پہونچنے سے پیشتر ایک گروہ قریب ایک سو اسیران بتغانے بڈہے جوان لڑکے مرد عورتون کا ترفان سے آیا تھا کہ یارقند مین بازار بازار بکمال بے عزتی تشہیر ہوکر سزایاب ہوئے۔

۱۱۱ — جنوبی سمت اور درحقیقت یارقند کے کل گرد نواحی دیہات اور مختلف جھونپڑے سے محراب دار باغون کے بڑے دلچسپ نظارہ کی جگہہ تھی مسافرون کے راستہ پہ سایہ دار درخت بڑے خوبصورت ہوتے ہین اور نہرون اور دریاؤن کے کنارہ بھی اکثر راستہ ہوتا ہے جہان قطار در قطار ثمردار درخت سبز پھولے پھلے ہوتے ہین نہرون اور دریاؤن پہ جہان تہان دہقانی ہوئے بناوٹ کے چوبی پل بنے ہوئے ہوتے ہین ہر جگہ چین چاین امن امان کسان خوشی بخوشی محنت مین مصروف ہم بیگانون کو تعجب کے ساتھ نظر اوٹھا کر دیکھتے تھے یارقند مین دستور ہے کہ شریف اقوام کے عورات دن کو گھر سے نکل کر باغون مین جاتی ہین اور کئے گنٹھے او سجگہ تفریح طبع کے لئے سیر کرتے ہین ادنے اقوام کی عورات اپنا وقت زردوزی اور کارچوبی کے کام مین صرف کرتی ہین اور اس فن مین بڑی کاریگر ہوتی ہین اور آزادانہ جدہر چاہین اودہر پہرتے ہین اگرچہ مشہور ہے کہ یارقند مین عورات کو بغیر نقاب کے اپنے لواحقان کی طرف سے باہر نکلنے کے اجازت نہین ہوتے اور اگر اس امر مین اپنے خاوند کی عدول حکمی کرین تو اونکی واسطے ایک کوڑہ چمڑے کا بنا ہوا موجود رہتا ہے جو مینے بھی دیکھا مگر

مین نہین کہہ سکتا کہ یارقند کی عورتین بہ نسبت اور جگہ کے عورتون کے نادرات دینی نباتات کے دیکھنے مین کم شوقین ہین چہرہ اونکا گلفام ہوتا ہے اور ابرو انکو خوبصورتی کے واسطے کسی رنگ سے نہایت سیاہ رکہتی ہین اور جبکہ ہم گلی کوچون مین گذرے تو ہماری طرف جہانک جہانک کر تاکتے تہین۔

۱۱۴۔ بسبب کچہہ ... ی مرزا شادی کے کچہہ عرصہ تک ہم مشکل مین مبتلا رہے مگر آخرکار نکل آئے اس مشکل کے وقت مین مینے مناسب خیال کیا کہ ان لوگون سے علحدگی بہتر ہے مبادا کوئی الزام سر لگا دین اسلئے جبکہ دادخواہ نے ہمین باغون اور دیگر تفریح کے مقامون مین سیر و تماشے کے واسطے بلایا مینے کچہہ نہ کچہہ عذر کر دیا اور روز روانگی ہندوستان تک اپنی قیامگاہ پر ہی رہی۔

۱۱۳۔ جبکہ دادخواہ نے جو ہماری نسبت اتالیق غازی کے غیر حاضری مین ایک مشکل معاملہ مین مبتلا تہا دیکہا کہ ان یورپین لوگون کے ٹہرانے کی طرف سے اب سرتاپا محرومی حاصل ہے تو اوسنے اپنی خوش خلقی اور شرفی تکلف کے ساتہہ ہماری حاجات اور ضروریات سفر دریافت کرنیکو قاصد پر قاصد ہمارے پاس بہیجے اور چونکہ ہم اوسکی درخواست کو منظور نہ کرتے تہے اسلئے قدری ناراض تہا ہماری تمام ہمراہیون کے واسطے لباس اور پوشاک رنگ برنگ کے اور ہماری واسطے پوستین کے چوغے بکثرت نذرانہ کے طور پر پیش کئے اور ایک روز صبح کیوقت دو آدمی ایک بلند بانس پر قریب چالیس جوڑہ بوٹ کے جو یارقند کے کارخانون مین نہایت معروف و مشہور چیز ہے لائے۔

۱۱۴ - لیکن ایک بڑی ضروری چیز ہماری سفر کی مہیا کرنیکو وہ ظاہرا دلیری نہ کر سکا یعنی بار برداری کے جانور سرانجام کر دینی کا ہمسی وعدہ ہوگیا تہا اور بیشک سرانجام کئے جاتے اگر ہم باجازت اتالیق غازی رخصت ہوتے مگر اس حالت مین اوسنے بار برداری کے جانور ہمکو صرف سرانجام ہی نہ کئے بلکہ یہ عاجزی تمام مجھسے درخواست کی کہ ایک سارٹیفکٹ اس مضمون کا مجھکو عطا ہو جاوی کہ دادخواہ نے ہماری رخصت کے سامان مین بالکل امداد اور سہولیت نہین کی اور مین برخلاف اوسکے مرضی کی اپنی خوشی سی آپ ہندوستان کو بغیر ملاقات واپس جاتا ہون -

۱۱۵ - یہہ سارٹیفکٹ البتہ مینی دیدیا اور پہر بامداد تاراسنگہ مینی قریب سنتر ٹٹوون کے خریدنے کا بندوبست کیا اس معاملہ مین مرزا شادی بڑی بدسلوکی سی پیش آیا اور غالبًا وہ ہمکو بار برداری کے جانور سرانجام نہ کرنے دینی مین کامیاب ہوتا اگر تاراسنگہ کی چالاکی اور ہر دل عزیزی سی ہم مستفید نہ ہوتی جسکی تیکنیتی اور مستعدی وچالاکی سی ہم ایک بڑی خوفناک مشکل سی چہوٹ کر روانہ ہوئی -

۱۱۶ ۵ ستمبر کو جو اول ہی سے روز رخصت مقرر کر رکھا تھا تمام اپنا سامان روانہ کر کے ہم دادخواہ سے رخصت ہونے گئے اوسوقت بہی ہماری تعظیم وتکریم عمدہ ہوئی جو اول ملاقات پر ہوئی تہی اور گفتگو دوستانہ رہی اور جبکہ اسنی معمولی جدائی کے وقت کی نذر ہماری نذر کے ہم رخصت ہوکر چلے آئے پہر ہم نے قاضی محمد یعقوب سے اخیر ملاقات جا کر کے اور آسنے جو ہمارے ساتھ سلوک کیا تھا اُسکا دل سے شکریہ ادا کیا پہر اپنے گہوڑون پر سوار ہو اور یارقندی اردلی کے ساتھ ہم شہر سے باہر آئے شادولا تک واپس آنیکا حال لکہ دینا کچھ لکہنیکی حاجت نہین کیونکہ ہم اُسی راہ سے آئے جس راہ سے گئے تھے -

۱۱۷ لیکن مجکو یہان اُس خاطر و تواضع کا بیان کرنا ضرورت ہے جو بوقت
واپسی یارقند یون نے ہماری کی مین نے گمان کیا ہوتا اور حقیقت ایکبار
ہمکو اطلاع بھی کیا گیا تھا کہ اگر ہم اتالیق غازی سے ملاقات کئے بغیر واپس
جاوینگے تو راستے مین لوگ ہماری کم تعظیم و تکریم کرینگے مگر برخلاف
اسکے ظہور مین آیا اور راستہ مین جتنے اہلکارون سے ملاقات ہوئی
انکی خلق اور مروت کا کیا کہنا ہے ہر ایک نے ایک تحفہ خواہ
کا نقرئی زیور یا اسپ بطور تحفہ یا کوئی چیز دوستی کی نشانی سوا ایک
خط بدریافت ہماری خیر و عافیت کے لیکر آتا جسکے جواب مین مین کوئی
نہ کوئی انگریزی تحفہ اُسکے پاس بھیجا کرتا تھا۔ یہان سے عوام الناس کے
سلوک کا ذکر بھی فرو گذاشت نہ کرنا چاہیے لوگ کہتے ہیں کہ جو
تعظیم و تکریم ہماری شہر یارقند کی نزدیک پہونچنے پر پیش مین
آئی تھی اسکا باعث یہ تھا کہ ہم نے مسلمانی لباس پہن لیا تھا یارقند سے
رخصت ہونے کے بعد مین نے مستقل ارادہ کرلیا کہ ہم سوا اپنی انگریزی
پوشاک کے اور کچھ نہ پہنینگے ایسا کرنے سے مجکو اکثر حکام یارقند نے
منع بھی کیا اور دلیل یہ پیش کرتے تھے کہ اگر لوگ ہمکو بغیر معمولی
خلعت پوشاک وغیرہ کے دیکھینگے تو وہ یہہ گمان کرینگے کہ ہم یارقند
سے بیعزت ہوکر آئے اور اسی لئے ہمارا کوئی ادب نکریگا مگر مینے سوچا
کہ ہمین اپنا بھیس بدل کر باطل عزت و توقیر عوام الناس سے نکرانی چاہیے
جس سے یہہ خیال کیا جاتا تھا کہ یہہ تعظیم مسلمانی لباس کو دیجاتی ہے اور
خواہ ہماری بیعزتی ہو یا عزت ہمکو جو کچھ ہو اپنے بھیس اور لباس مین ہو نتیجہ اسکا
یہہ ہوا کہ جو کچھ ہمنے خیال کیا تھا وہی ظہور مین آیا اہل یارقند ہی حکام اور لوگونکا

گمان باطل ثابت ہوا رستہ مین دہقانیون اور مسافرون نے جو رستہ مین ہمکو ملے ہمارا بڑا ادب کیا جہان ہم گذرتے تھے سوار اُسیوقت گھوڑے سے اوتر پڑتے تھے اور یہہ بات تو عام تھی کہ جو تماشائی ہم بیگانون کو دیکھنے آتی تھے جھک کر سلام علیکم ضرور کرتے تھے ؛

۱۱۸ شادولا سے ہم ایک نئی رہ سے لداخ کو واپس آئے یہہ جدید رستہ ڈاکٹر کیلی صاحب نے بتایا تھا جو ۲ اگست کو ہمارے کمپ سے جدا ہوکر تحقیقات کرتے رہے تاکہ کوئی اور عمدہ رستہ میدان لنزنی تھنگ کے اوپر ملجائے - یہان اُس نقشہ کا ملاحظہ کرنا ضرور ہے جو اس رپورٹ کے ہمراہ ہے تاکہ یہہ راستے معلوم ہوجائین - شادولا سے چند میل اوپر کراکاش گھاٹی کو چھوڑکر ہمنے قدیم رستہ کراکورم کا گذرسنجو کی رہ سے اختیار کیا جو سمندر کے سطح سے ۱۶۲۴۷ فٹ بلند ہے چڑہائی اس قلہ کوہ کی سلامی طور پر بہت آسان ہے ورہ چوٹی کے نزدیک پہونچکر کھڑی چڑہائی بھی آجاتی ہے جہان تازہ برف گری ہوئی تھی اور اُسکے طے کرنے مین ذرہ مشکل عائد ہوئی اس گذرگاہ سے دس میل جنوبی طرف ہم ایک پڑاؤ ملک شاہ نام پر پہونچے جہان گھاس اور سبزہ نام ونشان کے واسطے بھی نہ پایا جاتا تھا اس مقام سے پرانی سڑک کو چھوڑکر ہم نے ڈپسی کول نام میدان کو عبور کیا جو سمندر کے سطح سے ۱۷ ہزار فیٹ بلند ہے یہان سردی کی بڑی شدت تھی دن مین مقیاس الموسم کا پارہ برف جمنے کے درجہ سے آگے نہ بڑہتا تھا اور رات مین اس سے بھی نیچے چلا جاتا تھا ہماری واپسی کے وقت یہان بارہ درجہ تک نیچے ہٹ گیا تھا اس ڈپسی کول میدان کو طے کرکے اور ایک آسان چڑہائی کے پہاڑ پر چڑہ کر ہم ایک گھاٹی مین

داخل ہوئے جسکی راہ سے ہم بالائی دریاء کراکاش پر پہونچے اس دریا کے
کنارے ہم پانچ دن تک سفر کرتے رہے جبکہ ڈاکٹر کیلی صاحب نے
اس سلسلۂ کوہستان پر سفر کیا تہا یعنے دو مہینے پیشتر ہر ایک منزل پر
سبزہ اور گھاس میسر آیا تہا لیکن ہمارے سفر کے وقت یہہ تمام گھاس
غائب ہو گئی تھی جو کچھ تو مویشیون نے چرلی تھی اور بہت سی برف
تلے دب گئی تھی کیونکہ برف بہی جلدی موسم کے شروع مین ہی برس گئی
تھی غرض کسی نہ کسی باعث سے اس راہ مین ہمارے جانورون کو ۷ دن
تک گہاس کیا ایک تنکا چرنے کے واسطے نہ ملا مگر یارقند کے ٹٹو اور گھوڑے
ایسے مضبوط ہوتے ہین کہ منجملہ اونکے تہکاوٹ سے ایک ہی نہ مرنے پایا
اگرچہ ۲۴ گھنٹہ کے عرصہ مین ۶ ٹٹو اندرونی بدن کی سوزش سے ضایع
ہو گئے اور یہہ سوزش اونکی بعض مین ہمارے کسیقدر دوڑانے سے پیدا
ہوئی تھی ۞

119- بالائی دریاے کراکاش کو اوسکے منبع کے نزدیک چہوڑکر ہم ایک
تنگ اور عمیق درہ مین ہوکر میدان لنزی تہنگ مین جا وارد ہوئے اور وہانسے
دو کوچ مین راستہ اکثر پتھریلے اور تنگ درون مین ہوکر تہا اسکے بعد سلسلہ
چینگ لینگ لا مین داخل ہوئے اور انگوٹھے کرکے چینگ چمو گہاٹی مین
آئے اور اپنے تئین پہر ریاست کشمیر کی حدود مین پایا- ڈاکٹر کیلی صاحب
جنہون نے سرانجام رسد بہیجنے مین کمال کوشش کرکے اور ہمکو ایک طرح کی
امداد پہونچا کر اس مہم کے ہر ایک بشر کو نہایت ممنون و مشکور اپنا بنایا ہمارے
ملاقات کے واسطے مقام گوگرا تک آئے اس جگہ سے ہم نے وہی راہ
جہیل پنیک گونگ کی اختیار کی جس راہ سے گئے تہے اور ۱۲ اکتوبر کو لیہہ مین

پہونچ گئے - یہان اس مہم عظیم کا بخیر و خوبی خاتمہ ہوا اور ہمارے آگے رہنے
کی کچھ حاجت نہ رہی اسلئے مین کچھ تھوڑی سی [illegible] بلیک وڈ بل کوچ کرتا ہوا سرینگر
کو گیا اور ۲۹ اکتوبر کو کوہ مری مین داخل ہو گیا مسٹر شا صاحب کوہ چینگ لینگ لا
کے [illegible] طے کرتے ہی ہمسے جدا ہو گئے تاکہ دریاد شایوک اور آگے [illegible]
دہانہ [illegible] ونکا حال دریافت کرین ڈاکٹر ہینڈرسن صاحب جنکا ذخیرہ عجائب غرائب
پرندون اور وحشیون کا دن بدن زیادہ بڑہتا گیا تہا آہستہ آہستہ لیہ سے
میدان کی طرف روانہ ہوئے اور [illegible] قدرت کے نمونے اکٹھے کرتے ہوئے
اپنی منزل مقصود پر پہونچ گئے کل فاصلہ لاہور سے یارقند تک تخمیناً ایک ہزار
میل کا ہے پس اس مہم مین ۶ مہینے کے اندر دو ہزار میل دنیا کے نہایت بلند
قطعہ پر طے کئے اور یہہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ رستہ مین کوئی ہمراہی یا کوئی
اسباب نام کو بھی گم نہین ہوا اگرچہ ہمارے خدمتگارون مین سے بہت سے
اشخاص نے پہاڑ کی صورت بہی کبہی نہ دیکہی تہی مگر ان مین
سے لمبی لمبی کوچون مین کوئی بہی دق نہوا اور سفر کی سختیون پر کسی
نے چون بہی نہ کی -

۱۳۰ - اپنی روزمرہ کارروائی کا بیان کرکے اب مین ہدایات مندرجہ چٹہی
صاحب فارن سکرٹری گورنمنٹ ہند کی تعمیل کرتا ہون جنکا مین نے اس رپورٹ
کے شروع مین ذکر کیا ؛

۱۳۱ - لیکن جو کچھ ابہی اوپر کہا گیا ہے اُس سے صاف سمجھا جاتا ہے کہ ہماری
حالت بڑی ابتر تہی اور ہم ایسی تحقیقات بہم نہین پہونچا سکتے تہے جیسی بحالت
دیگر کرتے ؛

۱۳۲ - اتالیق غازی کی اپنی دارالسلطنت سے غیر حاضر ہونے کے سبب ہمارے

تمام منصوبے اور تدبیرین جدوجہد یارقند مین داخل ہوتے ہی مثل خیالی تکالیف کے یک لخت برباد ہو گئین اور میری توجہ بجلدی تمام ہندوستان کو لوٹ چلنے کی طرف رجوع تھی اور مفید عام و علمی تحقیقات مین نہ مصروف ہو سکتے تھے اور ایسی باتین بغیر کافی توجہ و سندہی کے ہونی ناممکن ہین ان سبکو فرصت اور وقت درکار ہوتا ہے اور علاوہ اسکے ہم اتالیق غازی کے ملک مین صرف ایک مہینا اور ۹ دن رہے منجملہ اُسکے ایک مہینے سے زیادہ غیر آباد قطعات ملک پر سفر کرنے مین صرف ہوا ؛

۱۲۳- میری تجویز ہے کہ اس رپورٹ کے اخیر مین اتالیق غازی کی نسبت حالات دریافت شدہ کی اطلاع مفصل دون لیکن مین یہہ ہی یہان کہتا ہون کہ اتالیق غازی کی غیر حاضری یارقند سے بر اتفاقیہ نتہی بلکہ لاچاری کیونکہ وہ ضروری تہی جو لڑائی اور فساد مقامات اکسو ترفان اور اور مشرقی مین برپا ہوگیا تہا اُسکا فوراً اور بخیر داری تمام فرو کرنا اتالیق غازی پر فرض تہا اور یہہ اُسکی ذات خاص کے سوا اور کسی سے نہین ہوسکتا تہا- اسلئے لاچار ۵ مارچ مین خود اُسطرف کو چلا گیا اور تب سے بکمال سرگرمی اس مہم مین مصروف ہے ہمارے یارقند مین پہونچنے کے وقت وہ اس شہر سے قریب پانسو میل اور غالباً ۷۰۰ میل کے فاصلہ پر تہا اور سوار بمشکل تمام پندرہ سولہ دن مین ڈاک لیکر پہونچتے تہے- ؛

۱۲۴- اتالیق غازی کو ہمارا بڑا انتظار تہا اور ہمارے آنے کی امید مین اُسنے ہماری سکونت کے واسطے ایک نیا مکان ہی نہین تیار کرایا تہا جیسا اوپر بیان ہوا بلکہ غالباً داد خواہ اور جملہ حکام کو ہدایت سخت کردی تہی کہ حتے المقدور میرے واپس آنے تک اونکو یعنے ہمکو یارقند مین مقیم رکہنا ؛

۱۲۵- گو خواہش ہز اکسلنسی جناب ویسرائے صاحب بہادر کی یہہ تھی کہ مین بذات خود اتالیق غازی سے جنابہ ملکہ معظمہ کو گورنمنٹ ہند کی دوستی ظاہر کرون مگر یہہ مراد پوری نہو سکی تاہم دوسری غرض جو بڑی ضروری خیال کی جاتی تھی خوش قسمتی سے اتالیق غازی کی غیر حاضری سے متعلق نہ تھی اور مین بھروسا کرتا ہون کہ ہندوستان اور مشرقی ترکستان کے مابین تجارت کی سہولیت اور ترقی کے واسطے یہہ مہم بغیر کامیابی کے نہین ہوئی

۱۲۶- تجارت کی ترقی اور سہولیت کے لئے اول بات یہہ ہے کہ سڑک یارقند کی طرف توجہ کیجاوے سو یہہ ہو سکتی ہے چند سال ہوئے کہ مشرقی ترکستان کی آمدورفت سلسلہ کوہ کراکورم پر ہو کر تھی جو نہایت دشوار گزار اور خطرناک ہے اور جسپر فیصدی ۳۰ جانور باربرداری کے مرجاتے تھے دوسر یہہ مشکل تھی کہ پہاڑی اقوام اور وہان کے اہلکار متعینہ سڑک قزاقی اور چوری کرتے تھے جنکی شکایت پر شکایت گزرنے سے آخرکار دور ہو گئے اور اس سال مین اخیر ملکی روک مہاراجہ صاحب بہادر کشمیر کی فیاضی سے رفع ہو گئی جنہون نے متوسط ایشیا کے تجارت کا محصول بالکل موقوف کر دیا ✽

۱۲۷- اب صرف یہہ بات رہ گئی ہے کہ یہہ ہماری مہم ملک یارقند کی ایک نئی سڑک ڈھونڈے اور اُسمین دیکھے کہ اور کیا سہولیت وہان ہونی چاہئے اور تجارت اُس ملک کی دیگر تدابیر اختیار کرنے اور روپیہ صرف کرنے کے قابل آیا ہے یا نہین ✽

۱۲۸- اس نئی سڑک پر لداخ اور یارقند کے مابین مسافر کو اول سب سے عمدہ بات تو یہہ دکھائی دیتی ہے کہ رستہ آسان اور صاف ہے اگرچہ وہ بڑے بڑے بلند پہاڑون کو عبور کرنا پڑتا ہے تاہم چڑھائی انکی ایسے درجہ بدرجہ

امر آسان ہے کہ جانوران محمولہ اسباب کو کوئی وقت اور تکلیف سوا ...
سبکی ہوا کے نہین معلوم ہوتی - کوہ چینگ لینگ ۱۱ سے کراکاش تک
۰۰ امیل کے فاصلہ پر اوترائی بھی درجہ بدرجہ ہے جو جابجا چھوٹے چھوٹے
سلسلون اور کھڈون سے قدرے ٹوٹی ہوئی ہے ؀

۱۲۹ - اس سڑک جدید کو دیکھکر جو کچھ اوسکی تعریف کیجاوے ناحق نہین ہے
مگر اس تعریف مین بھی بڑے بڑے نقص [illegible] بھی ہین جس لیے
اسکو ابتک لوگ پسند نہین کرتے اور اون مشکلات کو رفع کرنا چاہیے ؀

۱۳۰ - نہایت درجہ کی بلندی جہان مسافرون کو کئی روز تک رہنا پڑتا
ہے سب سے بڑی سد راہ اس سڑک پر ہے لیکن کوہ کراکورم کے تمام رستون پر
یہہ مشکل عموماً ہوتی ہے ؀

۱۳۱ - سخت محنت اور تھکاوٹ جو حیوانات باربرداری سہتے ہین سب سے
زیادہ قابل غور ہے ہم نے دیکھا کہ لداخ کے ٹٹو بھی بحالت تندرستی اس کام کے
لایق نہ تھے اور ان ممالک مین صرف وسط ایشیا کے گونٹ ہے اس رستے
مین زندہ رہکر کارآمد ہو سکتے ہین - اور یہہ امر میری اوس راے کی تائید
کرتا ہے جو مین ظاہر کرچکا ہون کہ بہ نسبت ہندوستانیون کے مشرقی ترکستان
کے باشندے ایدہر کی تجارت کی زیادہ خواہش کرتے ہین ؀

۱۳۲ - ایک اور مشکل آٹھہ یا سات منزل مین گھاس اور اچھا پانی نہ دستیاب
ہونے کی ہے گھاس بہت تھوڑی اور ناقص قسم کی اس رستہ مین میسر
ہوتی ہے اور وہ بھی متوسط قافلہ کے لیے مکتفی ہو سکتی ہے لیکن تجار جو
بڑے بڑے قافلے بناکر سفر کرتے ہین وہ اپنے حیوانات کے واسطے دانہ
لیجاتے ہین تاکہ وہ انکی چھوٹی چھوٹی چراگاہون کا محتاج نہ ہونا پڑے اچھا

پانی نہ ملنا یہہ سب سے زیادہ بڑی روک ہے لیکن ذرہ محنت اور توجہ
سے دور ہوسکتی ہے ؀

۱۳۳- غرض اس سڑک جدید کے جاری کرنیکو اول تو ہر ایک منزل پر
سرا و پڑاو معہ ذخیرہ خانہ اناج کے تعمیر کرانی چاہئیں اور کوئے کھودنے یا
تالاب پانی کے لئی بنوانے چاہئین جسکی لاگت چند کئی سو روپیہ سے
زیادہ نہوگی ؀

۱۳۴- اس سڑک کے واسطے خاص کر اُسکی اس حالت مین ہم نے
معلوم کیا کہ اونٹونکا استعمال کرنا نہایت مناسب ہے چنانچہ جب ہم یارقند
مین داخل ہوتے تھے اُسوقت ۱۵ اونٹ ہمکو مال تجارت سے خوب کھچا کھچ
لدے ہوئے ملے جب ہم نے کوہ چینگ لینگ لا کو واپس آتے ہوئے
طے کیا تو لیہہ سے چند منزل کے فاصلہ پر یہہ اونٹ ہمکو پھر ملے جو اوسقدر
بھاری بوجھہ کو لئے جاتے تھے اور ویسے ہی تندرست اور بے تھکے
ہوئے معلوم ہوتے تھے جیسے اول دیکھے تھے - اُنکے مالک نے ہمسے
کہا کہ راستہ مین نہ تو کوئی اونٹ بیمار پڑا نہ ازہم را اور جبکہ کوہ لنزی
تھنگ پر برف بکثرت برسی تو گھوڑون کی سڑک پر سے گذرنے کی
راہ نہ رہی مگر یہہ جانور برف مین ہوکر بخیر و عافیت عبور کر آئے ؀

۱۳۵- دو اونٹ جو داد خواہ نے میری نظر کئے تھے واپسی کے وقت
میرے ہمراہ آئے کوہ کراکاش بلند کے اوپر ہمکو برف کے بڑے بڑے
میدانون مین ہوکر گذرنا پڑا تھا اور بعض جگہ برف بڑی مضر تھی جسپر ہمارے
ٹٹو بڑی مشکل سے گئے مگر ان ناہموار مقامون مین اور نیز پتھریلی درون مین
جنکا ابھی ذکر ہوا ہے اونٹ بغیر کسی وقت کے سفر کرسکتے تھے اس تجربہ سے

یارقندی سوداگران مقیم لیہہ کے دل مین یقین ہوگیا کہ اس سفر کے واسطے اونٹ سب سے عمدہ جانور باربرداری کے ہین ٭

۱۳۶- چونکہ ڈاکٹر کیلی صاحب کمشنر نے جو خاص اس سرحد کی تجارت کی نگرانی کے واسطے مقرر ہوئے ہین بجبرداری تمام ان سڑکون کو دیکھا بھالا ہے اسلئے مین اونکی بھلائی برائی کی بحث نکرونگا لیکن جو راستے اس مہم مین دیکھے گئے ہین اونکی کیفیت نیچے لکھدی ہے ٭

۱۳۷- مسٹر ہیورڈ صاحب نے اپنی تحقیقات مین ایک اور راستہ یارقند کا براہ کوہ کوگیار دریافت کیا ہے جسمین چار پانچ دن کے سفر کا بچاؤ ہوتا ہے اس راستہ کو بذات خود دیکھنے کا مجھے موقع نہ ملا لیکن بہت سے تجارونکی زبانی معلوم ہوا کہ کوہ کوگیار کا راستہ بنسبت کوہ سنجو کے اچھا ہے اور آسان ہے اور تجارت کی ترقی ہونے پر حکام کا شغر شاید اس راہ کو جاری کردین - مگر بالفعل اس معاملہ کو صابرانہ لاپرواہی کے ساتھہ دیکھا جاتا ہی اور یہہ جان لینا کافی ہے کہ چینکہ چیمو سے شادولا تک اور وہان سے براہ گذر کلیان یا سنجو کسی سڑک پر قدرتی مشکلات کتنی ہی بڑے قافلے لدے ہوئے حیوانات کے واسطے نہین ہین باستثنا سے انیر گذر متصل یارقند کے جہان صرف خچرین ہی استعمال مین لائی جاسکتی ہین اور اسکے واسطے اقوام کرغز و کھی بخوشی تمام مال کے لانے لیجانے مین فائدہ اٹھانے کو موجود ہین بعض موسم مین چند دریاؤن کو عبور کرنے مین بھی مشکل ہوتی ہے جیسا اس رپورٹ مین اوپر بیان ہوا سو یہہ مشکل بھی ایسے لوگونکو ہوتی ہے جیسی حالت مین کہ ہم تھے کہ باوجود تمام خطرات کے اپنا راستہ طے کرتے چلے جاتے تھے - سوداگر بڑی فرحت سے اور آرام لیتے ہوئے سفر کرتے ہین اور پانی بکثرت ملنے کے وقت کا انتظار کرتے رہتے

اس سٹرک بھی ملک کے تجارونکے واسطے وہ صورت نہین جیسے ملک روم واقع اٹلی کی ... ونکے واسطے ہے - برخلاف اُسکے ہمنے دیکھا کہ تجار بڑے صبر کے ساتھہ دریا کے کنارے پر منتظر رہتے ہین تاوقتیکہ پہاڑونسے پگھل کر برف بالکل دریا کی راہ نکلجاتی ہے اور دریا درجہ بدرجہ پایاب اور قابل عبور کرنے کے ہوجاتے ہین اور اکثر تو بالکل خشک ہوجاتے ہین ؛

۱۳۸ - کچھہ تھوڑا سا حال تجارت مشرقی ترکستان کا یہان بیان کرنا بھی مناسب ہے ؛

۱۳۹ - ۱۸۶۳ء مین جبکہ مسٹر ڈیوس صاحب نے اپنی رپورٹ گورنمنٹ مین پیش کی تھی کل رقم تجارت ترکستان کی براہ لداخ ۲۳۶۰۴ پونڈ یا ۲۳۶۰۴۰ روپیہ تھے - اُسوقت مین چینی اس ملک مین عمل دخل رکھتے تھے اور سب سے بڑی چیز تجارت کی افیون تھی جو اُس ملک کے قصبات مین بکثرت صرف ہوتی تھی اور باوجود شاہی ممانعت ۱۸۳۵ء کے روزبروز اُسکی بھرتی ہندوستان سے ترقی پر تھی - بکرونکا چمڑہ سرخ رنگا ہوا نورپور سے لیہہ کو جاتا تھا جہان اُسکی بوٹ بنتے تھے اور ماسوائے اسکے دوسرے جانوران کے چمڑے اور کپڑا مصالحہ اور دوا وغیرہ بکثرت بھرتی کرکے تجار لیجاتے تھے تیل اور زعفران اعلےٰ درجہ کی تجارتی اشیا تھی چونکہ رقم تجارت کی بہت کم تھی ملک یارقند سے چینیونکے بیدخل ہوجانے سے گھٹ کر ایک لاکھہ روپیہ یا دس ہزار پونڈ رہ گئے اور افیون کی خواہش بھی اسی باعث کم ہوگئی - مہاراجہ صاحب بہادر کشمیر کے اہلکارون کی رشوت ستانی اور ظلم کا یہہ حال تھا کہ مارے خوف کے چند ہی تجار اس راہ مال لیجانے کی دلیری کرتے تھے جب گورنمنٹ برطانیہ کی اسطرف توجہ ہوئی تو تمام ناجایز محصول اور رشوت اور ظلم وستم اہلکاران کشمیر کے مسدود ہونی کا حکم جاری ہوگیا اور ایک انگریزی افسر ہر موسم

سر ما مین بمقام لیہہ تجارت کی نگرانی اور پرورش کے واسطے متعین ہوگیا اوران نیک تجویزونکا نتیجہ مندرجہ ذیل رقومات سے ظاہر ہوتا ہے

تجارت یہہ تھی

	روپیہ		پونڈ
سنہ ۱۸۶۷ء مین —	۵۴۹۴۵	=	۵۴۹۴ ۵
سنہ ۱۸۶۸ء مین —	۱۰۳۸۴۰۱	=	۱۰۳۸۴۰
سنہ ۱۸۶۹ء مین —	۱۲۹۱۵۸۰۷	=	۱۲۹۱۵۸

۱۴۰ — اس سال یعنے سنہ ۱۸۷۰ء کے شروع مین مہاراجہ صاحب بہادر کشمیر نے بموجب عہدنامہ کے تمام مال تجارت مابین ترکستان و ہندوستان کا محصول موقوف کردیا اور گورنمنٹ برطانیہ نے بھی تمام سمندری اشیا کا محصول جو براہ کشمیر ہندوستان سے ترکستان کو جاوے معاف کردیا پس ہم اب امید کرتے ہین کہ تجارت روز بروز ترقی پاویگی ٭

۱۴۱ — اس سال اتالیق غازی کی مملکت مین داخل ہونے پر ہم یہہ خبر سنکر نہایت خوش ہوئے کہ تجارونکو ۲۳۰۰ گھوڑے محمولہ مال تجارت ہندوستان مین لیجانیکے واسطے پاس دئیے گئے تھے — مال تجارت کی قیمت وہی خیال کرکے جو سالہاے گذشتہ مین تھی یہہ بیان ثابت کرتا ہے کہ سنہ ۱۸۶۶ء مین ایک لاکھہ روپیہ یا دس ہزار پونڈ کی تجارت تھی اور اب ۱۳ لاکھہ روپئے یا تیرہ ہزار پونڈ تک ترقی پاگئی — ایک اور ترقی تجارت کی علامت یہہ تھی کہ جملہ تجار ہندوستان کے جنکو ہم راستہ مین ملے اپنے تجارتی محنت کا نتیجہ اچھا بتاتے اور خوش تھے — یہہ لوگ سالہاے گذشتہ مین عموماً اپنے نفع کی نسبت شبہہ ظاہر کیا کرتے تھے اور اکثر نقصان اٹھایا کرتی تھی

مگر اس سال مین سب نے نفع کثیر حاصل کرنا ظاہر کیا اور بڑی خوشی کی یہہ بات تھی کہ یہہ تجار دادخواہ وزیر یارقند کی مہربانی اور سلوک کے بڑے ممنون و مشکور پائے گئے ٭

۱۴۲ - سچ یہہ ہے کہ کاشغر یارقند ختن اور جملہ شہر و قصبات شرقی ترکستان کے بڑے گنجان و آباد ہین مگر اپنا کوئی کارخانہ نہین رکھتے اور سوائے خوراک تمام ضروری اشیا کے لئے بالکل ممالک غیر کی آمد پر بھروسہ رکھتے ہین - روئی کم پیدا ہوتی ہے مگر عمدہ قسم کی اور چند عولی قسم کے پارچہ بھی بنے جاتے ہین وہانکے لوگونکو لباس ہر قسم کے بڑی خواہش ہے اسکا سرانجام سراسر از منفعت ہے اسکے لئے وہانکے باشندے کاروانونکا انتظار کیا کرتے ہین جو سالیانہ توقند اور بدخشان اور اسکے بعد ہندوستان سے پہنچکر وہانکے بازار دنکو رونق دیتے ہین -

۱۴۳ - سابقہ تجارت چینیونکے ساتھ اب بالکل بند ہے پس چاہ جو ان اشیائے کی وجود کے لئے مثل خوراک کے ضروری ہے براہ راست چین سے اُنکو حاصل نہین ہوسکتی دی لوگ صرف سبز چاہ استعمال مین لاتے ہین اور یہہ ترکستان مین کئی رستونسے پہونچتی ہے کچھہ تو بمبئی اور کلکتہ سے براہ افغانستان بخارا و توقند جاتی ہے کچھہ بری چکر کھاکر خطا اور سائبیریا اور وہانسے جنوبی طرف سیمپالاٹنسک اور نیز اربٹ سے یارقند مین پہونچتی ہے اور پہر کوہ تیرک کو عبور کرکے کاشغر مین جاتی ہے تہوڑی چاہ کوہ ہمالیہ کو عبور کرکے اس راہ سے جو ہمنے اختیار کی بیوپاری لیجاتے ہین - یارقندیون نے اپنے تئین چاہ کا بڑا پہچاننے والا ظاہر کیا اور کسی سبب سے یہہ دستور ہے کہ چینے سبز عمدہ چاہ کے سوائے تمام دوسری قسم کی چاہ یہہ لوگ ناپسند کرتے ہین اگرچہ مینے دیکھا کہ سبز چاہ جو کانگڑہ

کی گھاٹی مین پیدا ہوتی ہے اور اُس ملک مین چینی چاء کے نام سے جاتی ہو اُسکو تمام بڑے بڑے پینے والے بتاتے ہین کہ یہہ چاء بڑی مزہ دار ہے اور کوہ ہمالیہ کی پیدائش اسکی برابری نہین کرسکتی +

۱۴۴- ٹھیک اُسوقت مین جبکہ ہم یارقند مین تھے چاء بڑی سستی ہوگئی تھی بسبب اسکے کہ بہت سی چاء بھرتی ہوکر وہان اوسیوقت پہونچی تھی وہ ذخیرہ چاء کا جو مقام اور شہر ہی کے ذخیرہ خانون مین موجود تھا آگے مغربی طرف چلا گیا تھا اور ہر طرف سے اُس سمت کو بکثرت چاء بھرتی ہوگئی تھی برک قسم کی چاء کو اس ملک کے لوگ چھوتے بھی نہین مگر مینے سنا کہ ایک عجیب قسم کی چاء وہان فروخت ہوتی ہے اور یارقند مین بڑی خوشگوار شمار کیجاتی ہے یہہ چاء ایک پرانے شہر کے کھنڈرات مین سے کھودی جاتی ہے وہ شہر ختن کے شرقی طرف ۲ دن کی راہ پر ہے جو بہت سال گذرے کہ دشت عظیم گوبی نام کی خاک نے اوڑکر اوسکو دبا لیا اور غارت کردیا تھا +

۱۴۵- شکر چھوٹے چھوٹے سفید سفید ٹکڑون کی صورت مین اور مصری چوبی بکسون مین بھری ہوئی جنکے اوپر روسی الفاظ لکھے ہوتے ہین اور نبرک سے یارقند مین آتی ہے- ہندوستانی شکر جبکہ بھرتی ہوکر جاتی ہے دست بدست فوراً نفع کے ساتھہ بکجاتی ہے روسی بانبات قسم کی شیرینیان مع اوس زبان کے نقوش کے اکثر یارقندی دسترخوانون پر دیکھنے مین آتی ہین +

۱۴۶- ہر قسم اور رنگ کی چھینٹون اور لٹھہ اور نبات اور پوستین اور دیگر قسم کے چمڑے کی بڑی خواہش رہتی ہے- نفع اس قسم کی تجارت سے کثیر اور مختلف سالون مین مختلف ہوتا ہے اس سال روسی کاروان

کاشغر تک نہ آسکے اسلئے ہندوستان سے پہنچے ہوئے مال کی اچھی قیمت اوٹھتی ہے

۱۴۷- ہر قسم اسلحے کی اور سامان جنگ و جدل کی بڑی آرزو کے ساتھہ جستجو رہتی ہے انگریزی کارخانہ کے مال کو زیادہ ترجیح ہے - لیکن بندوقون کی خریداری گورنمنٹ یارقند نے اپنے اختیار مین رکھی ہے تمام اشخاص کی بغیر اجازت دادخواہ کے خرید نہین سکتی ہین اس افسر نے مجھے کہا کہ روسی جو ٹوپیان بندوقونکی سرانجام کرتے ہین وہ ادنے قسم کے ہوتے ہین اور ہمیشہ آگ دینے مین چوک جاتے ہین اور انگریزی تمام بڑے اچھے ہوتے ہین - مرزا شادی جو کاریگر اس سامان کے ہندوستان اور کلکتہ سے اپنے ساتھہ لے گیا تھا دادخواہ نے اسکو ٹوپیان بنانے مین مصروف کردیا اور چند ٹوپیان اوسکی بنائی ہوئین ہمکو بھی دکھلائین مگر اسنے معلوم کیا کہ اوڑانے والی بارود وہان تیار نہین سکتی تھی ‌‌‌‌‌‌ ؀

۱۴۸- یارقند سے ہندوستان کو تین یا چار چیز زیادہ بھرتی ہوتی ہین سب سے زیادہ پر منفعت چیز اس سال مین چرس تھا جسکو انگریز بنگ بولتے ہین یہہ نشہ وہ ایک بڑے باریک قسم کے سن سے نکالی جاتی ہے جو یارقند مین ہر ایک کھیت کی مینڈون پر اوگتا ہے اور جبکہ ہندوستان کو بھیجا جاتا ہے تو اسپر پچاس سے لیکر ۲۰۰ روپیہ فیصدی تک کا نفع ہوتا ہے

۱۴۹- ریشم مقامات گوما اور ختن مین پیدا ہوتا ہے اور ہندوستان کو بھرتی ہوکر آتا ہے لیکن ککون سے (گھر ریشم کے کیڑے کا) ہی ریشم جدا کرنے کی تدبیر ٹھیک نہین اور تار اسپر سے بخوبی تمام اور کافی جدا نہین کی جاتے اسی سبب اوسکی صورت ناقص اور موٹی ہوتی ہے جس سے ہندوستان کے بازارون مین اوسکی قیمت بالکل خراب ہوجاتی ہے ؀

۱۵۰- پشم بہت عمدہ قسم کی اوش اور ترفان سے لاتے ہین اور اکثر کشمیر مین بھرتی ہوکرآتی ہے لیکن اس سال اُس سرحد پر لڑائی ہونیکے باعث اکسو اور ترفان کے ملک کی تجارت مین خلل ہوگیا اور وہانکی پشم کشمیر مین ذرہ بھی نہین آئی تاہم اس سال مین اُس پشم کے نہ آنے سے سوداگر نقصان عظیم سے بچ گئے کیونکہ یورپ مین لڑائی پیدا ہوجانے سے کشمیری شال کے کارخانہ بہت سے بند پڑے ہین اور اسی سبب کشمیر مین اس پشم کی خواہش نہین ❊

۱۵۱- باقی بھرتی یارقند کی کچا سونا اور شطرنجیان جازم قالین گوشت وغیرہ ہین مینے اس رپورٹ کے ایک ضمیمہ مین قیمت کی فہرست اور باربرداری کا خرچ بھی لکھدیا ہے ❊

۱۵۲- تجارت کے معاملہ مین مین عموماً کہہ سکتا ہون کہ شرقی ترکستان ہمسے اور دیگر شائستہ ممالک سے ہر ایک چیز تجارت کی خواہان ہے اور سوائے چند چیزونکے جو مین نے ابھی شمار کی ہین کوئی چیز عوض مین نہین دے سکتے۔ اسلئے وہانکے سوداگرون کو ہماری زیادہ غرض ہے اور ہماری سوداگرونکو نہین۔ یہہ امر مدنظر کرکے ہمارا مطلب یہہ رہا ہے کہ ہمارے اُنکے بابین راستہ مین جتنی مشکلات سد راہ ہین وہ سب دور ہوجاوین تاکہ وہ ہمارے پاس آزادانہ اور اکثر آوین۔ اسی غرض سے پالم پور مین ایک میلہ مقرر کیا گیا جو کانگڑہ کی علاقہ پیدائش چاہ کے عین وسط مین ہوتا ہے اور اُسسے وہی مطلب بخوبی نکلتا ہے آیندہ جون جون یارقندی سوداگرون کو ہندستان کے بازارونکی چاٹ پڑجائیگی اور یہانکے انگریزی افسرونکو وہ دوستانہ راہ رسم بڑہانے اور اودہر کی تجارت کی ترقی کرنے پر مستعد دیکھکر جب ہل مل جائینگی تو اونکے میلہ مین

بلانے کی کچھ ایسی ضرورت نہ ہیگی اگرچہ اُس میلہ کا جاری رہنا بہرصورت نہایت ضروری ہے

۱۵۳ - مفصل کیفیت ملک مشرقی ترکستان اور چینی تاتار کے واسطے جسے ڈنگیریا بھی کہتے ہین مین ویلیمز صاحب کی تصنیف کی ہوئی کتاب مڈل کنگڈم نام کا حوالہ دیتا ہون اور نیز اون کاغذات کا جو مسٹر ولی صاحب اور مسٹر آرمچل صاحب نے تحریر کیے ہین مگر ایک مختصر بیان ملک کا اور نیز تاریخ کا اسجگہ بیان کرنا بھی فایدہ سے خالی نہین ہے ؁

۱۵۴ - کل قطعہ ملک مابین خطوط ۷۳، و ۹۵ درجہ طول مشرقی اور ۵ ۴ و ۳۶ درجہ عرض شمالی کے جواب کم و بیش یعقوب بیگ کے زیر فرمان ہو گیا ہے مشرقی ترکستان کہلاتا ہے اور اُسمین تین علیحدہ صوبہ ہین جو چینیون کی عملداری کے زمانہ مین جدا جدا ریاست کے طور پر تھے ؁

۱۵۵ - اول صوبہ جسمین اضلاع کہامل وا اور مظہری شامل ہین اور چینی ضلع تھا جو جسکا مغربی انجام ہے اور بلحاظ اُسکے ملکی و جنگی محکمات کے مغربی طرف قسمت کنسوہ اور شمالی و مغربی صوبہ متعلقہ چین خاص تک پہیلتا ہے ؁

۱۵۶ - دوسرا صوبہ جسکا الاتی یا کلجا جسے چینی ہوئیان بولتے ہین دارالسلطنت ہے بڑا وسیع صوبہ ہے مغربی طرف سرحد کنسوہ سے جہیل بالکش تک پہیلتا ہی اور جنوبی طرف ایک سلسلہ پہاڑ سے محدود ہے جسے مونگل لوگ سلسلہ کوہ تنگری بولتے ہین اور چینیون مین وہ ٹیان شان کے نام سے مشہور و معروف ہے اس ملک کو پائی لو بھی کہتے ہین جسکے معنی ہین شمالی راہ یعنی ان پہاڑونکے شمالی طرف - اس ملک پر ایک جنگی حاکم بڑے اعلے درجہ کا حکمران ہوتا تہا جسکی حکومت شمالی طرف بیرونی صوبجات تاربا گاتائی و کورنج الیا سوتائی اور کیدو تک اور جنوبی طرف نان لو کے شہرون تک پہیلتے تہے صوبہ

نان لو خود مشرقی ترکستان یا کاشغریا کہلاتا ہے اور تیسرا صوبہ ہے یہہ قطعہ یعقوب بیگ کی بنائی ہوئی سلطنت کا وسط ہے جو اُسنے چینیون کی حکومت غارت ہونے پر بنائی تھی اور جسکا کچھہ تھوڑا سا ذکر کیا جاتا ہے ۞

۱۵۷ - مشرقی ترکستان خاص سلسلۂ کوہ ہاے تیان شان و کیون لیون و شمالی سلسلۂ کوہ کراکاش کے درمیان مین واقع ہے مغربی حد اُسکی نشیب ہاے پامیر اور سلسلۂ کوہ بلورتاغ اور الائی ہین اور مشرق مین دشت گوبی سے محدود ہے ۞

۱۵۸ - کل رقبہ اس قطعۂ زمین کا ۰۰ ہزار مربع میل شمار کیا گیا ہے ویران اور بنجر زمین زیادہ ہے مزرعہ زمین خاص کر شمالی اور مغربی نشیبون مین اور دریاے تارم کے نالونکے کنارہ کنارہ واقع ہے ۞

۱۵۹ طول شمالاً و جنوباً ۷۵۰ میل و مشرق سے مغرب تک عرض ۴۰۰ میل تخمیناً شمار کیا گیا ہے ۞

شرح - ولیمز صاحب اس کل قطعہ کو قریب ۲۵۰ میل شرقاً و جنوباً لکھتے ہین اور ۳۰۰ سے ۵۰۰ میل تک مختلف جگہہ چوڑا ہے ۞

۱۶۰ جو بلندیان روسی جغرافیہ دانون نے لکھی ہین اگر وہ اُسی پیمانہ سے جسے ہم استعمال مین لاتے ہین پیمایش کی گئی ہین تو کاشغریا کے شمال اور مغرب کی طرف پہاڑ اور چوٹیان سلسلۂ کوہ ہاے کراکورم و کیون لیون سے نہایت نیچی ہین

۱۶۱ ——— بلندیان مندرجۂ ذیل ہین

کوہ تنگری تہان کی چوٹی ——— ۲۱ ہزار فٹ

سلسلۂ کوہ تنگری تہان ——— ۱۷ ہزار فٹ

اسک کل کے گرد نواح کی بلندیان ——— ۱۵ ہزار فٹ

اوسط بلندی سلسلہ کوہ ٹیان شان مین اسک گل کے نزدیک — ۱۲ ہزار فٹ

۱۶۲- کوہ ٹیان شان کی گذرگاہ چاتر کیول وسینکل نام جہیلو تک پاس دس ہزار سے ساڑھے گیارہ ہزار فٹ تک بلند ہین صرف مزارت نام گذرگاہ ۱۱/۱۲ ہزار فٹ ہے ❊

۱۶۳- لداخ کی سڑک کی گذرگاہ زوجی لا نام گذرگاہ واقع کشمیر کے ۱۱ ہزار فٹ بلندی سے ۱۸ ہزار فٹ تک اندر اور باہر جلینیک چموگھائی مین ہین ❊

۱۶۴- کاشغریا مین بڑے بڑے شہر کاشغر دارالسلطنت وینگی حصار و یارقند و کرغالب وگوما وایلچی اور چہہ اور شہر ہین جنسے صوبہ ختن بنتا ہے اور اکسو بائی سائرام اوشں ترفان کراشہر کچا بھی اُسی صوبہ مین واقع ہین ❊

۱۶۵- دریا، کاشغر یارقند تسناف سنجو آرپالک اور کراکاش ہین جو بعد ملجانے کے تارم نام سے بولے جاتے ہین —

کہتے ہین کہ تارم دریا جھیل لوب یا لوکنور مین ہوکر بہتا ہے لیکن عام راے جن لوگون سے مینے پوچھا ظاہر ہوئی کہ وہ ایک دشت عظیم مین بہتا چلا جاتا ہے اور اسمین غائب ہو جاتا ہے ❊

۱۶۶- کاشغر سے قوقند تک ۴۰۰ میل کا فاصلہ بتاتے ہین روسیون کی چوکی دریاء نارین پر کاشغر سے ۱۳۴ میل یا آٹھہ دن کے سفر سے زیادہ نہین ❊

۱۶۷- مینے کچھہ ایسی بھی تحقیقات کی ہے جس سے مارکو پولو صاحب کے سفرنامہ کے چند فقرات کی تائید ہوتی ہے صاحب موصوف بعد ذکر شہر ختن کے پینی نام صوبہ کا بیان کرتے ہین جو شمال و مشرقی طرف پانچ منزل پر واقع تھا اور اُسمین بہت سے شہر اور سنگین حصار تھے جنمین سب سے بڑا پینی تھا

اُسی سمت مین آگے بڑھکر مار کوپولو صاحب کہتے ہین کہ صوبہ چارچان ہے
جو زمانہ قدیم مین سرسبز اور زرخیز تھا لیکن تاتاریون نے اُسے ویران اور
برباد کردیا اس صوبہ کا دارالسلطنت بھی چارچان نام شہر تھا دریا اس ملک
مین بڑے بڑے روان ہین اور اُنمین مریع اور رنگ برنگ کے پتھر
جواہرات کی قسم سے بافراط ہوتے ہین جو فروخت کے لئے ملک کیتھی کو جاتے
ہین اور اسقدر کثرت ان پتھرون کی ان دریاؤن مین ہے کہ گویا اعلی درجہ
کی چیز تجارت کی ہے ؂

۱۶۸- نہ تو ان صوبونکا ہمارے نقشون مین نشان ہے نہ ابھی تک
کسی نے قصد کیا ہے کہ انکے شہرونکے نام مقرر کرکے اور ٹھیک جگہ پر نقشون مین
درج کرین- اس معاملہ مین صوبہ پیئین کی نسبت ڈی این ول صاحب نے
کچھہ کوشش کی ہے جو روسی بتاتے ہین کہ ، درجے طول مین ختن سے
واقع ہے پیئین کا نام پوام اور پوان بھی لکھا گیا ہے اور اس تھوڑی سی
اطلاع حاصل کرنے سے پیچھے ان مقامات کے ٹھیک جگہ قایم کرنے کی امداد
پہونچ گئی جیسا کہ مین آگے لکھونگا ؂

چارچان کا نام خیال کرتے ہین کہ شاچان سے مطابق ہے اور ڈی گاینز
صاحب تو کرتے ہین کہ ایک ضلع چن چن نام حامی کی جنوبی طرف جہیل لوپ
کے نزدیک واقع ہے ؂

۱۶۹- مین نے ان صوبجات کی نسبت بہت تحقیقات کی اور عرصہ دراز
تک کامیاب نہوا مگر آخر ایک روز میری ایک ہوشیار تاجک کے افسر سے ملاقات
ہوئی جو پیشتر سوداگر تھا اور تھوڑے سے ہی عرصہ سے اتالیق کی خدمت مین داخل
ہوا- یہہ شخص اکثر شہر ماسکو اور بہت شہرون وسط ایشیا مین چند رسال

تک سفر کرتا رہا اور اگر مین اُسکو بڑا جغرافیہ دان وسط ایشیا کا کہون تو بجا ہے
مین نے اُس سے کانہائی طلا و جواہرات کی نسبت دریافت کیا جنکو کہتے ہین
کہ ختن کے نزدیک موجود ہین اُسنے کہا کہ یہہ چیزین اصل مین مقام چارچاند
سے آتی ہین جو ایک بڑا شہر اُس سلسلہ کوہ کے دامن مین واقع ہے کہ ختن
سے چین تک برابر پھیلا ہوا ہے مقام چارچاند ختن سے ۴۰ دن کے رستہ
پر واقع ہے اور سڑک اُسکی دامن کوہ مین کو جاتی ہے اور بارہ بڑی بڑی
ندیان عبور کرنی پڑتی ہین جو سب ملکر ایک دریاء ذخار بنجاتی ہین اور یہہ دریا
جھیل لوپ مین کو چلا جاتا ہے شہر چارچاند مین تاتاری مسلمان بستے ہین
وہان کارخانے بھی جاری ہین اور چین والونسے تجارت بکثرت ہوتی ہے۔
ختن سے چین کی سڑک اس شہر کے درمیان ہوکر گذرتی ہے۔ اُس تاریخ
کے لحاظ سے جو شخص مذکور نے مجھے بتائی مین جانتا ہون کہ چارچاند شاید
کہین ۹۷ درجہ طول شرقی اور ۳۶ درجے عرض شمالی پر واقع ہوگا اُس شخص
کے بیان بارہ دریاؤن اور سبزہ وارنشیبونسے جن پر سڑک گذرتی ہے ظاہر
ہے کہ بلند سلسلۂ کوہ کیون لیون کا ختن مین ختم ہونے کی بجائے جیسا کہ بعضے
ہمارے جغرافیہ دان کہتے ہین اس تمام سڑک کے کنارہ کنارہ پھیلا ہوا ہے
یہانتک کہ چینی پہاڑون سے جا ملتا ہے۔ میرا تاجک دوست فارسی زبان
بڑے زور کے ساتھہ بولتا تھا جو اندجان کی بولی کا دستور ہے حرف اُسکے
اُسکی زبان سے اَو کی صدا کی مانند نکلتا تھا۔ اُسنے مجھسے کہا کہ یہہ بارہ دریا نشیب وار
یعنے پائین ملک مین ہوکر گذرتے ہین اور اس سے مجھے مارکوپولو صاحب کے
صوبہ پائین کے وجہ تسمیہ کا اشارہ ملا۔ کرنیل گارڈنر صاحب جنسے مین سرینگر
مین ملا تھا اور جو حالاک وسط ایشیا سے کمال واقف کار ہین اور پچاس برس گذرے

او ر میں پامیر کا قریہ قریہ دیکھہ آئے ہین اُنھون نے بولر تاک کی نسبت کہ جسپر جغرافیہ دانونکی بڑی بحث رہی ہے یہہ وجہ تسمیہ بیان کئے کہ لفظ بولر اصل میں بالا ہے جسکے معنی بلند کے ہین چنانچہ میرا دوست تاجک دوست بھی اپنی بولی مین لفظ بالا کو بولر بولتا تھا اور اس سے مین یقین کرتا ہون کہ مارکو پولو صاحب نے جو تاک بولر اور صوبہ پامین لکھا ہے وہ درحقیقت بالا اور پامین تاک کا ترجمہ ہے ؀

۱۷۱ - تاجک مذکور نے کہا کہ اس پامین صوبہ میں زمانہ قدیم مین بڑی بڑی شہر آباد تھے جو ریت مین دبکر غارت ہوگئی مسٹر جانسن صاحب بھی اپنی رپورٹ سفر تاک ختن میں یہی بیان کرتے ہین اور اور بہت سے شخصون کی زبانی سُنا کہ ایک بڑا شہر جسکا مکان نام اُسی نام کے دشت مین واقع تھا جو تھوڑا عرصہ ہوا اب ظاہر ہوگیا ہے غالبًا کھودنے سے بلکہ زیادہ تر اِس سبب سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس شہر پر سے ریت اوڑ گیا اور اُسکے کھنڈرات دکھلائی دینے لگے ؀

۱۷۲ - دشت عظیم گوبی نام مین جو لوگ جانے کی دلیری کرتے ہین اُنکی نسبت تاجک مذکور نے یہہ ذکر کیا کہ اُنکو طرح طرحکی عجیب و غریب آوازین سنائی دیتی ہین اور اس دشت مین بہت سے بھوت پلیت بستے ہین جو مسافرونکو ستاتے ہین اور ایسا ہی حال وہانکا ۶۰۰ سال گذرے کہ مارکو پولو صاحب نے لکھا ہے ؀

۱۷۳ - نسطورین عیسائیونکا یہان نام و نشان بھی نہین ملتا اور انہون نے جو عمارتین بنائی تھین وہ سب مدت سے غارت ہوگئین اور نہ لوگونکی چال چلن اور وضع قطع مین کوئی علامت اُس صادق ایمان کی پائی جاتی

ہے وہ سب لوگ محمار کے قایل اور اُنکو ہی مانتے ہین

۱۷۳- شہر یارقند کی زمین کی نسبت طرح طرح کے مختلف راے ہین کرنیل یول صاحب اپنے کیتھی نام کتاب مین قریب چہ جا سکے جدی مقام پر اُسکی جگہ قایم کرتے ہین جو ہا ہین ۶۰ درجہ ۳ دقیقہ طول شرقی کے ہین جنسے مشنری سروے یعنے زمین پیمایش کنندہ اُسکو ۷۷ درجہ ۴۳ دقیقہ پر قایم کرتے ہین اور مسٹر شا صاحب جنہون نے بنظر غور ہمارے تمام سفر مین اس امر پر لحاظ رکھا یارقند کی جگہ ۷۶ درجہ پر بتاتے ہین ؂

۱۷۴- اسیطرح آبادی اور وسعت یارقند کی نسبت مختلف روایتین مشہور ہین ایٹکنسن صاحب بیان کرتے ہین کہ اُسمین قریب ۴۰ ہزار کے مکان اور شاید ایک لاکھ باشندے ہین بحیل صاحب کہتے ہین کہ یارقند مین ۳۲ ہزار مکان ہین شہر کے گرد ایک فصیل ہے ۸ فادم یعنے ۴۸ فٹ یا ۱۶ گز بلند اور ۷ میل اُسکا محیط ہے شہر کے چار دروازے ہین ؂

۱۷۵- ولیمز صاحب کا قول ہے کہ سنگی عمارت شہر پناہ کا محیط تین میل ہے اور آبادی بیشک وشبہ ۲ لاکھ آدمی سے زیادہ ہے اور مین یقین کرتا ہون کہ اور مورخ ایک لاکھ بیس ہزار باشندے لکھتے ہین مسٹر ڈیوس صاحب ظاہر کرتے ہین کہ یارقند مین غالبًا پچاس ہزار آدمی سے زیادہ آبادی ہے اُسکے گرد پانچ دروازے ہین اور شہر پناہ مٹی کی ہے جسکے اُوپر شاید ایک گاڑی چل سکتی ہے اور اُسکے گرد خندق نہین ؂

۱۷۶- ہرچند ایک بڑے ہوشیار وتجربہ کار نے میرے کہنے پر شہر کا ایک خاکا اوتارا جسکی ایک نقل تتمہ مین درج کی گئی ہے اُسنے شہر پناہ کے

باہر قدمون سے ناپنا شروع کیا اور معلوم کیا کہ محیط شہر کا کل ۹۱۰۰ قدم ہے
اس سے ایک میل مربع سے کسیقدر زیادہ رقبہ شمار ہوتا ہے شہر کے اندر
شہر پناہ کے متصل باغات ہین جو مکانات سے متعلق ہین اور جن قطعات
شہر کی ہمنے سیر کی وہان دیکھا کہ مکانات کی دیوارونکے آثار موٹے موٹے
ہین اور صحن کے واسطے بہت جگہ لیگئی ہے پس اس سے صاف ظاہر ہے
کہ سواے بڑی بازارون کے اور سب جگہ آبادی گنجان نہین ہندوستان
کے ایسے شہرونسے مقابلہ کرنے پر مین جانتا ہون جو کچھ آبادی عموماً
شہر یارقند کی مشہور ہے اُس سے بہت کم ہوگی بازارونمین گرد نواح
کے دیہات کی خلقت کا بڑا ہجوم رہتا ہے جو رات کو اپنے اپنی گھر چلے جاتے
ہین شاید ان لوگون سے ہی آبادی زیادہ معلوم ہوئی ہوگی ایک کشمیری
اکسکال نام نے یہہ تفریق آبادی شہر کی بیان کی

بدخشان کے باشندے	۲۰۰۰
بلتستان کے لوگ	۲۰۰۰
کشمیری	۱۰۰۰
اندجانی اور قوقندی	۳۰۰۰
تنگانی	۵۰۰
یارقندی	۵۰۰۰۰

ان یارقندیون مین سے قریب پانچہزار کے سوداگر ہین اور اسیقدر فقیر
اور محتاج و درویش وغیرہ ہین اور باقی خواہ تو اپنے ورثہ کی زمین کی کاشت
کرنیوالے ہین یا اورونسے کرایہ پر لیکر زراعت کرتے ہین
۱۷۷ | میری راے مین اس تفریق سے تخمیناً کل آبادی ۴۰ ہزار آدمی کی ہوگی

اور یہہ حساب شاید کل ملک کی آبادی دریافت کرنے مین ہماری مدد دیگی
۔ اُسی حکام مختلف تخمینہ آبادی کل ملک ۳۰ لاکہہ سے ۳ کروڑ [illegible] ۳ کروڑ
تک کرتے ہین — ویلیم صاحب صرف بڑے بڑے شہرونکی آبادی بیان
کرتے ہین اب اکثر ملک مشرقی ترکستان ویران ہے زراعت اور آبادی
صرف دریاؤنکے کنارے ہے — اب یارقند جو سب سے بڑا شہر ہے
۶۰ ہزار آدمی کی آبادی کا فرض کرکے شاید ہم یہہ معلوم کرسکتے ہین کہ ایم دالکہہ ریف
صاحب نے کل ملک کی آبادی کو ۸۰۰۰۰ ۵ شمار کرنے مین بہت غلطی نہین کہائی

۱۷۸ — سنگی ہماری شہرپناہ اور ۱۰ گز بلند جسکے اوپر گاڑی چل سکے یہہ بیانات
یارقند کا راست نہین یارقند مین پتہر بالکل نہین تمام مکانات دہوپ مین خشک
کیے ہوئے اینٹونکے بنے ہوئے ہین یہہ اینٹین نہایت سخت اور مضبوط ہوتی ہین
شہرپناہ مٹی کی ہے قریب ۱۹ فٹ بلند اور کنگرے اور مورچے اُسمین نکالے
ہوئے ہین شہر کے دروازے پانچ ہین ینگی شہر کا قلعہ ۶۰۰ قدم یارقند سے
ہے اور مربع بنا ہوا ہے ہرایک طرف اُسکے ایک ہزار قدم طویل ہے شہر یارقند
کو اسکا صرف ایک دروازہ جانیکے واسطے ہے ۔

۱۷۹ ۔ یارقند مین ۱۲۰ محلے ہین منجملہ جنکے کشمیری محلہ کہتے ہین کہ سب سے
بڑا ہے ہرایک محلہ مین ایک ایک مدرسہ ہے جہان سواے قران کے اور کچھہ
بہت کم پڑہایا جاتا ہے ۔ ۶ کالج شہر مین لوگ بتاتے ہین مگر میری دانست مین
اسمین بڑا مبالغہ ہے اُس شخص تاجک نے مجھے کہا کہ وہان صرف تین
چار کالج ہین جہان ذرہ اعلے درجہ کی تعلیم دی جاتی ہے جسوقت ہم بازار مین ہوکر
گذرے دو کالج ہم نے بہی دیکہے گلی کوچے گاڑی چہکڑے کے نکلنے کو کافی
چوڑے ہوتے ہین اور بازار یہانکے کیرو شہر کے بازارونسے بہت مشابہ ہین

لیکن سوائے اسکے کہ بعض بعض دو کانون اور مکانون پر اوپر ایک چھوٹا سا کمرہ بنا ہوا ہے کوئی مکان دو منزلہ بھی نہین ہوتا اس سے شہر خوبصورت نہین دکھائی دیتا ٭

۱۸۰ - مشرقی ترکستان یا کاشغریا کے لوگ مسلمان ہین اور خاص کر بڑے پکے مسلمان سُنّی فرقہ کے بستے ہین چند چینی لوگ جو قتل عام سے بچ گئے تھے وہ بہ لاچاری اپنی چوٹیان کٹوا کر مسلمان ہو گئے ہین شیعہ مسلمانون سے یہہ لوگ نہایت نفرت کرتے ہین یہانکی مسلمان خصوصاً نژاد ترک ہین اور ترکی زبان کے جگتائی بولی بولتے ہین ہندو سوداگرون کا آنیکی اجازت ہے اسواسطے کرتے ہین کہ وہ بہت دولت اُنکے ملک مین لیجاتے ہین لیکن اُنکو سوار ہوکر اور دستار باندھ کر پھرنے کی اجازت نہین ہوتی چینیونکی عملداری کے زمانہ مین مسلمان خراب عادتونکے عادی ہو گئے اور اتالیق غازی کی سخت محنت اور تدبیرون سے اب اپنے مذہب کی رسمون کو بخیر داری تمام برتنے لگے ہین اُنمین سے بعض ہمارے ہمراہیون کے ساتھہ گفتگو کرتے ہوئے پوشیدہ اپنا افسوس ظاہر کرنے لگے کہ زمانہ سابق مین یہان بڑی عمدہ عملداری تھی جبکہ سور کا پکا ہوا گوشت اور شراب کے آزادانہ مزے چکھتے تھے اور جو دل چاہے جشن اوڑاتے تھے قاضی محمد یعقوب نے جبکہ اتالیق غازی کی سخت حکومت کا ذکر کیا اُسوقت یہہ بھی کہا کہ سفر کرنے مین ایک بڑا فایدہ مجکو یہہ حاصل ہوا کہ ہر قوم و ملت کے لوگون مین محبت پاکر میرے دل سے تعصب بالکل جاتا رہا اور اُسنے خود اقرار کیا کہ میرا چچا اسباب مین بڑے پکّے مسلمانون کے سے خیالات اختیار کرتا جاتا ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے سلطنت کو بخارا کے نمونہ پر بنایا چاہتا ہے جو ہر باب مین مذہب اسلام کی تائید

ہوتی ہے اور اپنی عدالت کے بندوبست اور نیز اپنی راسخ الاعتقادی مذہب کے جتانے کے واسطے تمام دستورات اور طریق بخارا کے پکڑتا جاتا ہے چنانچہ اُسی کے بموجب وہ اب لفظ بدولت کے لقب سے یعنے اتبالمند پکارا جاتا ہے ۔

۱۸۱ ۔ مین اس رپورٹ مین اس ملک کے لوگونکی مفصل کیفیت چال چلن ورواجات کے بیان کرنیکا قصد نہین کرتا کیونکہ اول تو مین اُس ملک مین ایسے تھوڑے روز رہا جس سے چھوٹی چھوٹی تحقیقات قابل یقین کرسکا علاوہ اسکے مسٹر شا صاحب جو مدت تک اس ملک مین سیر کرتے رہے اور اس سبب سے اُنکی تحریرات دلچسپ اور مفید ہین اُنھون نے چند روز ہوئے کہ ایک کتاب اپنے سفر یارقند و کاشغر کی چھاپ کر شایع کی ہے جسمین اُنھون نے ایسی ایسی تحقیقات کر کے بھرے ہین کہ میرے بیان کی حاجت نہین رکھی ۔ اور پہر کاشغریا اور کنہاٹ کے باشندونمین ایسی بڑی مشابہت ہے کہ ایسی باتونکا شوقین سونسرو میری صاحب کے سفرنامہ وسط ایشیاکو دیکھکر بخوبی اپنی مراد کو پہونچ سکتا ہے ؛

۱۸۲ ۔ کاشغریا کی تاریخ بڑے قدیم زمانہ سے شروع ہوتی ہے یعنی اُسوقت سے جبکہ کیاسس نام بادشاہ نے افراسیاب کی دختر کو بیاہ کر صوبۂ ختن جہیز مین لیا تھا اور اپنا دارالخلافت کنگ مین مقرر کیا اور شاید یارقند کا نام بگڑ کر کنگ مشہور ہوا ہے چودھوین صدی مین یہہ صوبہ خوجونکے ہاتھہ آیا جو محمد کی نسل سے ہین اور جو کوہ الاتی کو عبور کر کے بخارا سے آئے سو صدی تک یہہ خوجے اُس ملک پر حکومت کرتے رہے لیکن اُنمین آپسمین تنازعہ پیدا ہو کر فریق مغلوب نے کسی ساعت بدمین چین والون سے کمک کی

درخواست کی اور ۱۸۲۵ء مین کل ملک زیر فرمان شاہنشاہ چین ہو گیا خوجہ خاندان کے بادشاہ پہر توقند کو بہاگ گئے جہان سے وہ ہمیشہ اپنی سلطنت بحال کرنیکا قصد کرتے رہے اور سب سے بڑا فساد جہانگیر کے ماتحت مسلمانون نے ۱۸۲۶ء مین کیا تھا جبکہ افسر مذکور فریباً گرفتار ہو کر پیکن مین بہیجا گیا اور وہان اُسکا سر تن سے جدا کیا گیا - اس فساد کے فرو کرنے مین جو چینیون کو تکلیف اور خرچ سہنا پڑا اس بہانہ سے ۲۰ برس بعد اُنہون نے اس ملک پر ایک عجائب محصول لگایا *

۱۸۳ - ۱۸۶۳ء مین تنگانیون کے باغی ہو جانے کے باعث چینیون کی سلطنت مین ابتری پہیل گئی اور خوجون کو ایک بار پہر عمدہ موقع اپنا ملک بحال کرنے کا ہاتھ آیا لیکن یہہ مشہور ہے کہ اگرچہ یعقوب بیگ توقند سے بزرگ خان سردار نسل خوجہ ہا کے ماتحت ملک کاشغر وغیرہ کو فتح کرنے گیا تھا اور بعد فتح وہ ظاہرا چند سال تک اپنے آقا کی فرمانبرداری کرتا رہا مگر چونکہ بزرگ خان بڑا نالایق تھا اور اپنی برائیون سے اپنی رعایا کی نظر سے گر گیا تھا پس یعقوب بیگ کو اُسکے تخت سے اوتارنے اور ظاہرا اپنے نام سے سلطنت کرنیکا کوئی خوف نہتا - اور نہ اُسکو کوئی روکنے والا تہا اسلئے اُسنے بزرگ خان کو جان سے مارنے کی بجائے ہندوستان میں بہیجدیا کہ تم مکہ مین جاکر حج کرو اور پہر اُسی جگہ رہو - دو سال ہوئے کہ مین اُس سے لیہہ مین ملا تہا لیکن بعد ازان مینے سنا کہ اُسنے ہندوستان مین پہنچکر اپنے ارادہ کو بدل دیا اور کابل اور بخارا کی راہ سے توقند کو چلا گیا *

۱۸۴ - یعقوب بیگ نے تمام چینیونکو قتل اور ملک سے نکال کر اور قریباً اپنی آپکو ختن کا بادشاہ بنا کر فوراً کل ملک کاشغریا مین اپنی حکومت

قایم کرنے مین مصروف ہو گیا اور چند سال مین اپنی سلطنت کے کاروبار
مین بڑا استعد چالاک اور عقلمند ظاہر کیا مسٹر شا صاحب و ہیورڈ صاحب نے
جو چھ مہینے تک کاشغر اور یارقند مین رہے اوسکے انتظام کی قوت اور
خوبی کا بیان کیا ہے اور جہان کہین ہم ملک مین گئے اُسکی نیک سلطنت
کے آثار نمایان تھے تمام اعلے اعلے عہدے سلطنت کے اپنے ہم وطنون
کو دیکر اوسنے لوگونکے شر و فساد کا بھی خوف نہین رہا بموجب قاعدہ حکمرانے
کے اُسکے ماتحت مثل داد خواہ یارقندی و بیک ہای ختن و اکسو وغیرہ
اپنے اپنے صوبہ کے انتظام کے خود جوابدہ ہین اپنی جدی فوج رکھتے
ہین جنکا تمام خرچ اپنے صوبونکی مالگذاری سے منہا کرکے زاید روپیہ کاشغر مین
اتالیق غازی کے پاس بھیجدیتے ہین مارنے اور زندہ رکھنے کا حق صرف
بادشاہ ملک کو حاصل ہے اور اب جو وہ اپنی دارالسلطنت سے غیر حاضر ہے
وہانکا انتظام عالم قلی عرف بیگ بچہ کو سپرد ہے مگر اتالیق کا اول لفٹنٹ
داد خواہ محمد یونس ہے ٭

۱۸۵ - ملک کی آمدنی کا دریافت کرنا مشکل کیونکہ انتظام مذکورۂ بالا کے
بموجب بعد تمام اخراجات وضع کرنے کے صرف بچت کا روپیہ خزانہ شاہی
مین داخل ہوتا ہے چینیونکی عملداری مین کہتے ہین کہ یارقند مین محصولات
پرمٹ کی آمدنی سالیانہ ۴۵۰۰۰ پونڈ یعنے ساڑھے چار لاکھ سے زیادہ
ہوتی تھی اور ماسواے انکے ۳۵۴۰۰ بوری غلہ کی ۵۷۵۶۹ تھان پارچہ
۱۵۰۰۰ پونڈ تانبا علاوہ نقرہ طلا اور رسن وغیرہ کے بطور ٹیکس وصول
کیا جاتا تھا ٭

۱۸۶ - جب یعقوب بیگ نے عنان سلطنت کی اپنے ہاتھ مین لی تمام ٹیکس

سواے مجوزہ قرآن کے موقوف کردئے اور چالیسوان حصہ تمام پیداواریونکا
کسانون سے لیا جاتا ہے اور خاص حالتون مین مثلاً باغ کے میوجات وترکاری
وغیرہ کے لئے ٹنگو مقرر ہین یعنے ایک روپیہ فی طناب - (پیمانہ زمین) شہر
مین تمام مسلمانون سے چالیسوان حصہ وصول کیا جاتا ہے اور بیسوان حصہ ہر
ایک غیر آدمی سے - تمام سڑکون اور دروازون پر سخت پہرہ متعین رہتا ہے
جسّے کوئی چیز بغیر محصول نہین نکل سکتے اور مجرمونکے واسطے سخت سزائین مقرر
ہین لیکن ایماندار بیوپاریون کو مشرقی ترکستان مین کسی طرح کا خطرہ نہین ہے
دادخواہ ہندوستان کے سوداگرون پر بڑی مہربانی سے پیش آتا ہے
اور آئندہ کے واسطے اُنکی ہمت اور حوصلہ بڑہاتا ہے - اس سال یارقند
مین اتالیق کو روپیہ کی بڑی ضرورت پڑی اور دادخواہ نے شہر کے
بڑے بڑے سوداگرون سے روپیہ قرض لیا کچھ عرصہ بعد وہ ضرورت رفع
ہوگئی اور مالگذاری کا روپیہ تحصیل ہوکر آیا دادخواہ نے تمام قرضہ فوراً
اداکر دیا جسپر سب رعایا اُنکی نہایت شکرگذار ہوئے یہہ امر اس
قابل ہے کہ مغربی اقوام اسکی پیروی کرین +

۱۸۷ جبکہ اتالیق غازی کی فوج مین گھوڑونکی ضرورت ہوئی تو شہر والونکو
اُنکے مال کی خاطر خواہ قیمت اونکو دی گئی غرض محنت مزدوری ہر ایک کی
فوراً ادا کیجاتی ہے اور دیہاتیونکے حق مین وہی انصاف اور فیاضی کیجاتی ہے
جیسے مینے بیان کی مگر مجھے پھر بھی خوف ہے کیونکہ جو تذکرے میرے گوشزد
ہوئے اُنسے واضح ہوا کہ بالفعل سواے سوداگرون کے اور کسی کو اس عمدہ
تدبیر کا فائدہ نہین پہونچتا +

۱۸۸ - اب کچھہ ذکر اُس لڑائی کا کیا جاتا ہے جو اتالیق غازی تنگانیون کے متعلق

کر رہا ہے۔ اسباب مین بڑی بحث ہے کہ یہہ تنگانی کون ہین بعضے کہتے ہین
کہ تنجن لفظ ترکی ہے جسکے معنی باقیماندہ ہین اور یہہ لفظ چین کے باغی رعایا کے
واسطے بولا جاتا ہے کیونکہ وہ اون ترکیون کی اولاد سے خیال کئے جاتے ہین
جو سکندر اعظم کے ساتہہ مشرقی ممالک کی مہمون مین گئے اور جو ملک
اُنہون نے فتح کئے وہین آباد ہو گئے بعضے یہہ کہتے ہین کہ لفظ تُنگانی چینی
زبان کے لفظ تنجن یا تنین سے نکلا ہے اور اسکے معنی جنگی لوگ یسے بسانی
والے کے ہین اور ان لوگونکو اسلئے اس نام سے پکارا گیا کہ اونکو سلطنت چین
کی مغربی حد کے اور تمام ملک جو صوبہ کنسوہ کے پار واقع ہے اُسکے آباد کرنیکو
بہیجے گئے تھے غرض اُنکے نام کی وجہ تسمیہ کچھہ ہی ہو یہہ لوگ اصل مین
چونکہ انکے بادشاہ نے انہین چین مین بہیجا مسلمان تھے اور اگرچہ
وہ بحیثیری مین تمام دستورات اور رسم چینیونکے برتتے ہین مگر آجکے دن
تک اپنے پیغامبر محمد کے قایل ہین اور شراب خواری اور افیون اور
تنباکو وغیرہ منشّی چیزونسے پرہیز کرتے ہین اور چونکہ چینیونکے دربار مین
انہین اعلے عہدہ ملنے کی اجازت نہین اسلئے صرف سپاہ مین بہرتی کئے
جاتے تھے اور بعضے مصنف لکھتے ہین کہ یہہ لوگ اپنی ذاتی بہادری اور
جنگجوئی کے واسطے مشہور و معروف ہین ؛

۱۸۹ سنہ ۱۸۶۲ء مین ان تُنگانیونکی تعداد ۳۰ کروڑ تک پہونچ گئی تہی
اور اندرونی ملک چین اور صوبہ کنسوہ کے تمام قطعہ پر یہی لوگ آباد تھے ؛

۱۹۰ انکی بغاوت کا سبب کچھہ ظاہر نہین ہوا لیکن حقیقت یہہ ہے کہ
سنہ ۱۸۶۲ء مین ایک لاکھہ تنگانی ممالک شنسی کنسوہ سیچون اور یتان
مین باغی ہو گئے اور بعد جنگ و جدل عظیم کے یہہ صوبہ کنسوہ سے نکالدئے گئے

اور بہ لاچاری مغربی ضلع اور مشرقی مین آباد کیئے گئے جسپر وہ ابتک قابض ہین

۱۹۱- ۱۸۶۴ء مین تنگانی لوگ صوبہ اکسو پر بھی قابض ہو گئے اور
چینیونکا عمل دخل ترفان کیجا کرا شہر کہامل اور نیز دوسری شہرونسے
اُٹھا دیا اور یہہ لوگ بیشک مشرقی ترکستان پر بھی اپنی حکومت
جما دیتے اگر یعقوب بیگ آکر کاشغر پر قبضہ نہ کرتا تہوڑے عرصہ بعد یعقوب بیگ
نے اکسو پر بھی اپنا قبضہ کرلیا اور تنگانیونکو سلسلہ کوہ ٹیان شان کے
جنوبی شہرون مین بہگا دیا اور مثل چینیونکے تنگانیونکو بھی قتل کیا ؛

۱۹۲- ان تنگانیون نے جو دستور بغاوت نکالا تھا انکی دیکہا دیکہی
چین کے دور دراز قطعات مین صوبہ کلاجہ کے قلماق اور ترانچی باشندونکو
بغاوت کی ہوس پیدا ہوئی اور مندرجہ ذیل حال تراجیونکا مسٹر آرچل صاحب
نے عنایت فرما کر مجھے بتایا ؛

۱۹۳- ۱۸۲۹ء مین خوجون نے ملک کاشغریا مین سرشورش اُٹھا کر
چینیونکو یہہ تدبیر معمولی سوجہائی کہ آیندہ اُنکی نا فرمانبرداری کی حفاظت کرلیے
بہت سے کاشغری صوبہ کلاجہ مین جلاوطن کرکے بہیجدیئے کہتے ہین کہ بعد
استخراج خوجونکے اسطرح ۸ ہزار سے ۱۲ ہزار تک لوگ نکالدیئے یہہ لوگ
اُس سرزمین مین جا کر غلامی کے کامون مین مصروف کردیئے گئے اور جو
چینی سپاہی وہان آباد تھے اونکی غلامی کرنے لگے غلام ہوکر اور محنت
کشی اور سخت مصیبت کے عالم مین رہکر یہہ لوگ ترانچی نام سے مشہور
ہوئے یعنے سخت محنت کش لوگ ؛

۱۹۴- ہواہوا اٹسی یا تنگانیون متوطن کنسوہ کی سرکشی کی خبر سنکر
کچھ عرصہ تک صوبہ الائی کے باشندے سرکش ہوئے اور اس فساد نے خونریزی

ڈزنگیریا کے گنجان آبادی کو کہ تجارت اور زراعت مین بتوجہ تمام مصروف تھے بغاوت کی ترغیب نہ دی ہوتی اگر اتفاقیہ وارداتین نہ واقع ہوئی ہوتین جنسے تنگانیون اور ترانچیون کے دل پھر گئے ۞

۱۹۵- اتفاقیہ وارداتین یہہ پیش ہوئی تھین یعنے بخارائی اور قوقندیونکا روسیون سے مقابلہ کرنا اور کل لین کا کالاچہ سے تاشقند تک یعنے شمالی راہ تجارت چین و وسط ایشیا کا میدان جنگ بنجانا اور اس سبب تجارت کا موقوف ہونا جس سے بہت سے لوگ اپنے کاروبار و معاش سے بیکار ہو بیٹھے اور لا انتہا بخارائی اور قوقندی فراریونکا کاشغر مین جمع ہونا جیسے میدان جنگ روسیون کی مشرقی سمت کے ممالک مین جہادی لوگونکا ہجوم کثیر ہو گیا کاشغر مین ابتری اور پریشانی کا پھیلنا اور یکایک بآسانی تمام اُس شہر اور دیگر شہرون کا چینیونکی ہاتھ سے نکلجانا ان جھگڑونکے سبب طرح طرح کی مصیبتون اور آفتونکا پیش آنا اور جنوبی راہ تجارت کا مسدود ہو جانا اور سب سے اخیر صوبہ کنسوہ مین تنگانیون کی فتح اور کامیابی کے حالات بمبالغہ مشہور ہونا ۞

۱۹۶- ان سب وارداتون سے ترانچیونکو بغاوت پر کمر باندھنے کی ہمت ہو گئی شمالی جماعت تنگانیون کا بار بار چینیو نپر حملہ آور ہوتا مسلمان ترانچیونکی بغاوت کی علامت تھی اور انکو کسیکی تحریک درکار نتھی کرغزی قوم کے لوگ جو اُسی قریب جوار مین بستے تھے اور ہمیشہ لوٹ کھسوٹ کے واسطے کمربستہ رہتے تھے بہت سا مال لوٹ مین حاصل کرنیکے اقرار پر ترانچیونکے ہمراہ ہو لئے ۞

۱۹۷ ــ ان اقوام کے متفق ہو جانیکا نتیجہ یہہ ہوا کہ فوراً چینیون اور منگولونکا قتل عام شروع ہو گیا چگاچاک شہر غارت ہو گیا شہر اور مٹزی و ینسی کو تمام لوٹ کھسوٹ کر اور باشندونکو مار کر اجاڑ کر دیا اور کراکارا اور اوسو و نیز دیگر دیہات

وقصبات کے نصیب بھی یہی حادثہ ہوا جتنے ذخیرہ خانہ غلہ اور قیمتی اشیاء تجارت
چینیونکی مالیت تھی کچھ غارت کردئیے جلادئیے کچھ لوٹ لئے شہر کلدجہ کا محاصرہ
کرکے فتح کیا اور اُسکے قلعہ اور سپاہ محصور کو آخر کار پرودہ زمین سے نیست و
نابود کردیا ۔

۱۹۸ شہر کلدجہ کے ۵ ہزار باشندے روسیونکی سلطنت مین جاکر پناہ گزین
ہوئے اور ۹۰ ہزاران متفق قومون نے اپنے غلام بنائے۔ قلماق قوم کے
لوگ جو چینیونکے خیرخواہ رہے آخر کار مصیبت اور آفت مین مبتلا ہوکر کچھہ
سائبیری ممالک مین بھاگ گئے اور کچھہ روسیونکے قدمون مین جا پڑے ۔

۱۹۹- پہران شہریکو مین مال غنیمت کے حصہ ہونے شروع ہوئے
اور اُسپر وہ آپسمین جھگڑ پڑے تنگانی یہہ شیخی مارتے تھے کہ یہہ زمین ہمنے
ہی چینیونکے ماتحت جوتی بوئی ہے ہم ہی اسکے مالک ہوجاوین ترانچیون نے
کہا کہ تم دو دنسے اس ملک مین آئے ہو ہم یہان قدیم سے آباد ہین اور
چونکہ وہ تعداد مین بمقام ڈزنگیریا زیادہ تھے یکایک تنگانیوپر ہتیار لے
اوٹھ دوڑے کلڈجہ مین ..... اونکا قتل عام کیا اور باقیماندہ کو حدود ملک
سے باہر کہاٹی الائی مین براہ کوہ تالک بھیجدیا- کرغزیون نے اپنے دامن
لوٹ کہسوٹ سے خوب پر کرکے ترانچیونسے خوف کھایا کہ شاید مثل تنگانیونکے
ہم بھی اُنکے ہاتہہ سے زک اُٹھاوین اسلئے اپنا ڈیرہ ڈنڈا لے ویرانون اور
جنگلومین جا بسے جہانسے قلماقون نے اونکو نکالا اور لاچار ہوکر جنوبی ملک
سائبیریا مین جاکر پناہ گزین ہوئے ۔

۲۰۰- صوبہ ڈزنگیریا خاص اب قلماقون اور ترانچیون مین اسطرح
منقسم ہے کہ تارباگاتئی یا چگاچک ضلع قلماقونکے پاس ہے اور کلڈجہ و دیگر

گرد و نواح کے شہر و قصبات ترانچیونکے قبضہ مین ضلع کرکاراسوان
دونو قومونکے علاقہ کو ایک دوسرے سے جدا کرتا ہے کیونکہ یہہ ضلع بالکل
ویرانہ ان لوگون نے بنا دیا بود و باش وہان کسی کی نہین اور جنگ مین جو
باغیون اور چینیونکے بیشمار آدمی مری وہ یہان ابتک پڑے سڑتے ہین جسکے
سبب آب و ہوا وہانکی نہایت ناقص ہوگئی ہے اور درندے جانورون نے
وہان اپنا گہر بنا لیا ہے ❊

۱۰۱ - ترانچیونکی حکمرانی دوسرا پہلو بالکل معلوم نہین ہوا یہہ لوگ چینیونکی
اصل مین غلام ہین اب انکے ملک مین روسی سوداگرونکے آنے جانے کی بالکل
اجازت نہین اسلئے اگرچہ یہہ ملک سرحد روس سے صرف ۷۰ میل کے فاصلہ
پر ہے مگر نہین معلوم کہ وہان کیا ہوتا ہے اور چونکہ اکثر مسلح لوگ سرحد روس
پر آکر ڈاکہ مارتے ہین لوٹ کھسوٹ مچاتے ہین اسلئے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ انکی
ملک مین آبادی ضرور ہے ❊

۱۰۲ - تاہم زبانی روسیونکی اسکا اتنا حال تحقیقا معلوم ہوا کہ قلماق لوگ
بوگیدلس پہاڑ کے پرے چلے گئے تہے اب پہر اس ملک مین آبسے اور
انپر ایک عورت حکمرانی کرتی ہے ❊

۱۰۳ - ایک تاتاری جو ابہی کلڈجہ سے واپس آیا تہا اُسنے قلعہ ورنوئی
پر ہمسے بیان کیا کہ مینے اُس ملکہ کو دیکہا ہے جبکہ وہ ترانچیونکے سردار
سے ملاقات کرنے جاتے تہی اوسکے بال پیچھے وار جبٹ کے جبٹ
کمر تک آکر لہراتے تہے اور اون بالون مین اُسنے ایسے قیمتی جواہرات اور زیورات
اور سکہ مروجہ ملک پہن رکہے تہے کہ جسوقت وہ چلتی تہی دو آدمی پیچہے
اون بالونکے جبٹ کو اُٹھا کر چلتے تہے ❊

۲۰۴ - بالفعل ترانچی لوگ کُلڈجہ اور اوسکے گرد نواح مین قریب بارہ ہزار آدمی کے آباد ہین ٭

۲۰۵ - تنگانیون سے فساد کرنیکے بعد ترانچیون نے دیکھا کہ ہم انسے کمزور ہین اور نیز خطرناک مقام مین اسلئے یعقوب بیگ کے پاس اپنے ایلچی بہیجے کہ ہمکو تم پناہ دو اور ہماری مدد کرو یہہ کمک دینا یکایک اُسکے حیطہ اختیار مین نہا اگرچہ مسٹر شا صاحب سے جو گفتگو ۱۸۶۹ء مین یعقوب بیگ کے ساتھہ ہوئی اُس سے واضح ہوا کہ وہ ان لوگونکو امداد دینے کا مناسب موقع دیکھہ رہا تھا اس سال شاید ترانچیونکو تنگانیون نے زیادہ ستایا اسلئے اُنہون نے اپنا ایلچی کاشغر مین امداد کے واسطے مکرر بہیجا یہہ بھی مشہور ہے کہ صوبہ اکسو مین بغاوت پہیل گئی اور اسیواسطے مارچ ۱۸۷۰ء کے مہینے مین اتالیق غازی اپنے دارالخلافت سے معہ تمام اپنی فوج کی دشمن کے مقابلہ کو روانہ ہو گیا ٹہیک ٹہیک حال لڑائی کا معلوم کرنا بہت مشکل تہا لیکن یہہ بات تحقیق ہے کہ قلماق لوگ تنگانیونکے مقابلہ مین بہ امداد اتالیق غازی جنگ و جدل کر رہے ہین اور ترانچیون اور قلماقون نے قبول کر لیا ہے کہ اتالیق غازی خوجونکے خاندان شاہی مین سے ایک شاہزادہ کو ہمارا حاکم بناوے اور اُسے کُلڈجہ مین متعین کر دے خبر ہے کہ اتالیق غازی مقام اورمچی تک گیا ہے جہان اُسنے تنگانیونکے تمام لشکر کو شکست فاش دی لیکن چونکہ وہ ایک قلعہ ترفان مین نبار رہا ہے اسلئے غالباً وہ ابھی اپنی دارالخلافت کو واپس نہین آسکتا تنگانیونکے زیر کرنیکو وقت چاہیئے اور اُنکو سہولیت کے ساتھہ نکالنا محال ہے ٭

۲۰۶ - مین نے اس رپورٹ مین علمی تحقیقات او جستجو کی نسبت کچھہ نہین

بیان کیا کیونکہ ایسا کرنا میرے اختیار مین نہ تہا مگر مسٹر شا صاحب اور ڈاکٹر ہیڈرسن صاحب کی رپوٹون سے یہہ امور خاطرخواہ دریافت ہونگے اور یقین ہے کہ عوام کو اُس سے بڑا فایدہ ہوگا ؛

۲۰۷ - اس رپوٹ کے اخیر مین مین آپکو مسٹر شا صاحب کی حسن خدمات کی طرف بھی متوجہ کرتا ہون یہہ صرف اسیواسطے ذکر نہین کیا جاتا کہ وہ ایک بینظیر ہمراہی مجکو مل گیا تھا باوجودیکہ ہم گورنمنٹ برطانیہ کے اجنٹ ہوکر اتالیق غازی کے دربار مین بطور مہمان کے جاتے تھے مگر تاہم یارقند کے سفر مین مشکلات اور تکلیفات برداشت کرنی پڑین اور باوجود اس تمام تکلیف اور بے آرامی کے مسٹر شا صاحب اور ہیوڈ صاحب نے جو سال گذشتہ مین بڑی مستعدی اور صبر اور تحمل کے ساتھ اس خوفناک سفر کو اختیار کیا اور جس عقلمندی اور حلیم الطبعی کے ساتھ یارقند مین قید رہنے کے وقت کو کاٹا سواوسکے بین کسی طرح تعریف نہین کرسکتا اوس زمانہ مین مسٹر شا صاحب نے ایسا دوستانہ خیال قوم برطانیہ کی طرف سے اتالیق غازی کے دلمین جمایا کہ ہماری یہہ مہم اُسی سبب سے بخیروعافیت وبہ کامیابی ختم ہوئی ؛

۲۰۸ - ڈاکٹر ہیڈرسن صاحب کی خدمات کی قدر اُنکی رپوٹونکے ملاحظہ سے ظاہر ہوگی اور اون جانورون اور درختونکے مجموعہ کے دیکھنے سے جو اُنھون نے بمحنت تمام جمع کئے - اُنھون نے صرف اپنے مڈیکل افسری کے عہدے کے ہی رو سے ہمکو اپنا شکرگذار نہ بنایا بلکہ مشکل کے وقتونمین جو اُنھون نے نیک مشورہ دیا اُسکا بھی مین نہایت ممنون ومشکور ہون اور نہایت خوشی کے ساتھہ اب مین اونکا شکریہ ادا کرتا ہون -

۲۰۹ - ڈاکٹر کیلی صاحب نے اس مہم کے واسطے جو کچھ انتظام کئے اونکا مین ابھی اشارہ کرچکا ہون اگر اونکی ہدایتو نپر لداخ کے اہلکار ذرہ زیادہ خبرداری سے پابند ہوتے تو ہم بہت بے آرامی سے بچ جاتے ۔

۲۱۰ - میر اکبر علیخان بہادر سی ایس آئی کی نیک کاروائی کا یہان ذکر کیا جاتا ہے اونکے سپرد وہ حصہ میرے کمپ کا تھا جو مین مقام لوکری مین پیچھے چھوڑ آیا تھا وہ تن تنہا اس کمپ کو یارقند مین لائے اور شہر کارغالک مین مجھے مل گئے تارہسنگہ کی نسبت مجھی فرض ہے کہ بڑی شکرگذاری کے ساتھہ اسکا ذکر کرون یہہ اسی شخص کی ہوشیاری اور چالاکی تھی کہ ہم مقررہ تاریخ پر یارقند سے ہندوستان کو روانہ ہوگئے وہ ملک یارقند مین سب کا دوست اور سب سے واقف ہے وہانکے لوگونکے دستورات اور رسم و رواج سے بخوبی واقف ہے اور اس امر مین جو صلاح اسنے دی اُسنے ہماری بڑی کارروائی ہوئی تمام سفر مین وہ اور اُسکے بھائی ہمارے تمام کمپ کو خیر و عافیت اور آرام سے منزل بمنزل پہونچاتے تھے اور تھکاوٹ اور مشکلات کے وقت مین اپنی خوش مزاجی سے ہمارے تمام ہمراہیونکی طبیعت کو مسرور کر دیتے تھے غرض اسکا چال و چلن نہایت قابل تعریف ہے ۔

۲۱۱ - اسکے بعد مین فیض بخش کی کارگذاری کا بیان کرتا ہون وہ افغانستان بدخشان اور گندہامر پر سفر کرتا ہوا ٹھیک وقت پر یارقند مین پہونچا اور میری منشی دیوان بخش کی بجاے اُسنے کام دیا کیونکہ دیوان بخش کا چال و چلن بہت بڑا مشتبہ معلوم ہوا اور مینے اسیواسطے اوسکو موقوف کر دیا اور ہندوستان مین اوسکو اُسی حالت مین لایا ۔

۲۱۲- ابراہیم خان نے میری درخواست پر کشمیر سے گلگت اور یاسین میں ہوکر سفر کیا اور براہ پامر مجھے یارقند میں آملا اور اس خوفناک رستہ کی تمام مشکلات سے بچنے کے واسطے بڑی عقلمندی ظاہر کی - فیض بخش اور ابراہیم خان ان دونوں کے سفر کے حالات ترجمہ ہوتے ہیں اور بعدازاں گورنمنٹ کی خدمت میں ارسال ہونگے ؛

۲۱۳- ملک قطب الدین وکیل جو کشمیر کے سفر میں ہمارے کمپ کے ساتھ متعین تھا رسد وغیرہ کے سرانجام کرنے میں بڑا متوجہ رہا ؛

۲۱۴- مسٹر شا صاحب اور ڈاکٹر ہینڈرسن صاحب کی رپورٹ جب میرے پاس پہونچینگی تو ارسال کیجاونیگی ؛

سٹرک لیہ سے یارقند تک

یعنی وہ راہ جو مہم یارقند ۱۸۷۰ء کے وقت اختیار کی گئی

نمبر	نام منزل	فاصلہ میل	کیفیت
۱	نکسی	۱۰	دریاے سندھ کے کنارے پر
۲	چمری	۱۱	چمری نام کی وادی اور اسی نام کے فرودگاہ میں پہونچنے سے پیشتر (ادی) دریاے سندھ کی دو میل پیچھے رہجاتی ہے
۳	سکتی	۶	یہ پڑاؤ ایک درہ میں ہے جسمیں کنجان درخت اور سبزہ وگھاس بہت ہے اور سکتی نام کا ایک گانو ؛
۴	ٹسولاک	۱۲	اس منزل میں چنگ لا نام گذر کو عبور کرنا پڑتا ہے چڑھائی ۴ میل کی اور پڑاؤ جھیل کے متصل شمالی سمت ہے سڑک اچھی ہے
۵	درگو	۱۰	اوترائی ندیوں کی خشک رستون میں کو آسان ہے درگوہ

نمبر	نام منزل	فاصلہ	کیفیت
			مین گانو ہے- پانی- ایندہن- اور گھاس باَفراط ٭
۶	گلُب	۱۲	سڑک ندی کے کنارہ کنارہ گھاس اور ایندہن بکثرت نصف منزل طے کرکے ٹینکشمی نام گانو آتا ہے ٭
۷	لکونگ	۱۴	گلُب سے روانہ ہوتے ہی ایک چھوٹی سی جھیل میٹھے پانی کی آتی ہے اور چند میل آگے بڑہکر ایک دریا ہے جو اس جھیل مین ہوکر گذرتا ہے- یہہ جھیل غائب ہوجاتی ہے -پھینگ گونگ جھیل پندرہوین میل پر آتی ہے اُسکا پانی سیاہ رنگ کا ہے لکونگ نام گانو ایک مجموعہ چند جھونپڑوں کا ہے جو نصف زمین مین کُھدی ہوئے ہین ٭
۸	چاگرا	۷	اخیر نشانات مذہب بودہ کے اس جگہہ دیکھنے مین آتے ہین - چند احاطہ بغیر سایہ بہوٹ گڈریونکے بود و باش کے لئے موجود ہین گھاس ایندہن بکثرت ملتا ہے - مہاراجہ صاحب بہادر کشمیر نے یہان ایک ذخیرہ خانہ بنایا ہے جسمین غلہ رہتا ہے ٭
۹	رندی	۱۲	گذرماسنک نام ۱۸۴۰۵ فٹ بلند (بقول مسٹر ہیورڈ صاحب) جانسٹن صاحب ۱۹۴۰۰ فٹ بلند بتاتے ہین چوٹی پر چڑہائی آسان سوائے اخیر ۲ میل کے - اوترائی شمالی سمت ہین درجہ بدرجہ نہایت آسان ٭
۱۰	پمسول	۱۴	چار میل تک سڑک پتھریلی اور ناہموار ہے بعد اوترائی بطرف دریائے چینگ چمو آسان ہے تارا سنک

نمبر	نام منزل	فاصلہ	کیفیت
			کے جھاڑ یونسے ایندھن حاصل ہوتا ہے دریا سے دو میل کے قریب سیچے گھاس ملتی ہے
١١	گوگرہ	١١	چار پانچ میل تک سڑک دریا کے بائین کنارہ - گرمیون مین دریا کا عبور کرنا سخت مشکل - گگرنگ گھاٹی کو جاتے ہوئے ایک عمیق درہ طے کرنا پڑتا ہے
١٢	پڑاؤ وادی چینگ چمو	١٤	٦ میل تک سڑک گرم پانی کی چشمونکی متصل ہو کر گذرتی ہے جو کسیقدر آسان ہے گرم پانی کے چشمونسے ایک خراب اوترائی چڑھائی ہے ہی جہان راستہ نہایت تنگ اوترائی چڑھائی کا ہے گھاس ایندھن مقام فرودگاہ مین بہت کم ملتا ہے
١٣	پڑاؤ نسیچو	١٢	قیام کے مقام پر سے سڑک وادی کلان سے جدا ہوتی ہے اور ایک درہ مین ہو کر گذرتی ہے جو چینگ لینگ لا کی مغربی سمت پر ہے - چڑھائی آسان شمالی سمت اوترائی کوئی نہین ایک ندی کی تہ بالکل برف سے جمی ہوئی ملتی ہے اُس جگہ تک جہان کہ وہ دوسری ندی سے ملتی ہے - نسیچو مراد دو دریاؤنسے ہے - گھاس ایندھن نایاب ہے
١٤	پڑاؤ واقع میدان لنزی تہنگ	١٤	٦ یا ٧ میل تک سڑک ندی کی خشک تہ مین ہو کر ہے بعدازان چار میل تک ریت پر ٥٠٠ فٹ کی اوترائی طے کر کے مسافر میدان لنزی تہنگ مین پہونچتا ہے پڑاؤ ریگستانی زمین مین خشک دریا کی تہ پر ہے گڈہی

نمبر	نام منزل	[illegible]	کیفیت
			کھود کر گدلا پانی دستیاب ہوتا ہے اگر گھاس بالکل نہین ہاتھ آتی اور بوریش نام پودے کی چھوٹی چھوٹی جڑین کسیقدر ایندہن کے لئے ملجاتی ہین +
۱۵	لونگ نینگسا	۲۵	بڑا لمبا اور دشوار گذار منزل ریگستان کا سفر اور ایک گنبذ نما چوٹی کو راستہ جا اُس سلسلہ کوہ مین واقع ہے جو مشرق سے غرب کو پہیلتا ہے اس چوٹی اور دو ٹیلو نسے گذر کر کر ایک وادی مین گذر ہوتا ہے جہان کچھ پانی اور ایندہن دستیاب ہوتا ہے گھاس بھی کسیقدر ملتی ہے یہ ایک بڑا سخت کوچ ہے +
۱۶	تہالدٹ	۱۴	اس منزل مین ایک جھیل برف سے ڈہکی ہوئی ملتی ہے سڑک سہل گذار ہے گھاس لکڑی بالکل نہین تہوڑی سی گھاس ایک میل آگے بڑہکر ملتی ہے -
۱۷	پاٹ سالانگ	۱۸	سڑک اچھی کشادہ میدان پر بارہ تیرہ میل تک ایک عمیق درہ کے دونو کنارے پر تہوڑی گھاس بھی میسر ہوتی ہے پاٹ سالانگ مین پانی کھودنے سے ملتا ہے +
۱۸	بڑا میدان سبجی کی شمالی سمت	۱۴	تین خشک نمکین جھیل کو عبور کرنا پڑتا ہے - میدان کے بائین کنارے وادی مین پڑاؤ ہے - گھاس بکثرت مگر پانی وہی کھودنے سے ملتا ہے +
۱۹	بڑا وادی سر اکاشو [illegible]	۲۴	دریائے کراکاش ۱۲ میل کوچ کرکے ملتا ہے مقام

نمبر	نام منزل	فاصلہ میل	کیفیت
			برنگ پر جہان ویران جھونپڑے دیکھنے مین آتے ہین ۱۲ میل تک سڑک دریا کے کنارہ کنارہ ہے اور پھر گھاس اور جھاڑیان پائی جاتی ہین ÷
۲۰	کافر درہ	۲۰	گھاس ایندہن بکثرت ÷
۲۱	پڑاو وودی ہیز	۱۶	گھاس ایندہن بکثرت ÷
۲۲	کیبانگ میدان یعنی جنگلی گھوڑونکا میدان	۱۲	آسان منزل - گھاس لکڑی بافراط ÷
۲۳	گل بستر	۱۴	کرغزیونکا ڈیرہ راستہ پر واقع ہے اور اسی منزل مین سنگ روسیہ کی کانین ہین -
۲۴	بلکچی	۱۱	دریائے کراکاش کا عبور کرنا گرمیون مین راستہ دشوار گذار ہے خوشنما سبزہ زار یا چراگاہ مقام بلکچی مین ملتے ہین ÷
۲۵	ٹوگھراسو	۲۲	دسوین میل قلعہ شاہدولا اس منزل مین ملتا ہے اور دریاء کراکاش بمشکل تمام دوبار عبور کرنا ہوتا ہے - لکڑی اور گھاس بافراط پڑاو ٹوگھراسو کے جنوبی سمت ہے اور ایک پہاڑی دریا پانی کا نہایت عمیق اور تیز اور بزور شور بہتا ہے سواے تیسرے پہر کے اور کسی وقت عبور نہین کیا جا سکتا ہے ÷
۲۶	پلٹر کاکاش	۱۰	ٹوگھراسو کو عبور کر کے قلعہ علی نظر کرغان مین گذر ہوتا ہے اس قلعہ مین یارقند کے سپاہی ہین اور کرغان سے وادی کے اوپر ہو کر ایک سڑک گذر کلیان کو جاتی ہے ÷
۲۷	پڑاو سمت جنوب گذرہ سنجو	۱۱	یہانسے سڑک دریاء کراکاش کے کنارہ کنارہ پانچ میل تک جاتی ہے علی نظر ابوبکر کو بھی راستہ جاتا ہے جہان

نمبر	نام منزل	فاصلہ	کیفیت
			گرمیون مین دریا بمشکل تمام عبور کیا جاتا ہے محمولہ جانور ایک ٹیلہ پر ہو کر گذرتے ہین جسمین ۳ میل کا چکر پڑتا ہے اسجگہ سڑک وادی کراکاش سے جدا ہو جاتی ہے اور ایک تنگ پتھریلے درہ مین سے گذرتی ہے جہان ہر سو گز کے فاصلہ پر ایک پہاڑی پانی کا رو عبور کرنا پڑتا ہے ٭
۲۸	کلچک ٹیلاک	۱۰	اس منزل مین جرم نام گذر کو جو ۱۶۶۱۲ فٹ بلند ہے طے کرنا ہوتا ہے چڑہائی او ترائی بڑی سخت ہے محمولہ ٹٹو اس گذر مین سے نہین جا سکتے چھریت انکا بوجھ لیجاتی ہین غیر محمولہ اونٹ گھوڑے گذر سکتے ہین کلچک ٹیلاک نام مقام کرغزیونکا موسم سرما مین قیام گاہ ہے ٭
۲۹	تام	۱۲	سڑک وادی سنجو مین سے گذرتی ہے دریا عبور کرنا پڑتا ہے گھاس لکڑی بافراط ٭
۳۰	گذر چچو	۱۵	موسم بہار اور خزان مین جبکہ پانی پایاب ہوتا ہے سڑک ندی کے کنارے کنارے سنجو کے نزدیک ۳۰ میل تک رہتی ہے - گرمیون مین گذر چچو پر چکر کھانا ہوتا ہے -٭
۳۱	مزار	۱۲	ایک گذر ۱۱۸۰۴ فٹ بلند طے کرنا آر پالک دریا عبور کر کے مزار مین پہنچیا راستہ مین گھاس سبزہ اور لکڑی بافراط درخت بلند بلند اس وادی مین شکار بکثرت ہاتھہ لگتا ہے ٭

نمبر	نام منزل	ملا	کیفیت
۳۲	کزل لنگر	۱۰	دریاے آرپالک کے متصل
۳۳	سنجو	۱۴	سڑک وادی آرپالک سے جدا ہوتی ہے اور نشیب دار ریگستانی سلسلہ کو طے کرکے سنجو کی طرف جھک جاتی ہے جہان ایک مجموعہ دیہات کا ہے
۳۴	کوشتاک	۲۵	سڑک دریاے سنجو کو عبور کرتی ہے بعدازان ایک ریگستانی پہاڑیون کے سلسلہ پر چڑہ جاتی ہے جسکے پار ایک چھوٹے گانو لنگر پر جاکر اُترتی ہے یہہ گانو سنجو سے ۱۵ میل ہے یہانسے سڑک دشت مین سے گذرتی ہے بعدہٗ گانو کوشتاک آتا ہے جہان کلیان ندی زراعت کے واسطے ہے ٭
۳۵	اوآتنگراک	۲۰	سڑک دشت مین سے گذر کر ایک گانو واقع وادی پر پہنچتی ہے ٭
۳۶	بورہ	۱۲	اس منزل مین سڑک ریگستانی پہاڑیونسے اوتر کر اور دشت کے پار دیہہ بورہ پر سڑک کلیان سے ملجاتی ہے
۳۷	کارغالک	۲۴	بورہ سے ۴ میل پر سڑک چھوٹی پہاڑیونسے جدا ہوتی ہے اور وہانسے اوتر کر دشت عظیم گوبی کے ایک دامن مین سے گذرتی ہے۔ گانو بتارک تک ۱۲ میل کا فاصلہ ہے اور وہانسے کارغالک قریب ۴ میل کے ہے۔ یہان سیدہی سڑک ختن کی براہ گوما اور گذر کوگیار کے سڑک ملکر یارقند کو جاتی ہین ٭

نمبر	نام منزل	فاصلہ میل	کیفیت
۳۸	پشگام	۲۱	کارغالک سے گیارہ میل کے فاصلہ پر دریاے تسناف عبور کرنا ہوتا ہے گرمیون مین قابل عبور نہین پانچ میل آگے یکشنبہ بازار ہے +
۳۹	ینگی بازار	۱۴	سیدہی سڑک یارقند پر دریاے یارقند حایل ہے جو پشگام کے متصل ہے گرمیون مین اس دریا کا پاٹ بڑا بڑہجاتا ہے اسلیئے چکر دس میل کا ہوتا ہے اور براہ ینگی بازار یارقند کو جانا پڑتا ہے جہان بیڑی پر عبور کرتے ہین +
۴۰	یارقند	۸	دریا کو کشتیون سے عبور کر کے پہر سبزہ زار اور باغستان مین گذر ہوتا ہے اور گرد نواح کے دیہات طے کر کے یارقند مین پہنچتے ہین +

سڑک یارقند سے ختن کو

۱- پشگام - ۲- کارغالک - ۳- لوک چلاک - ۴- گوما
۵- موجی - ۶ چودا - ۷ پیالما - ۸ زووا - ۹ - ختن
کل فاصلہ ۷ سو تاشش یعنے ۱۸۵ میل

سڑک یارقند سی کاشغر کو مسٹر ہیور صاحب کی بتائی ہوئی
سڑک اعظم یارقند سے کاشغر تک

اس سڑک پر دو پہیہ گاڑیان اور چہکڑے وغیرہ بآسانی جاسکتے ہین +

نمبر	نام منزل	میل	کیفیت
۱	یارقند کوک رباط	۲۲½	سڑک شمالی دیوار قلعہ کے برابر برابر جاتی ہے اور چار میل پیشتر سے نہر اریق نام کا پل چوبی بنا ہوا ہے دیہات کراکورا اور ربگل سے گذر کر راستہ دلدل دار زمین کے دامن مین کو ہے۔ کوک رباط ۴۰۰ گھر والا ایک گانو ہے کاروان سرائے اسمین بنی ہوئی ہے ؞
۲	کزل	۲۷½	سڑک کا گذر دامن دشت حمیں مین کو ہے جو ایک بڑا قطعہ غیر آباد زمین کا ہے اور کزل تاگھ سلسلہ کی مغربی طرف پھیلتا جاتا ہے ؞ کوک رباط سے ۱۴ میل کے فاصلہ پر ایک جگہ ٹھیرنے کی ہے جہان ایک مسجد اور دو کوئے پانی کے بنے ہوئے ہین۔ کزل ایک گانو ۵۰۰ گھر کی آبادی کا ہے ایک کاروان سرائے اور ایک بڑا تالاب بھی اسجگہ ہے ؞
۳	ینگی سر	۳۲	اس منزل مین سڑک پر دیہات چمالنگ۔ کھودک۔ کوشتم باش۔ دتو بلک مقام کلہن تک کہ قدیم چوکی پولس چینیو نکے وقت کی ہے اور اب ویران ہے ملتی ہین ینگی سر سے ڈہائی میل پر ایک دریا لسر گرا نام بوسیلہ ایک چوبی پل کے عبور کرنا پڑتا ہے ؞ ینگی سر ایک قصبہ تجارتی گیارہ ہزار گھر کی آبادی کا ہے اور یارقند سے ۸۲ میل پر شمالی و مغربی سمت واقع ہے

نمبر	نام منزل	فاصلہ میل	کیفیت
			کاشغر سے ۳½ ۴ میل جنوبی طرف ہے قصبہ کے شمالی طرف ۶۰۰ گز کے فاصلہ پر قلعہ ہے ۔
۴	سیچان	۲۲½	اس کوچ مین سڑک پر دیہات کملوک و توگ لوح ملتے ہین حسن ندی کا پل بندھا ہوا ہے بعد ازان سڑک ندی کے کنارے کنارے سیچان تک جاتی ہے جو ۷۰۰ گھر کا ایک گانو ہے ۔
۵	کاشغر قدیم شہر	۲۱	سیچان سے ڈھائی میل پر کہانارک نام دریا کا پل ہے بعد ازان تاش گام نام ایک گانو آتا ہے پھر کہانارک ندی کی ایک شاخ اور نہر کو عبور کر کے قلعہ کاشغر پر پہونچتے ہین جو شہر سے ۳ میل جنوبی سمت ہے قلعہ اور شہر کے مابین دریاے کاشغر یا کزل دریا عبور کیا جاتا ہے ۔ کاشغر مین ۲۸ ہزار گھر اور ساٹھہ ستر ہزار باشندے ہین ۔
کل فاصلہ ۱۲۵½ میل			

سڑک یارقند سے اکسو کو — نام منزل	کیفیت
۱ - بیٹ کوہ - ۲ - للاک - ۳ - منال ۴ - اکس نارال - ۵ - مرال باشی - ۶ - چوبھری کول ۷ - شانال - ۸ - یاکوکدوک - ۹ - ایکول - ۱۰ - اکسو	چینونکے وقت مین ۱۸ منزل تہین اب صرف ۱۰ رہ گئین

سڑک شادولا سے گوگرا کو جو مہم یارقند مین بوقت واپسی

اختیار کی گئی۔

نمبر	نام منزل	فاصلہ میل	کیفیت
۱	شادولا سے سوگت	۸	۴ میل تک سڑک قراکاش کے کنارہ کنارہ ہے بعدازان جنوبی طرف پھر جاتی ہے جہان ایک درہ مین گذر ہوتا ہے گھاس ایندھن بافراط
۲	چیرا	۱۹	چوٹی پہاڑ سے ایک میل اس طرف تک سڑک پر چڑھائی سلامی اور درجہ بدرجہ ہے گذر کی بلندی ۱۸۲۳۷ فٹ پڑاؤ مقام چیرا مین جو چھوٹے پہاڑ سے چار میل آگے بڑھکر ہے گھاس ایندھن ہاتھ نہین آتا۔
۳	ملک شاہ	۸	آسان کوچ۔ پڑاؤ پر گھاس ایندھن بالکل نہین لیکن کسیقدر غربی وادی مین ملجاتا ہے جو بہت دور نہین ہے۔
۴	جھیل قراتاغ	۲۴ یا ۲۵ میل	رستہ جنوب و مشرقی طرف میدان کے پار جنوب مشرقی گوشہ سلسلۂ کوہ قراتاغ مین۔ سڑک اکثر ہموار۔ لکڑی اور جنگل میدان مین بکثرت۔ اور پڑاؤ سے چھوٹی چھوٹی ۶ یا ۷ میل پر ایک جگہ پانی ہے جھیل پر درخت (برشی) کا ایندھن بافراط اور پانی و گھاس ایک میل کے فاصلہ پر پہاڑ پر جنوب مشرقی سمت
۵	شورجلگا	۱۷	وادی کو طے کرکے ایک پتھریلی درہ مین جنوب مشرقی سمت ۴ میل تک رستہ ہوتا ہے جنوبی طرف پھرو ایک آسان پہاڑ کی چڑھائی پر ۱۴۳۰۰ فٹ تک ہے اس پہاڑ کی چوٹی سے براہ ایک لمبی پیچدار درہ کی راہ سے ۹ یا ۱۰ میل تک اترائی رہا سے ایک وسیع

نمبر	نام منزل	فاصلہ میل	کیفیت
			پتھریلی وادی مین پھونچو گے اسکو چار میل طے کر کے شور جلگا مین پڑاو ہے جہان پانی اور قدرے گھاس میسر آتی ہے مگر ایندھن بالکل نہین ملتا اگرچہ چار میل نیچے جا کر بافراط موجود ہے اور چھانگہ شور جلگا سے چار میل اوپر ایک ندی وسیع وادی مین داخل ہوتی ہے وہان بھی ایندھن بکثرت ہے ؛
۶	خوش میدان	۱۴	۲ یا ۳ میل درۂ شور جلگا سے دریا کراکاش تک کوچ آسان ہے پھر اس دریا سے ۱ میل اوپر خوش میدان ہے جو جنوب و مشرقی طرف بائین سمت وادی کے واقع ہے۔ نیچے کی حصہ وادی شور جلگا مین اور پھر اسکے کراکاش سے ملنے کے مقام پر ایندھن بافراط ہوتا ہے ان دونو کے اتصال سے ایک میل اوپر جنگ تاش نام ایک بڑا بلند پہاڑ دائین کنارہ پر ہے جسکے پیچھے گھاس میسر آتی ہے جنگ تاش سے ڈیڑھ میل اوپر بائین کنارے ایک پتھریلے ٹیلے پر بہت عمدہ گھاس اور ایندھن ملتا ہے۔ خوش میدان مین بھی بائین کنارے ایک ٹیلہ کے پیچھے بکثرت ایندھن مریکیریا نام درخت ہے اور کنارہ کنارہ گھاس ہے ؛
۷	کزل جلگا	۱۷ یا ۱۸ میل	اس منزل مین کوچ وسیع وادی کراکاش پر

نمبر	نام منزل	فاصلہ	کیفیت
			عموماً بائین کنارہ ہے ۱۳ میل چلکر ایک مخروطی شکل سیاہ پہاڑ مین گذر ہوتا ہے جہان ایندہن بافراط ہے۔ کزل جلگا مین پڑاؤ مشرقی طرف ایک پہاڑی ٹیلہ کی ہے جسکے گرد دریا گھومتا ہے ایندہن بکثرت اور کسیقدر گھاس بھی میسر ہو جاتی ہے مشرقی طرف ایک میل کے فاصلہ پر اور پہر تمام درۂ جنوب و مشرقی سمت مین گھاس بکثرت ہے **شرح** اس منزل کا فاصلہ مقام سمدو سے شمار کیا گیا ہے ؂
۸	شتنگ لنگ	۱۳ یا ۱۴ میل	جنوبی طرف کوچ اور بڑی دہار دریا تک آسان چہوٹی دہار جو اب خشک تھی مشرقی طرف مقام کزل دیوان سے آتی ہے ایندہن ہر ایک جگہ موجود گھاس تمام کنارہ کی وادیو نمین بافراط اور نیز بڑی وادی مین اکثر جگہ ہے۔ کسی کسی جگہ برف ہموار اور مضبوط پر چلنا ہوتا ہے پڑاؤ پر گھاس ایندہن بکثرت موجود ؂
	سمدو	۱۱ میل	دائین کنارے گھاٹی کے اوپر آسان ہموار رستہ ہے اول ۳ میل مین گھاس ایندہن بکثرت بعد ازان جنوب مشرقی سمت لوٹ کر ایک سخت چونہ کے پتھروںکا ٹیلہ آتا ہے جہان گھاس و ایندہن وغیرہ نہین موجود ہوتا ۔ مقام سمدو مین ایک بڑا وسیع میدان ہے جسمین دریا یا بڑی وادی مغربی سمت سے آکر شمول ہوتی ہے اور اسکے ساتھ ہی دو بڑی بڑی وادیان جنکا رستہ پتھریلا

کیفیت	فاصلہ	نام منزل	نمبر
ہے شروع ہوتی ہین۔ مقام سمد مین وادی کے مغربی سمت گہاس اور ایندہن بکثرت ہے ✦			
ڈیڑہ میل تک کراکاش کے مغربی طرف کوچ کرو پہر جنوبی طرف لوٹ کر درہ مین جاؤ جہان ۴ میل تک ایک آسان پہاڑ کے دامن مین جو ٹہیک جنوب مین ہے بہت سی دہارین پانی کی جاری ہین اور مغربی طرف بڑے بڑے گنبدنما پہاڑ ہین اس درہ کے مشرقی سمت ایک اور گذر ہے جو کم سیدہا ہے اور بلند زیادہ اس گذر پر چڑہتے ہوئے پندرہ منٹ صرف ہوتے ہین ✦ **شرح** یہہ بہتر ہوگا کہ سمد سے آگے جاکر گذر کے دامن کے نزدیک پڑاؤ بنایا جاوے جہان پانی موجود مگر گہاس ایندہن بالکل نہین مگر یہہ دونو چیز کسیقدر رستہ مین جمع کرلے اور کسی قدر سمدو سے ساتھہ لیجاوے ✦ چوٹی گذر دویم سے وادی مین اوترتے ہوئے ۴ میل تک جنوب سے شرق کو رخ رکہے پہر ایک وسیع وادی سے گذر کر کے ایک میدان ۶ میل کا آتا ہے جو مغربی گوشہ کوہ لنگ زہی ہنگ کا ہے اس میدان مین ایک طرف کو ۳ سیاہ چٹان بڑی بڑی	۲۰	پڑاو وادی مین شمالی نشیب چینک چمو پہاڑ کے سلسلہ کا	۱۰

نمبر	نام منزل	فاصلہ	کیفیت
			پہاڑ کی واقع ہین اونکو عبور کرکے میدان کے مقابل وادی مین داخل ہو جہان جنوبی چڑہائی شروع ہوتی ہے اسجگہ پانی ہے مگر گھاس ایندہن بالکل نہین اگرچہ چاہے اس جگہ ٹہیر جاوے مگر اگر ۴ یا ۵ میل آگے جنوبی نشیب مین جاکر شمالی طرف کو جو ترداد جاتے ہین اونمین سے کسی مین قیام کرے تو پچہلے مقام قیام سے بہتر ہوگا - ایندہن کہین نام کو نہین **شرح** - اس منزل کا فاصلہ سمدو سے شمار کیا گیا ہے ۔
۱۱	وادی جنوب مین سلسلہ کوہ چیناک چمو کر جو گرم چشمہ کی طرف جاتی ہے	۱۴ میل	درجہ بدرجہ اور آسان چڑہائی ناہموار نشیبون اور تردادیان پر سمت جنوب سے مشرق کو پہاڑ کی چوٹی تک جو بلند ہے مگر اسکی چڑہائی آسان ہے - بڑے سلسلہ کوہستان سے ۳ میل شمالی طرف ایک اور کم بلند اور گول سلسلہ طے کرنا پڑتا ہے جسکے پار جنوبی طرف ایک بڑا نشیب دار اور وسیع میدان ہے جہانسے باہین طرف بڑی رہگذر کو کو راستہ جاتا ہے اور اس میدان کے وسط مین شرق سے غرب تک ایک عمیق درہ ہے جسمین دریا روان ہے - گذری چوٹی سے اوترائی مغربی طرف چار یا پانچ میل تک اول کچھہ سخت معلوم ہوتی ہے بعد ازان درجہ بدرجہ وادی مین کم یعنے پڑاو کے نزدیک اوتر آتے ہین ۔

کیفیت	فاصلہ میل	نام منزل	نمبر
جہان دریا جنوب ومشرقی طرف لوٹ جاتا ہے پڑاؤ مین گھاس اور ایندھن بکثرت اور ۲ میل نیچے کی طرف ایندھن بافراط ملتا ہے - سڑک کا راستہ آسان ہے۔ سڑک بہت اچھی اور آسان وادی مین ۱۲ میل پر چینگ لینگ لا مقام سے سڑک ملجاتی ہے ۱۴ میل پر گرم پانی کا چشمہ ہے اور ۲۰ میل پر گوگرا - تمام راستہ مین گھاس ایندھن بکثرت مگر وہان تک کہ پڑاؤ کی سڑک ملتی ہے آگے اس سے صرف ایندھن ملتا ہے گھاس نہین ملتی ۔	۲۰ سے ۲۱ تک	گوگرا	۱۴

نمبر	نام اشیاء تجارت	اوسط مقدار	اوسط قیمت	کرایہ	محصول	کل خرچ	اوسط بہاو فروخت ہندستان میں	اوسط نفع	کیفیت
۱	ریشم ہر قسم	فی سیر	[illegible]	۱۰/	۲/	[illegible]	[illegible]	[illegible]	پیدایش ختن
۲	تلا	فی تولہ	[illegible]	۰	۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ایضاً
۳	نقرہ (گرسس)	فیصد تولہ	[illegible]	۲/	۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ایضاً
۴	چرس (اول قسم)	فی من	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	یارقند میں پیدا ہوتا ہے اور بھنگ سے بنتا ہے
	چرس (ادنی قسم)	ایضاً	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ایضاً
۵	قالین	فی گز	[illegible]	۱۲/	۴/	[illegible]	[illegible]	[illegible]	یارقند اور ختن سے لایا جاتا ہے
۶	نمدہ	فی تھان	۱۲/	۸/	۴/	[illegible]	[illegible]	۱۰/	ایضاً
۷	ریشمی دریائی بنائی (ایک قسم کا پھولدار ریشم)	ایضاً	[illegible]	۸/	۸/	[illegible]	[illegible]	[illegible]	از ختن
۸	مشروع (ریشمی کپڑا)	ایضاً	[illegible]	۸/	۴/	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ایضاً
۹	پشم	فی من	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	از یارقند و ختن و ترفان
۱۰	ٹٹو	فی راس	[illegible]	۰	۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	یہہ یارقند اور ختن سے لائے جاتے ہیں - یہہ سودا زیادہ نفع کا نہیں - لیکن چونکہ ان ٹٹوؤنکو لادنیکے کام میں لاتے ہیں باربرداری کا کرایہ قیمت میں محسوب ہوتا ہے اور قیمت تھوڑی زیادہ نفع پر فروخت ہوتے ہیں جسمیں راہ کی خوراک کا بھی خرچ شامل ہوتا ہے ؛

ضمیمہ نمبر ۳

فہرست اون اشیار کی جو ہندوستان سے بہرتی ہوکر یارقند مین جاکر فروخت ہوتی ہین

نمبر	نام اشیار تجارت	اوسط: مقدار	اوسط: قیمت	کرایہ	محصول	کل خرچ	اوسط بہاؤ یارقند مین	اوسط نفع	کیفیت
۱	تہانتہای لٹھہ وغیرہ	فی من	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	اسکی بڑی خواہش ہے
۲	مصالح ہر قسم	ایضاً	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	کچھہ بحث نہین
۳	کمخواب	فی تہان	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	اسکی بڑی خواہش ہے
۴	بنات	فی گز	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ایضاً
۵	سبز چاء	فی من	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	بڑا نفع ہوتا ہے
۶	شکر و مصری	ایضاً	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ایضاً
۷	پوستین یعنی پوشاک سنجاب کی	فی پوستین	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	بہت جلد بک جاتا ہے
۸	چمڑہ کی بنی ہوئی بکری کا چمڑہ	فی کوڑی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ایضاً
۹	افیون	فی من	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ایضاً
۱۰	ولیسی بندوقین	فی بندوق	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	خوب فروخت ہوتی ہین
۱۱	تلوار و شمشیر	ایضاً	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ایضاً
۱۲	پستول	ایضاً	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ایضاً
۱۳	بارود	فی من	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ایضاً

ضمیمۂ سویم

مفصل تخمینہ فروخت چھینٹ فی تہان ۱۲ گز (چوڑ ۲۸ آرشینز کے برابر ہوتا ہے) وزن ۵ پونڈ

قیمت بمبئی مین بہ نرخ ۴ ر گز ---------- ---------- ---------- ۳ روپے

باربرداری و دیگر اخراجات بمبئی سے یارقند تک (بحساب ۵ پونڈ بارہ شلنگ فی پونڈ)

(نام وزن انگریزی) یا ۸ ر فی پونڈ ---------- ۲ ۸

محصول لداخ مین (۴ فیصدی اصلی لاگت پر ---------- ۳ پائی

محصول یارقند مین (۴۰ پر ایک ---------- ۳ پائی

میزان ---------- ۳ روپے

نفع ---------- ۳ روپے

قیمت فروخت یارقند مین (۸۰ تنگا فی تہان) ۱۶ تنگی کا ایک روپیہ ہوتا ہے ---------- ۵ روپے

شرح - تخمینہ اول کی نسبت یہ کم ہے کیونکہ بہت سی نمونہ بقیمت ۵۰ تنگا واسطے پچاس آرشینز کے اور ۲۵ تنگا واسطے ۴۰ آرشینز اور ۷۵ تنگا واسطے پچاس آرشینز کے اور کاشغر سے ۴ تنگہ ۴۰ آرشینز کے واسطے بکتے ہین یعنی ۱۰ روپے و ۱۰ روپے و ۹ روپے ۲۸ آرشینز کے واسطے - اول ضمیمہ مین جو نفع تحریر کیا گیا ہے اسی طرح شمار ہوا ہے ؎

تمام مندرجۂ بالا قیمتین اُسی اسباب کے واسطے بیان کی گئی ہین اور انگریزی کارخانونکا اسباب وہان بہت کم پہونچتا ہے اسلئے مشرقی ترکستان مین لوگ اُسکو جانتے بھی نہین ہین لیکن مسٹر شا صاحب رپورٹ کرتے ہین کہ کاشغر مین کچھہ انگریزی چھینٹ میرے پہونچنے سے پیشتر پہونچین تہین اور بڑے شوق سے ۵ یا ۶ تنگہ فی تہان لوگون نے خرید لین اور اُسی چھینٹ کے صرف ۴ تنگہ فی تہان دام تہے ؎

قیمت فروخت مختلف اشیاء بازار قند مین

نمبر	اشیاء	قیمت
۱	چھینٹ بڑے عرض کی گلنار فی تہان ۲۸ گز	رعـہ
۲	ایضاً موٹے کپڑے پر چھینٹ فی تہان	ےعـہ
۳	وریس ۱۲ گز	سـہ
۴	تہان وریس ۴۰ گز	ےعـہ
۵	سپید لٹھا ۴۰ گز کا تہان	عـہ
۶	ایضاً موٹا لٹھا ۴۰ گز	عـہ
۷	ایضاً ذرہ زیادہ موٹا ۴۰ گز	للعـہ
۸	گمٹی سرخ ۲۸ گز	للعـہ
۹	دستارین ۲۰ گز	سـ۲
۱۰	ملوان ۴۰ گز	عـہ
۱۱	سفید گمٹی	عـہ
۱۲	نقاب عورات سرخ	للعـہ
۱۳	اتوار یعنی ریشمی چادر فی گز	سـ۲
۱۴	کمخواب فی تہان ۱۵۰ روپے سے ۱۸۰ تک	
۱۵	سیاہ چا ریکوئی بازراچہ فی پونڈ	۳/
۱۶	سبز چا معمولی فی پونڈ	۲/
۱۷	ایضاً نہایت عمدہ کراکولا کی چا فی پونڈ	۸/
۱۸	عام شکرتری فی پونڈ	۸/
۱۹	ابریشم یعنی ریشم خام ختن سے ۱۰۰ تنگا فی چرک یعنی ۵ پونڈ فی پونڈ	۶/

ضمیمہ نمبر ۴

مقابلہ وار قیمت مختلف اشیاء کی بازارہاے بمبئی و یارقند مین

نمبر	نام	بمبئی فی گز	یارقند فی گز
۱	چھینٹ	۴ ۲	۱۲ ر ۲ پائی
۲ و ۳ و ۴	ایضاً	۱ ر ۳ پائی سے ۳ ر تک	۶ ر ۱۰ پائی سے ۱۰ ر تک
۵ و ۶ و ۷	سفید پارچہ	۲ ر ۵ پائی سے ۴ ر ۱۰ پائی تک	۵ ر ۴ پائی سے ۸ ر تک
۸	ململ فی تہان ۲۰ گز	عـــہ ر سے عـــہ تک	۱ ۸ روپیہ
۹	رنگین سوتی پارچہ فی گز	۲ ر سے ۲ ر ۴ پائی تک	فی گز ۸ ر
۱۰	ڈوریا یا گمٹی	عـــہ ۳ پائی سے عـــہ ۵ پائی تک	۸ ر فی گز

ضمیمہ نمبر ۵

بازاری قیمت یارقند بابت [illegible] و بازاری قیمت جالندھر بابت [illegible]

نمبر	نام مال تجارت	وزن	قیمت یارقند مین	قیمت جالندھر مین	کیفیت
۱	چانول	۲ سیر انگریزی	½ ٹنگہ	۲ ر ۶ پائی	ایک ٹنگہ ۲ ر ۶ پائی سے ۲ ر ۹ پائی تک ہوتا ہے
۲	مکئی	ایضاً	۳۰ پیسہ	۲ ر ۸ پائی	ایک ٹنگہ ۲۵ پیسہ کے برابر ہوتا ہے اور ایک پیسا دو پول کے برابر
۳	مونگ	ایضاً	۱۵ پیسہ	۴ ر	
۴	چھوٹی نان	۳ چھٹانک	۱ پیسہ	۹ پائی	عموماً آٹا نہین بکتا بلکہ پکی ہوئی تیار خوراک بکتی ہے اور روٹیکا دوسری اشیا کے ساتھ بھی تبادلہ ہو جاتا
۵	بڑی نان	۵ و ۶ چھٹانک	۲ پیسہ		
۶	مکئی کی روٹی	۳ چھٹانک	۱ پیسہ		
۷	بھیڑ کا گوشت	۲ سیر	½ ۲ ٹنگا	۵ ر ۶ پائی	امیر لوگ بھیڑ کا گوشت استعمال مین لاتے ہین عوام الناس گھوڑے و دیگر بڑے جانورونکا گوشت زیادہ کھانے مین خوش رہتا ہوتا ہے

نمبر	نام اشیاء تجارت	وزن	قیمت یارقند مین	قیمت جالندھر مین	کیفیت
۸	ہلدی	۲ سیر	۱۲ ٹنگا	۸ ر	
۹	مصری	ایضاً	۱۵ ٹنگا	۱۵ ر	
۱۰	سبز چای	ایضاً	۱۲ سے ۱۴ ٹنگا تک	عہ یا صہ	اگر رنگ اور مزہ اچھا ہو اور پتی آسانی سے عرق کھا سکتی ہو تو خوب بکتی ہے
۱۱	چاے بمبئی یا گوالیا	ایضاً	۸ سے ۱۲ ٹنگا تک	•	
۱۲	سونٹھ	ایضاً	۳ ٹنگا ۸ پیسہ	۱۱ ر	
۱۳	مرچ یا فلفل	ایضاً	۱۸ ٹنگا	عہ ۳ ر	
۱۴	سفید الایچی خورد	تولہ	۱۰ ٹنگا	•	
۱۵	دار چینی	ایضاً	۲ ٹنگا	۳ پائی	
۱۶	لونگ	ایضاً	یک ٹنگا	۳ پائی	
۱۷	جاے پہل	فی جائفل	۲ ٹنگا	۴ پیسے	
۱۸	مشرو ریشمی	فی تھان ۱۲ گز	۱۲ سے ۱۳ ٹنگا تک	•	یہہ پارچہ پنجاب مین مروج نہین ہے صرف ملکونمین یا وہ استعمال کیا جاتا ہی
۱۹	ڈوریا	بقدر یکجا چغہ	۵ سے ۶ ٹنگا تک		یہہ پارچہ بھی پنجاب مین مروج نہین اور مشرو کی مانند نصف سوتی اور نصف ریشمی ہوتا ہے
۲۰	شاہی	فی تھان ۷ گز	۲۵ سے ۳۰ ٹنگا تک	•	یہہ ایک بہت عمدہ ریشمی کپڑا ہوتا ہی یہان نہین آتا مگر امیر لوگ اسکے شایق ہوتے ہین
۲۱	اطلس	فی تھان ۷ گز	۴۰ سے ۵۰ ٹنگا تک	•	ایضاً ایضاً
۲۲	سوتی سفید پارچہ	•	•	•	سفید پارچہ مین سے ململ پگڑیون و عمامون کے کام مین زیادہ صرف ہوتی ہے لیکن یارقند مین لوگ رنگین پارچہ استعمال مین لاتے ہین مگر اسپید ذی مقدور اشخاص استعمال مین لاتے ہین

علاوہ کیفیت متعلقہ ضمیمہ نمبر ۵

ایک کُرس نقرہ جو وزن مین ۲ سیر انگریزی یعنی ۱۶۰ روپیے کے برابر ہوتا ہی یارقند مین اسکی قیمت ۱۶۰ روپیہ سے ۱۷۰ روپیہ تک ہے پنجاب مین فروخت کرنیوالے شخص کو فی روپیہ ایک آنہ نفع ملتا ہے دہلی مین زیادہ منافع ملتا ہے یارقند

مین اوسکی قیمت ۳۰ سے ۳۴ تلہ تک ہے اور ہر ایک کرس کی قیمت یارقند
مین ۱۰۰۰ سے ۱۱۰۰ تنگا تک ہوتی ہے - تلہ جدید سکہ ہم سے سوا چار ماشہ
تک وزن مین ہوتا ہے اور یارقند مین مل سکتا ہے اور پنجاب مین
وہ پھر یا چہار کو
بکتا ہے

ضمیمہ نمبر ۶

مقابلہ وار خرچ بہرتی ایک کوٹ مال کا انگلستان اور روس سے یارقند تک

روس سے	انگلستان سے
ماسکو سے تاشقند تک بشرح ۴ ربل فی پونڈ وزن فی ۳۶ پونڈ — ۳۹ شلنگ ۸ پنس	انگلستان سے بمبئی یا کلکتہ تک بشرح ۲ پونڈ فی من — ۲ شلنگ
تاشقند سے یارقند تک بشرح ۸ تلہ فی بوجھ اسپ فی ۲ کوٹ — ۴۰ شلنگ	کلکتہ سے لاہور ۱۲۷۷ میل کے فاصلہ تک سوتی پارچہ کے لیے — ۹ شلنگ ۵ پنس
میزان پونڈ ۴ شلنگ ۷ پنس	ٹرمینل چارج وغیرہ یعنی خرچ بالائی مزدوری وغیرہ — ۱ شلنگ
کراچی کو بندرگاہ آمد اسباب فرض کرکے لاہور تک ۸۰۰ میل کے فاصلہ کی لئے ریل جاری ہو تو نیچے برابر شرح ہوگی	لاہور سے یارقند تک بشرح ۶۵ روپیہ فی بوجھ اسپ وزن فی ۲ کوٹ — ۶۵ شلنگ
سوتی اسباب یا پارچہ — ۹ شلنگ	میزان پونڈ ۳ شلنگ ۱۷ پنس ۵
اونی — ۱۱ شلنگ	
[illegible] لوہار کا اسباب — ۱۲ شلنگ	اونے پارچہ کے واسطے کرایہ کلکتہ سے لاہور تک — شلنگ پنس ۱۲—۶
	اور لوہار کے اسباب کی اسطے — ۱۵—۶



تمام شد